

156380

2-12-29

Title - Shadi Naama Urdu

Writer - Mubashir Muhammad Bisheshar Dargal.

Publisher - Matba Mustafai (Kanpur).

Date - 12-7-04

Pages - ~~148~~ 180

Subject - Tarjuma - Quran - Mangam.

صنعتی که در میان فضایل و مسا
بیوت و عیال و دین و دنیا



که در میان عیال و دین و دنیا
و عیال و دین و دنیا

۸۹۱۶۴۳۱
۱۳۱۲



23 JUN 1972

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U56380

بسم الله الرحمن الرحيم

<p>شبی بخش شامشمان بخودی سیلان کو گاہے کرت شل خنان تھے جسے سوہوید تمام فرخاوتے یکسر زمین کو گدا کرچا کر سہا سہا سی خاموش عنایت کی ہوگی کج کل شاد برستار اسکے من ستار کیا: یہ شیر فکوتے ہی شیر نصیف فکوتے وہ ہوا کہ وہ کوئی تو ہے تاب کی زوئی کہ شاہ و گدا کا توحید نصیف کن اور نہ</p>	<p>بلندی وہ سروان ہو دی کبھی تو انوکھے نہ وہ زور کیے اوتے قدرت پیدا تمام بلندی اپنے چرخ برین کو کیا برستار او سکا ہو ہر یک دم کیا اوتے آستہ باغ دہر جہاندار ہے پاک پروردگار دیر فکوتے کیا ہے لہر گرا کو وہ ہے تو نے سرور وہ شیشے جیسے غرت و اتم تو اچھڑتی ہوگی ی کا التیا</p>	<p>کرتے کر دگار و غفور و رحیم کرتے گاہے چشید کہ وہ تباہ سہ و عمر اور زہرہ و شتری زبردست دنیا میں اور زبرد عناں او سپہ سب ازینان رکھے سوچ کر او سکا اور زب بہار و خزان سے ہوا بی تیا گدا ر خلقت و جان بخودی تو پھر کتنی کوئی کیا کرتے قوی ہو خداوندیست و زائد وہ بکا ہو یاری وہ و تکلیف</p>	<p>سہ نامہ حمد خدا سے کریم کبھی کو فریدون کو وہ و تنگنا جن دیود انسان و حیر و پری کیا اوتے پیدا یہ بالا و پست عجب و سکی قدرت عجب شایع ہے بھرے دم جان سکا دیان چمن میں کیا سو کو سرفراز خداوند کن و مکان بخودی اگر وہ نہ توت و زور سے تو اوتے وہ آپ اور زور مند گدا اوتے اسکے من فرمان پیر تو درگاہ میں او سکی ہر زمان میں افتاد و یا سب ہر حال ہون یہ ہر تانین بخت برکت آہ گدا کہ مجھ پر کیا خدا دکھا اسب ہر گل آرزو کتنی شمشیر کہ امین زندہ ہوں</p>
<p>مجھے ہمارے ہے جو تو جو داد خواہو گناہ ہر اک تو رہش من جا وہ تو جو غنا و کھات تو ای</p>	<p>ستائی جواب کر دے تو گدا نہیں جو کوئی اور فریاد فرکرتے تازہ بان ہر اد گدا گدا ہون اور نصیان مجھے اپنے مر کے ہوا اور</p>	<p>تندیدہ دور افلاک ہوں کے کئے ہے گشتہ شام کا مجھے بند ہے علم سے چھڑا پلا مجھ کا جام تل آرزو تندہ ہوں اور سر</p>	

نہیں اور کچھ خاک و گندم نہ دیکھا ہے ابھی کہ نہ سرا نفتان دل کو سے لے کر طبع ہو مکتبہ دان یا اگر کے خاصہ کو تو گوہر نشان	ولیکن تناسل سے یہ ہر زمان تو را ملا و اور کر محکو شاد جہان خرد سے منور تو کر بہانی شناسی کی ہو دستگا زبان کو مری کہ فصیح البیان	کہ سنت جہان میں مجھے اپنے کچھ نہیں مجھے جنتی اپنی تگاہ سخن الہی مرقبات عاہو قبول
---	---	--

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پراز مشک عنبر نوکیدن سروردان ہے وہ عایین سروردان احمد مجتبا حجاب بخا و محسیط کرم فریغ جہان نور ایمان و دین فرازدہ رایت سسروی قدم او سے معراج پر جب کھا نیمس ہوا جبکہ قرب حضور یہ بخشا افسے پایا گوہر مسیح کردن او سے صبح کا بیان کے سب جہنم سے کچھ بیان نعمین و دریا و دریا و دریا پیشانی تھارا ہر کتر غلام لکھے انحر غاصب بیخ شاہ جہا جاہلدار اکبر شہر بے نظیر ہایون خصال شہ نامور عبت کے ہی وہ درویش حقیقت کہ دن حکم کی کیا بیان خدیو زمان شاہ عالی وقار در دولت شاہ عادم پناہ یہ وہ بارگاہ ہے کہ امید کھنہ جو سلطان والا کمر انجان سرکش ان چون جہان	شناسی محمدی و در زبان پس نبوت کا ہر آفتاب رسول خدا سید انبیا یم جو دو خوش نفاق و عالمی وہ کلمہ شہستان عین یقین دخندہ نور شید پیغمبری تو پایہ بڑھا اور مسراج کا نظر او سکھو آیا وہ تانبہ نو جھے جسکے شان عالم سلج کہ ہیں صفا غر و فخر نشان نطاقت قلم بین کتابان مرے دل کے بلا وہ دعا کہ گار ہو بین بر فر حساب	دو ختم رسل سرور نامور جہان دین ہے روشن تمام خردمند دانشور و مینظر وہ مہر جانتاب افیج جلال شفیع گناہان بروز جزا وہ ہر خاص خاصان پر و گار پھر برین کے زبے خوش نصیب تجلی کین جسکے دل یقین گرامی ماثرت ہر انسان بن ابو بکر و عثمان والا کمر کہ زمین سخن کو بل بختصر کہ گار ہو بین بر فر حساب
--	--	---

در تعریف ابو نصر محمد عین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

خداوند تاج و کلاہ سریر خجستہ شامل فرشتہ سیر موبت ہو او سکود فاکیت نہیں او سکے ہر سنگ کہ گرا شہ دادگر حشر و نمار فقیر و غنی کا ست امید گاہ نہ محروم بیان سے گیار دنیا گہر بار بہتاب نام و بحر وہ ہی استار خدیو زمان	فرزندہ خورشید بچہ می جہانباں دین پرور و حق چوہ شناور ہو دریا سے عرفان کا قرون شفقت و خلق و مہبت بند جہان پرور و کامش جہا بے کام بیان کہ یکا شتاب شناخت میں دیکھا تو بحر حقا اگر جو ہو فرمانبردار خطا جھکا یا سار ہو سر گستا	گرامی در درج شاہ نشینی حقائق شفو شاہ والا شکوہ دل او کا پہل گہر چہ صفا مروت میں یکتا شہر اجمیشہ سر سر فرازان کس یکساں بیان آسے ہر کوئی ہو کایا حضور او سے کجاست ہو غرق آب کہ یہ بحر و از جوی لطفت و تو جہنم برین سے پایا وقار
--	---	---

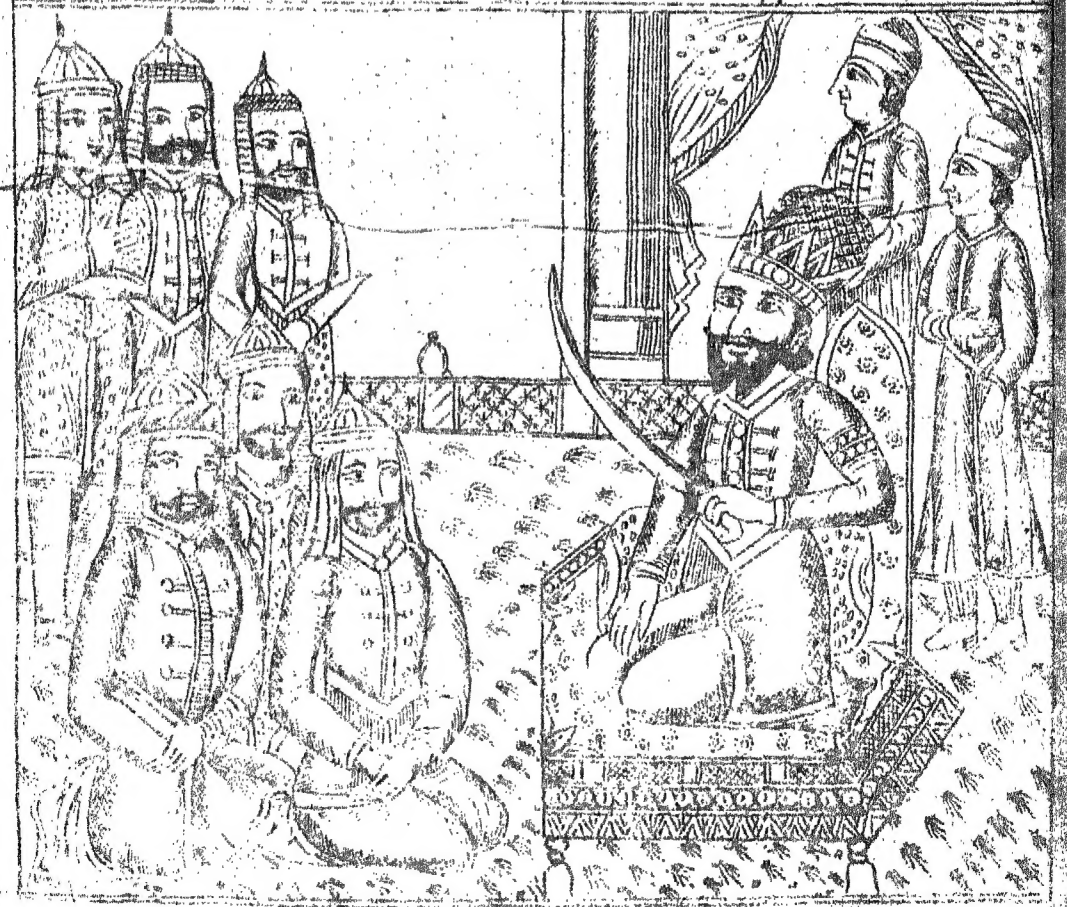
کوکب بن سباس بن گور جویان شتری کریم بنی زحل نے اطاعت جو کی اختیار جو دشمن بھی ہون آکر غرور کے جویان صف شاہ بن کہ یارب شمشاد شاہان جاندار اکبر پستیر و بخت	لانا گرا و سکی سچ گھی سحر کار کا مہر مہ جہان میں جا کر بیٹا فقط دوستان ہی نہیں کیا نہیں تاب کلک زبان سینا بھی بحر دعا و سکی ورد زبان تہ خاک دغون ہوسر دشمنان	سبب تالیف کتاب غریبان ہی شناسا ایک فرد بہم محض آرا تھے ہنگام شب تواریخ کا بھی جو ذکر تھا وے ہر کسی کو میسر نہیں لکھا شریفین نسخہ مختصر یہ سکر باد مرے مہربان یہ کو کہ تو فشی اس نام کو وہ سلطان کہ تاج شاہنشاہ خدا نے جسے شاہ اکبر کہا ہو امین دل و جان سے صرف کا معانی شناساں فرخ نادر کہ واقفید نامہ و لپہ زیر مرب یہ شناسا جب ہو چکا
وہ مجلس تھی رشک بہار کہ بحر شہناہ تماشا تھا تو کل کہ مرو سخن سنج تھا پیشتر خانی وہ موسوم بحر کر زور آور اکھا جہان میں نام کر قلم ترتیب نام کتاب چنانچہ شہستان لکھا ایک پر سایہ سخن چہ باحد طب بخیار کا شمار شام و سحر ہوئے سنگے اس نظم کہ انشا بجائی جو ہوں اپنے کو تیار تو پھر باقی غیب سے بوجہ	مہیا تھے سامان پیشتر تو پھر کسی نے بیان کیا یہ تاریخ فرخ بنین کہیں کہ احوال معلوم ہو سہر سخن فہم و دلشور و ناکہ دن تم اب رشتہ کی زبان میں وہ خاقان کہ فرخ شہستان خداوند اورنگ وافر کیا لکھی نظم یہ دلکش و آبدار سخن پر شناساں بیاہر و جاد بہت زیب کیا بلکہ ہے شہنشاہ کیا فکر تب سال تالیف کا	سبب تالیف کتاب غریبان ہی شناسا ایک فرد بہم محض آرا تھے ہنگام شب تواریخ کا بھی جو ذکر تھا وے ہر کسی کو میسر نہیں لکھا شریفین نسخہ مختصر یہ سکر باد مرے مہربان یہ کو کہ تو فشی اس نام کو وہ سلطان کہ تاج شاہنشاہ خدا نے جسے شاہ اکبر کہا ہو امین دل و جان سے صرف کا معانی شناساں فرخ نادر کہ واقفید نامہ و لپہ زیر مرب یہ شناسا جب ہو چکا

تین ذکر سلطنت کی و مرث و جنگ با شکر دیو

شہ و او گستر کر و شہ تھا خود و شہل پر نادر پرستے لکھا کہ اس کا تو دیو و اور کہ تیرا ایک ہوا کیا عرض جا کر نہ ہوا موت اوسکے ہوا شکر کیا نہیں ہوا تیرا شکر کیا	ہوا سپہ کوئی کشہ کشا سیاک تھا اور شاہ کا ال پہر غرض پچہ اوس یو کا ایک بار سنا ایتنے جب دیو بیان ہو سیاکشہ بد مذمتی تیرا کیہ مرث اوس کو نہ تیرا تو پھر باقی غیب سے بوجہ	یہ کہتا ہے زیر پر پر بخیار ہم پوشاک تھی چھین ارادہ آہ اوس تھا جنگ تو وہ ان کی مرث کی جنگ کہتا ہو کہ شہر سے کیہ خوا جو ہو کہ جانوں پہ کا نادر ہوا پچہ دیو سے کہ رو بہ	شنگوی روشن دل و شہنشاہ سدا کہ دین تھا وہ مسکن گوین کیہ مرث کا دشمن اک دیو تھا یہ ہے عرض ہیری کہ جو حکم کیا اوس کو و ہر روز ان کو شہ کہ اب حکم کا پچہ نہیں آیا جو وہ یاد آدہ جنگ چ
--	--	--	---

<p>یک ہزار گدین ہلاک خون کی بھرمت آئے دوان سنبی بھٹا کے اک آوار غیب ذرا کہ تو دل کو قرین خوشی زمین چو ناپاک ہے پاک کر لیا اپنی آراستہ فوج کو دیر و نہر مند و اہل تمیز رژد اور چسپند اور ہر جانور پرو چھا ہلکے تو وہ بوجھی تو اگر کم بازدار نرم و سیر چھوے دیو عاقر دو و ام کے لیو مرث کے ہاتھ تے دیو ما لیو مرث کے لٹخ شاس ہونا بفر خندہ قالی ہوا بعد ازان ہوا جبکہ ہو سنگ فیروز گیت جان د آوار کی آباد تھا جسے آما ہی لوہر پیش منظر کہ آتش بہ نر لے تمام سوشہر لایا وہی آب جہ نشان آدھی سرم مان نام جہان میں آہنگری کا ہنر بو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان وہ طعور شد شاہ شہر اچھا تنہا خاں قریب ہوا خلی لہر پڑی تھی کہ کوئی نہ سیر کو ان ابرو نوں نہایت شہر خاں پرو کا تھا اک نو دریں اہل تربت میں آ جو سرکارہ دیو کی تھانویج کا</p>	<p>ہوا شاہ انگین و گریہ کنان ہوا شاہ کو یون چیلان غریب ایک بچہ دیو دن پیکر گشتی سرخ دیو کمرش نہ خاک کر ہوا ساتھ دیو دن پیکر گشتی ایک مرث کا جان و دل عزیز سندھ تک ملحق شدہ نامور ہوا اک شد کے مقابل بھی ہوا ایک دیو با دیو چرخ نشان زدنی کے ہوتا مے ہوا کشتہ خوب آباد نمنا سے ال کی حال ہوتی ایک مرث شایہ شہر خلی</p>	<p>ہوا شاہ انگین و گریہ کنان ہوا شاہ کو یون چیلان غریب ایک بچہ دیو دن پیکر گشتی سرخ دیو کمرش نہ خاک کر ہوا ساتھ دیو دن پیکر گشتی ایک مرث کا جان و دل عزیز سندھ تک ملحق شدہ نامور ہوا اک شد کے مقابل بھی ہوا ایک دیو با دیو چرخ نشان زدنی کے ہوتا مے ہوا کشتہ خوب آباد نمنا سے ال کی حال ہوتی ایک مرث شایہ شہر خلی</p>	<p>ہوا شاہ انگین و گریہ کنان ہوا شاہ کو یون چیلان غریب ایک بچہ دیو دن پیکر گشتی سرخ دیو کمرش نہ خاک کر ہوا ساتھ دیو دن پیکر گشتی ایک مرث کا جان و دل عزیز سندھ تک ملحق شدہ نامور ہوا اک شد کے مقابل بھی ہوا ایک دیو با دیو چرخ نشان زدنی کے ہوتا مے ہوا کشتہ خوب آباد نمنا سے ال کی حال ہوتی ایک مرث شایہ شہر خلی</p>
<p>ایک ہزار گدین ہلاک خون کی بھرمت آئے دوان سنبی بھٹا کے اک آوار غیب ذرا کہ تو دل کو قرین خوشی زمین چو ناپاک ہے پاک کر لیا اپنی آراستہ فوج کو دیر و نہر مند و اہل تمیز رژد اور چسپند اور ہر جانور پرو چھا ہلکے تو وہ بوجھی تو اگر کم بازدار نرم و سیر چھوے دیو عاقر دو و ام کے لیو مرث کے ہاتھ تے دیو ما لیو مرث کے لٹخ شاس ہونا بفر خندہ قالی ہوا بعد ازان ہوا جبکہ ہو سنگ فیروز گیت جان د آوار کی آباد تھا جسے آما ہی لوہر پیش منظر کہ آتش بہ نر لے تمام سوشہر لایا وہی آب جہ نشان آدھی سرم مان نام جہان میں آہنگری کا ہنر بو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان وہ طعور شد شاہ شہر اچھا تنہا خاں قریب ہوا خلی لہر پڑی تھی کہ کوئی نہ سیر کو ان ابرو نوں نہایت شہر خاں پرو کا تھا اک نو دریں اہل تربت میں آ جو سرکارہ دیو کی تھانویج کا</p>	<p>ایک ہزار گدین ہلاک خون کی بھرمت آئے دوان سنبی بھٹا کے اک آوار غیب ذرا کہ تو دل کو قرین خوشی زمین چو ناپاک ہے پاک کر لیا اپنی آراستہ فوج کو دیر و نہر مند و اہل تمیز رژد اور چسپند اور ہر جانور پرو چھا ہلکے تو وہ بوجھی تو اگر کم بازدار نرم و سیر چھوے دیو عاقر دو و ام کے لیو مرث کے ہاتھ تے دیو ما لیو مرث کے لٹخ شاس ہونا بفر خندہ قالی ہوا بعد ازان ہوا جبکہ ہو سنگ فیروز گیت جان د آوار کی آباد تھا جسے آما ہی لوہر پیش منظر کہ آتش بہ نر لے تمام سوشہر لایا وہی آب جہ نشان آدھی سرم مان نام جہان میں آہنگری کا ہنر بو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان وہ طعور شد شاہ شہر اچھا تنہا خاں قریب ہوا خلی لہر پڑی تھی کہ کوئی نہ سیر کو ان ابرو نوں نہایت شہر خاں پرو کا تھا اک نو دریں اہل تربت میں آ جو سرکارہ دیو کی تھانویج کا</p>	<p>ایک ہزار گدین ہلاک خون کی بھرمت آئے دوان سنبی بھٹا کے اک آوار غیب ذرا کہ تو دل کو قرین خوشی زمین چو ناپاک ہے پاک کر لیا اپنی آراستہ فوج کو دیر و نہر مند و اہل تمیز رژد اور چسپند اور ہر جانور پرو چھا ہلکے تو وہ بوجھی تو اگر کم بازدار نرم و سیر چھوے دیو عاقر دو و ام کے لیو مرث کے ہاتھ تے دیو ما لیو مرث کے لٹخ شاس ہونا بفر خندہ قالی ہوا بعد ازان ہوا جبکہ ہو سنگ فیروز گیت جان د آوار کی آباد تھا جسے آما ہی لوہر پیش منظر کہ آتش بہ نر لے تمام سوشہر لایا وہی آب جہ نشان آدھی سرم مان نام جہان میں آہنگری کا ہنر بو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان وہ طعور شد شاہ شہر اچھا تنہا خاں قریب ہوا خلی لہر پڑی تھی کہ کوئی نہ سیر کو ان ابرو نوں نہایت شہر خاں پرو کا تھا اک نو دریں اہل تربت میں آ جو سرکارہ دیو کی تھانویج کا</p>	<p>ایک ہزار گدین ہلاک خون کی بھرمت آئے دوان سنبی بھٹا کے اک آوار غیب ذرا کہ تو دل کو قرین خوشی زمین چو ناپاک ہے پاک کر لیا اپنی آراستہ فوج کو دیر و نہر مند و اہل تمیز رژد اور چسپند اور ہر جانور پرو چھا ہلکے تو وہ بوجھی تو اگر کم بازدار نرم و سیر چھوے دیو عاقر دو و ام کے لیو مرث کے ہاتھ تے دیو ما لیو مرث کے لٹخ شاس ہونا بفر خندہ قالی ہوا بعد ازان ہوا جبکہ ہو سنگ فیروز گیت جان د آوار کی آباد تھا جسے آما ہی لوہر پیش منظر کہ آتش بہ نر لے تمام سوشہر لایا وہی آب جہ نشان آدھی سرم مان نام جہان میں آہنگری کا ہنر بو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان وہ طعور شد شاہ شہر اچھا تنہا خاں قریب ہوا خلی لہر پڑی تھی کہ کوئی نہ سیر کو ان ابرو نوں نہایت شہر خاں پرو کا تھا اک نو دریں اہل تربت میں آ جو سرکارہ دیو کی تھانویج کا</p>

<p>ہر چہ بہرہ لشکر ہو ایک گز گز نہا سکے سیر اندر گم سے جو ہو غیاب اگر چہ کج جان بخشی اسے تاجور شمشیر کو لکھن سکھایا وین پیر تھا جو شبید مہمورث کا ہر انداز شبید عالی و تبار دلیر و قوی زور آفاق کیسے سبک فزون اسکا جاہ و چشم فن پار چہ بانی و کشتکار ہر اعدا میں اس کے بدایسب کیا شہ نے مردم کو مسکن گون لایب اس مکان میں ناعت کرد سکھایا وین مردان کو تمام</p>	<p>دو غر شاہ کے بہت بلی ہوا سب سے زندہ میدان میں اٹھ اگر چہ دل دیو و نکو یک دست پ پندیرا کیا شہر سے لہتماس شمشیر سے سیال کی داوری بیان احوال سلطنت جمشید خردمند و دانشور و ہوشیار ہر اک شاہ تھا اسکا فرمانی سما خلق پر اسکا لطف و کرم کیا شاہ جمشید آشکار ہو سے اس جہان میں ہر یک ہوا ہر کوئی ہر مکان میں یک نہ بے شغل و بیکار ہر گز نہ ہو کر کرنے لگیں بہ نیابت کا کام</p>	<p>دو غر شاہ کے بہت بلی ہوا سب سے زندہ میدان میں اٹھ اگر چہ دل دیو و نکو یک دست پ پندیرا کیا شہر سے لہتماس شمشیر سے سیال کی داوری بیان احوال سلطنت جمشید خردمند و دانشور و ہوشیار ہر اک شاہ تھا اسکا فرمانی سما خلق پر اسکا لطف و کرم کیا شاہ جمشید آشکار ہو سے اس جہان میں ہر یک ہوا ہر کوئی ہر مکان میں یک نہ بے شغل و بیکار ہر گز نہ ہو کر کرنے لگیں بہ نیابت کا کام</p>
--	--	--



وہ تمام اور قصر دیوان و کاخ بست و گلشن اور بہت استوار اور اس تخت پر بیٹھا تھا تمام غرض دیوان کو دوش پر کھینچتے شہنشاہ کے شقی بھی طیار کی جب آتا یہ نور روز عشرت توین جن و انس و دیو و پری کو تمام رہی خلق آسودہ و سب خطہ تھا کوئی رنج و اس دور میں قوشہ سے ہوئی دو دانش خور قزیا وین دل میں جھشید کے اکابر جو تھے انکو کر کے طلب خداوند اور نگ و انسر ہوئیں خور و خواب و آرام اہل جہان جہان میں ہوا مجھ سے پیدا ہوا کہ بس تو ہر خوشنہ و داد و گر ہوا رخصت اب اس قبائل تخت وہ فرمایا ان شہ نامدار شہنشاہ کے دل میں یہ آیا ہر لگی دولت اس سب سے پیچھے گر قدر تہہ اسلے ہوا کچھ ان کے خفاک کی داستان سپہدار مرزا تازی بنام خوارون بڑا تندر و گاؤ میش پس ایک تھا اسکا خفاک نام حصوہ اس کے اہلیس نارایت کو مے تھا قوی اس میں یکسر بھرا لگا کھڑے اہلیس اور بھی ولیکن میں کتابوں اس سر پر	بنائے گزین و بلند و فراخ سر پا لطافت سر پا بہار ہے تھا سدا خرم و شاد کام جہاں چاہتا وہ شہنیکخت محیط جہاں میں سب سے بختی تب اک جہنم ترتیب کرتا توین کہر جہنم خسر و نیک نام بہت خرم و شاد شام و صبح ہے ہر گرج بھی دور اس میں ہوا شاہ کے دل میں پیدا غور کہ ہر سو نہیں ماہ و خورشید کے یہ چشمہ لایا زبان پر کہ اب جہاندار و خشنہ زہر ہوئیں یہ جمعیت خاطر مردمان ہمیں کوئی محبہ شہ نامور ہمیں اور مجھ کوئی تاجور نصیب سے اس کے گیا تاج تخت کنا اس کے کر کے سب اختیار وہیں اور گئے اس کے ہوش و حال لگی اسکو بیدارتی گھیرنے جہاں شاہ سے تخت شہنشاہی	بنائے گزشت اور سنگست پھر اک تخت شہنشاہی بھی حکم کرنا وہ دیوان کو پہنچا دیوان ایک مہر شوق سیرال کا ہر جو نور و زانم مہیا می و فہم ہوتا و ہاں بعیش و طرب ہر وقت سدا یک نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا جو گندہ سے برست سلسلہ طم یکایک جو اپنی طرف کی نظر بجاہ و چشم زہر چرخ پرین تھا کہ دنیا میں ہر کوئی شاہ جہاں کو کیا میں نے آہستہ نشا و خوشی نعمہ و جام دی سنا جبکہ جھشید سے یہ سخن دل میں سمجھے یہ زوال کوئی دیکھو گئے ہے یہ روز بد خفا ہو گئے شہ سے وہ کیا بد یقین ہو گیا یہ کہ زوال پاک جہاندار جھشید انجام کار لا الغرض خفاک میں بخت جرم	طرصار و دیکھ پھر ہر رنگ سے ساقوت و گوہر غریب کی پرست ہو تخت کو سنے جلو تھا دل میں اندیشہ تخت توین سوا سکا ہر سو جھشید و فاکرام غرض عیش کرنا وہ شاہ جہان رہا حکمران شاہ زیر فلک کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا کیا ہر بیان میں بیان خوش طم کہ جاہ و چشم ہر اس قدر برابر کوئی اپنے دیکھا نہیں کہ جسکا برابر سے ہو کو جاہ جہاں ہوا رنج بر خاستہ مے ہی سب سے ہر ہر ایک شہ گئے کئے دانشوران زمین کہ جھشید حق سے ہونا سپاس ہوئی فرو فرما نہی اسکی رد غرض اوٹھ گئے وہان شہر سب مقرر ہوا مجھ سے اب خفاک ہوا بس تہہ اور پریشان و غار ہوا جا سے خفاک پھر تخت جم کردن اسکی اس سلطنت کا بیان رعیت نوازی میں مشغول تھا غیر ہو کو دینا شہ بے نظیر بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار کہ دیکھ پھر و غیر ہمیں سرسبز ہوا خرم و شاد اس نقل سے سخن خود تہہ ایسے میں مجھ کو یاد کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی
---	---	--	---

احوال سلطنت خفاک تازی

شہ کامران خسر و ذوالکرام سکھے تھا سپہا و فرزند کیش جوان و دلیر و بلند و جت شام ہوا حاضر اک دن بشکل نکو خدا ہر سخن کوئی خالی نہ تھا بیان کر لطیفہ بلف و خوشی کہ عہد اور قول کے تو مجھے	کہ تھا تازیان میں وہ فرمانروا شب و روز اون چار پاؤں کا سکھے سپاہی تھا وہ دیندار گزارش کیے نقلیں کین آنکار مرا تھا خفاک جو عقل سے وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد کہ جو کچھ کہہ نہیں کرے تو دہی	کہ تھا تازیان میں وہ فرمانروا شب و روز اون چار پاؤں کا سکھے سپاہی تھا وہ دیندار گزارش کیے نقلیں کین آنکار مرا تھا خفاک جو عقل سے وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد کہ جو کچھ کہہ نہیں کرے تو دہی
---	---	---

<p>قہر کیا کہ خفاک نے بس شتاب ہوا جبکہ اسیسین غم استوار کہ تو جو ان اور تراباں پر یہ گفتار گونا پسندیدہ سے کئی شاہزادے نے یہ بات جب سنی تھی کہ ان پر ہو گندہ یہ پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاکت انہوں ایک آتش کی راہ میں وہ شہ اس مکان میں نہ ہو سکتا کیا اسکو جس پوش پہر سرسبز گئے ٹوٹ اسکے سر و دست و پا پھر اہلیس بد ذات نے یوں کہا فری دانش و عقل دندہ بیر بد سراسر جہان کی تجھے خویان نوازش بہت اسیہ صرف کی خورش خانہ خسرو نامور وہ طیار کہ پیش فرمان روا ہوا کھاک کے اسکو بہت شاد کام کرای قدردان شاہ فرخ سیر بصد لطف کبک و تدبیر و سفیر بزرگو رعایت کیا یوں کہ اب فری آرزو ہی کہ شام و چاہ بر آوے حرام عاکیا عجیب نوازش سے جھکو گردن آواز یہ گفتار اپنے شہ نے پر ہنر کیے یہ کردار بد کر کے و آن آشکار کیا چارہ دانشور و حکم طلب پھر تہنیں اہلیس پیدا ہوا ہوا وہ کھاجو نصیب یوں تھا</p>	<p>دیا اسکو گفتار کا یہ جواب یہ اہلیس بولا کہ اسے نامدار یہ جھکو ہر زبندہ تاج و سر نہ میران و دانش و ہنر یہ بولا وہ اہلیس نہ پاکیا تب تو ہوا اور جھکو سوچنے لگا تیا کوئی تدبیر ہو خدا پاک گردن کندہ تلوہ گرو چاہ میں عبادت کو جاتا تھا نام شہ شہ نامور کہ تھی کچھ خبر ہوا قید سستی سے دم میں رہا کہ صد شکر اسے شاہ لشکر کشا عمل تو کر سے ہر شے زہر گر عیسر یوں آباد شاہ جہان کلید خورش خانہ پھر اسکو دی ملا جبکہ اسکو تو شام و سحر کبھی مرغ لاتا کبھی چار پا کہ تھا خورش و لغز و شکو طعام خورش لاؤنگا اسے کل لغز پکا دیا بادل پر امید جو کچھ ہو سکتا تھا کہ تو طلب کہ دن ایک بولہ سے کتنی شاہ نچھو کا سیابی ہو باہر پر کہ ہو نام تیرا جہان میں بلند تو شہان نے اپنے تہ تیو لیے نظر سے وہ غائب ہوا نا پاک لگے کہ نہ تدبیر ہو تو زبیر شکل طبعی ان ہو دیا ہوا انہیں منع ہوئی یہ ہرگز بلا</p>	<p>یہ مذکور کیا جو تر سے راز کو جو مر تاض تازی جو تیرا پدر یہ شکر ہوا دل کراک اکر درد رہ دین و دانش تہ بود و بود گر اس کام سے تو کرے دیکھ کر نہوں پدر اسکو منظور تھا لگا کتنے پھر وہ کراے نامدار مکان ایک بیرون دو تیسرا ستگار ناپاک نے ایک چاہ گیا جیاد و دھوکہ تو یوں رہا وہ خفاک بیرحم و بیداد گر ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ نہ ہو باد شہ نفقت اقلیم کا یہ شکر ہوا شاہ خفاک شاہ خوارک اور خرمیوہ و انان پکانے لگا لغز و خوشتر طعام پکا ایک دن برقعہ مرغ و ان نہ روی طرب شہ کی آفرین غرض دو سر زہر پھر شاہ وہ خفاک نے جبکہ کھا طعام کیا عرض اہلیس نے پھر شتاب یہ رتبہ نہیں گرچہ میرا ولے یہ خفاک بولا کہ اسے نیک خو یہ اسکو دیے کھول کتف اہلیس دیے جبکہ بوسے رکتف شاہ جہاندار خفاک جسدان ہوا پراس درد کا کچھ نہایا علاج وہ اگر حضور شہ نامدار تری زندگی اب تو دشوار ہی</p>	<p>گردن ظاہر اسے مرو فرخندہ غم تو اسکو شتابی کہیں قتل کر لگا کتنے اس سے کراے پھر وہ وہ بیداد کب جھکو منظور ہو پھر سے غم سے اپنے افرامو ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا یہ کچھ کام شکل نہیں زینہا شہ نامور نے کیا تھا سب کیا کندہ و وہین سر راہ شاہ گر شاہ آزاد احمس چاہ میں سخت بیٹھا بجاسے پدر مبارک تجھے سخت و تاج و کلاه خداوند ہو سخت و دہم کا تعلق لگا کر نے شام و چکاہ تھی اذن و نون بہر امل جہان مزیدار و خوش ذائقہ ہر طعام خورش کو وہ لایا شاہ جہان یہ شکر کیا عرض اسنے وین حضور جہاندار فرسخ نہاد نہایت ہوا خرم و شاد کام کر لے شاہ خفاک عالیجناب مگر شہ کے لطف و عنایات سے تسے دل کی برلاؤن یہ آرزو ہی دل میں اہلیس کی تھی ہوا ہوئے و وہین پیدا و داریاہ بہت اپنے دل میں نشان ہوا کیسکو بھی اسکا نہ آیا علاج لگا کتنے شہ سے کراے شہریار خرد چارہ ساری سے ناچار</p>
--	---	---	---

ہوئے تھے بھٹاک اندوہ لین کسی طرح سے چارہ سازی تو کر نہیں اس چارہ کوئی اونگھ تہا یا جو بلیس نے یہ علاج	اکاٹے فریاد و زاری میں شہابی سے مایہ نوازی تو کر کہ سپاہ کو جسے آدمی کا توغز آمدن سلطنت پر ان بدست بھٹاک	ایہ کہنے لگا پھر روئے نیاز ایک شاہ نے جب بہت نکسار تو ہوا وہ پھر یوں کہ کئے یا جدار سے پھر نہ تو اس قدر زد مند لگا لگا کے داعی خداوند تاج
--	---	---

د آوارہ شدن حبشہ و رسیدن نہاد بر سر زابلستان بلباس گبر و شناختن اور اوجہ

یہ ہر ملک و کشور میں پہنچی سکے جو دھار سیلہ پئے پاں بزرگان ایران کے جوشید سے بیان کر کے جوال ایران تمام یہ نکروہن شکار بیکران شکست آگیا کھائی بند گام جنگ رہا کوئی بھی پھر نہ سہارا کے لوگ بھٹاک لے پھر بول کروں پھر ہر گاہ کہیں تیرے کہ لاوے آستے جو گرفتار کر نمدہ جہنم پر تیرے جہنم ہر اک سے چھپا یا تھا وہ بلیو غرضی رقتہ رقتہ بے چین مہ و مہر سے حسن میں غریب تھی وہ ابرو تھو یا تیغ پران وہ قامت کمون یا قیامت کمون لبوں کے جو چھپے ہو آشکار سوا غیبی حسن کے وہ ضمیم جو در پیش آجاتی کوئی جنگ برس نہد رکھتی تھی وہ داستان اوی سال میں جو منو چہر شاہ دلیر و نہر مند صاحب جمال شہ پاپ کو لے کے انکار تھا	والی زابلستان و عقد بستن با او جسے دیکھ اٹھ لے ہیں ہر گاہ تو نے نہ خوف تھا سو وہ کہنے کیا عرض یوں کا مینہ و لکڑ کیا شاہ نے ساتھ نکروہن گزراں ہوا شاہ جم سہ رنگ کسی مت تنہا گیا شاہ جم کہا یوں شہ جم کو باو جہان نزد گھر ہو بلعل انعام دون رضا مند میں اسے ہو بیشتر شب در و زار با خاطر پالم نہ ہر گز جانا تھا وہ آپ کو گیا زابلستان میں وہ شاہ جم دلایم و دلدار و محبوب تھی وہ ترکان تھے بلکہ رکاب قیامت سے بالا وہ تھاکون دم عیسوی سے نو زینہ مار نہ مردوں تھی وہ جی تہ میں تو خوف و اندیشہ پس بید رنگ خردمند دانشور و مکتہ دان سوز ابلستان لایا پشاہ بہان میں تھی وہ دلربا خیال کیس کو نہ دیا وہ زہار تھا	یہ کہنے لگا پھر روئے نیاز ایک شاہ نے جب بہت نکسار تو ہوا وہ پھر یوں کہ کئے یا جدار سے پھر نہ تو اس قدر زد مند لگا لگا کے داعی خداوند تاج یہ کہنے لگا پھر روئے نیاز ایک شاہ نے جب بہت نکسار تو ہوا وہ پھر یوں کہ کئے یا جدار سے پھر نہ تو اس قدر زد مند لگا لگا کے داعی خداوند تاج یہ کہنے لگا پھر روئے نیاز ایک شاہ نے جب بہت نکسار تو ہوا وہ پھر یوں کہ کئے یا جدار سے پھر نہ تو اس قدر زد مند لگا لگا کے داعی خداوند تاج
---	---	--

<p>کے جس کی سیرچی میں ہوں سواو میں یہ نے ایک دن وقت کو کہ ہر کو تو اچھا بہ شہزادہ کہا تھا یہ وہ نے جا کر شباب پڑوہ جو تو نے سنا ہا سبھے وہ ہم اتفاقاً وہاں جو گیا یہ تھی آرزوی دل شاہ رحم میں جابون نے بچانے دیا ستے اک شجر کے گیا بیٹھ جس پڑی اسکی ہر شید پر نظر یہ پوچھا کہ تو کون ہو ایچوان کہوں کیا کر کہتا تھا تو عظیم سبھے خدائش بادہ تاب ہر کہ ہر خاطر غزوہ کو سرور کہا یہ کہ اسے بالوں سے ہر بان افسے اور ہر گرہن کچھ ہوس کہ اسے تو بس صرف چاہی شراب یہ لکھا دیکھی بس وہ سرور یہ سمجھی ہن وہ بت دستان اگر گیا عشق جرشید کا تو بیٹھا ہوا کیوں نہ رہ شجر بس اب دیکھا کہ اس پر تار کو کیا جب طلب ہے جرشید کو کیا جم نے جانے میں آخر خد سے کھے جانے ہو گرامی سمجھے غرض شوقی ہو تو یہاں آشتاب اور اب اسکو دیکھا تو شیدا ہوا شہ کے رکھ ملا تھ میں اپنا کینز ان گل چہرہ آئین وہاں</p>	<p>عروسی سے وہ ہم لہر اسکا ہوا کہا تھا کہ اسے خوش فرخہ ہو اور اس کے بہو طفل فرخہ یہم حضور شہنشاہ عالیجناب تو راز نہاں سب بتایا مجھے سراہ کہ باغ تھا شاہ کا کہ اس باغ میں تلکے اب کوئی ہم وہ ناچار مجبور شاہ گیا کہ ہو دور دل سے غم الم تو حیران ہوئی میں دیکھا عیان کر یہ جسے تو راز نہاں بہت حشرت و جاہ و شکست عظیم کہ دل رنج سے سخت بتایا ذرا اسکو کلفت ہو لیسے وہ باغ پر ہی اک آیا جوان طلب سے رسائی کی رکھتا نہیں وہ اسکو پوچھا تو کی شہنشاہ پر تار کے ساتھ آئی وہاں کہ ارا نیون میں ہو یہ جوان گزشتہ الفت ہوئی دلیر با تو تھرا ہو کیوں کیا میں تجھے یاد می آئی نے نیکو تو سوچا یہ جرشید فرخندہ لیکن وہ بولی خد بہ کچھ نکر بہت پاس نظر ہو میرا اوسے کہ شاہ بھی ہو اور سرور و شہر اثر عشق کا دل میں پیدا ہو خرا مان میں ہوئی تھی سے ہو میں جم کے لگے وہ جو کھان</p>	<p>زین ماقبل اک دایہ فیشتکی تسے میں دیکھے جو طالع ہو یہ شکر فیدہ سرست فرزا یہ شکی وہ نے مژدہ دلفروز غرض اس سبب سے وہاں اور اس باغ میں تھی وہ لڑکھا ذرا ہی کو وان آپ بھلا ہوا خوش جوانی تو ہر دن کسی کام کے واسطے ناگمان عیان جم کی صورت تھی نیکو دیا اسکو جرشید نے جواب پر اب گرہ و بخت بر شہزاد خداوند سے باغ کے لاشاب پر تار جب سنایہ سخن اگر چہ وہ وقت رسیدہ ہو پر پر تار سے شک صف جوان میں لعل اور شاہد دلنواز وہ باغ پر جب ہوئی جاوگر ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ لگی پر چھنے کیوں کہ امر حستہ حال مگر اس کینز کہ یہ مال ہوا اگر چھو ہو آرزوی شراب جو جاوین میں بت دستان پدر ہو مرا شاہ زبانتان سمجھے ہو یہ پر وانی بدوز ساتھیا جرشید نے پیشتر کیا باغ میں شاہ جم پھر ہن لگتی سیر کرتی وہ اک جوض بجگم پر یہ ویشک و گلاب</p>	<p>کہ انجم شناس و خرد مند تھی ہو ایوں عیان مجھے از زمان بہت شادی صہین تھی وہ ملہا کہا تھا بایسے کہ اسے نیکو روز نہ متا تھا خواہ شکر و کاسن جو وزارت جم کی طلب گار تھی صبا کی طبع سیر کر آسپے وہ تھرا ذرا مار لے باغ داغ کینز اس پر یہ روکی الی حیران در شہر تھی شکست خستہ می کیا جرشید نے میرا خانہ خراب خراپ پریشان و شستہ ہون ابھی جلکے دو میں جام شراب لگتی باغ میں پیش تنگ چین ریخ خوب اسکا ہو رشک فر لگی کہنے وہ دختر دستان سہر و دوف خجک عشت کا تو صورت کو جرشید کی دیکھا طرح عجیب کے ہو یہ جی تو جنگ گزشتہ شوش رخ و طلال اسیر محبت ترا دل ہوا تو اس باغ میں ایچوان آشتاب مباہا بلا کوئی آو سے یہاں میں اسکی ہن کہ خروستان جسے چاہوں اسکو کرو میں طلب کہ اک دخت ہو رشک خستہ ہو کی شاد و خرم بت نازین ہوئی فرش شام ہر چہ شہر جم کے چھ ماوین و طو</p>
--	--	--	---

<p>پلاؤ اسے بادہ لالہ رنگ ہوا دور اندیشہ مل سے تمام کیا چننے نے لیکن اسکو تہا وہ بولالہ کر اور وہ چھوٹا جام نظر آئے تھوڑے عجب تیرے طور میں بے صبر بے بادہ تاب ہو جیسے گوشت ہو مومیائی چرے تو ہو جوان سیکار حوش لگے تھے سے خوشتر بہار چمن گمان لیکنی بت وہ شگ چمن کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان مرے باپ جم کی لاؤ شبہ ملا کر ہم اپنی منقار کو او دھر سے نیاز اور دھر تھانا لگی کتنے شبید سے یون کہ مان جہاں مردہوں وان پہ لازمین تو ہی اپنے نزدیک ہوش شیر شعور زمان پیش مردان ہو کر نہر دیکھ میرا تو اسے لستان زیادہ شبہ جم کی الفت ہوئی کروں گے یہ فیر کا مادہ کو کہ ہو وہ ہم خوش حمید شاہ گمان کیونچہ ایک مارا خدنگ کہ بیجا ہوا تھا جہاں پر شتر ولی جم نے کیونچہ تو وہ نازمین تہا یہ پوشیدہ خدہ رشید ہر ہوئی دل کی اسکے جہین ہوس یہ کہنے لگی وہ بت داستان ملاقات کا اسکی سائل ہو دل</p>	<p>کما نازمین نے کلاب بیدنگ کیے نوش جم نے پیائے جام کہ ہر یہ چران بیکان بادشاہ تھے واسطے ہو کا حاضر طعام کہ بڑ بادہ تو کچھ نہیں جا اور کبھی گزیناؤں تہا تپا ہو دل تیرہ کو رہوشنا کی ہو جو ہو سیر قوت بھی بادش کے رنج سب بندگیہا ی تن کیا جب فصاحت جم زعم لگی کتنے چھوچین یون لستان کسی سے کہا یون کہ جاؤ شبہ تو دیکھا کہ بیٹھے کہو تیرین وہ دونوں تھے نہ کہ مراز فدا طلب کے چھوچین تیر دکان شہ جم یہ بولالہ سے نازمین اگر لاکھ زن ہوشجاع و دلیر کہ زن زن ہر آخر کو اور مرد عالمے مرے کہ یہ تیر دکان وہ دل میں انزون محبت ہو کما چھوچہ جم نے کہ ہے نیک مراد اس سخن ہو چھی و شگاہ پیا جام چھوچہ نے اور بیدنگ بھراں مین بیجا وہ نرا نک کوئی کیونچہ سکتا تھا اسکو نہیں ہوا البتہ یقین یون کہ رشید ہر طلب گار جم کی ہوئی طلیت شہ جم سے بھراپ لیکر گمان تو جس مرد فرخ پہ مال سوزل</p>	<p>ہوا دور غیش و نشانہ طلب تو چھوچہ جام ساتی نے جم کو دیا یہ کہنے لگی جی مین ہوش رہ دور سے اب تو کیا مینا چھوچہ خواہش بادہ ہر ہفتہ کہ ہر شتر چھوچہ کیل شراب کہ دل سے کرے دو کلفت یون پیسے جو کوئی کوئے کا شیر غم دل کو پس دور بادہ کو تھا جولی بادہ تاب کی جہاں دار شاہ شہان ہر ہی شبید شہ جم کو یون مین طلب پڑی اوس پر چھوچہ کی جو نظر ملاو سبب یار سے لب ہم تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم کروں صید سکون کی تیر نکر پستی تو اب زینہار کوئے ہمری کر تو بچا کرے سکے مرد ہر زن بان شتر عرق آگیا پتر پتر یون کیا اندر بھی اور بت مافری بہ شوق ہم بستر اپنا کروں یہ بات اسکے بھی حیاں یون گرمی بادہ بسل ہوز اور گیا کہ زابل مین تھے جسد ہلون شبید شہ جم کی دیکھو نہیں آج ہوئی آفرین خواہر شگہ قمر پر چھوچہ نے ایک جام شراب نشانہ کروں تیر کا کر اسے</p>	<p>کنا شبیدہ جام چھوچہ وان طلب ہر حکم اس پر چھوچہ نے یون کی بر شہمان جو ہوا بادہ کش کما چھوچہ رشید سے ایوان لگی کتنے پتر یون وہ شگہ قمر ریا شاہ رشید سے یہ جو اب عجب چتر ہوا بادہ آنا زین کرے دم مین یہ بزدلوں کو دلیر خوش کے غرے کو نیادہ کر زبس چھوچہ راہ کی ماندگی کہ جب رشید شاہ جہاں ہر ہی یکایک یہ خاطر مین گذر اکاب تو سب سے مین گلشن کی دیوار کوئی شوق سے جیسے بید و غم جو یون بیٹھے دیکھے کہو تیر ہم تو فرما یں انہن سے اس جم کہ زن پوشیدہ سی کرے وقت کار ولی چھوچہ جی مرے کیا کرے دلیری و تہا بید زور و ہنر یہ سنکر پر پر ہوئی شرمین گمان ہاتھ سے آگے جم کے گئی تو چھوچہ دل جسے چاہا اسے نہ لونا پر پر دھبی اس رفر کو مالکی گمان ہوا پتر جس دم رہا وہ پر زور چھی نازمین کی کل لگی جی مین کہو کہ کیا احتیاج غرض قوت و زور جم دیکھو نصو مین جم کے پیا چھوچہ شگاب کہو تیر جو بیٹھا ہر چھوچہ ان کے</p>
--	---	---	--

مراہ ہم آغوش ہو شوق سے بچھو یہ گیا شاہ جم بھی و میں کہا آئے یہ جابر اک قلم جو دیکھا تھا طالع میں شیر سواب نکر دیہ ہو وصل سے کامیاب سنا او سننے دایہ سے جنت سخن یہ دایہ سے لولی جو تونے کہا جو صورت کے ہم کے مقابل ہوئی تو او رنگ و دیہم کو یاد کر پریر و نے دیکھا جو یہ جان جسم یہ جیت ہو پچھت بزم طرب یہ کہنے لگا ہم کرا سے گلزار سو پریشان کی جو میں نے نگاہ لگا رو نے جو ابر بے اختیار کیا شاہ شید کو یوں تباہ و مار سیہ کی ہن کتف پر کہا بد ہو وہ برگشتہ اتر کہاں لہیں جو اسیر ملا سے بزرگ نہ ہوا آپ جم یہ شہ نام جو جو لہا پھر یہ خلوت میں تو ہی ہو جم شہ ہم پہ بولا کہ اسہ دستار ملق بہت ناز میں نے کیسا ریگا تو انکار گر لا کھسہ پر مانہ تو کہتا ہوا بار بار یہ وصل کا مجھ کو مردہ دیا ری ہی تناس سے دیدار تھی آرام جان ہی نہ کچھ بھگواناب رض آخر کار لایا او حسہ تہ شاہ شیر ہو سے خواہنگار	گردن اسکو بخواب میں نہ دیتی کہ میری طلبہ کار ہو ناثرین نگہ کی دہین دایہ سے سو جو جم ہوا آشکارا بالاطنا رب خوشی سے ہو ہم لہر اسکی شباب ہوئی اور دیوانہ وہ سینہ نہ روی کرم رست لا کھدا تو میں باعث رحمت لہوئی دل پر اطم سے کیا نالہ ہر تو پوچھا کہ کیوں تو کی چشم غم یہ سوخت گریے کا کیا ہی سبب جو دنیا میں ہیں عاقل و غیور تو دیکھی شہیدہ ہم ارشکناہ کہ کچھ ددل میں شکیت قرار لیا چین یک دست تاج و کلاہ وہ صورت میں ہیں دیو جو جو بہر نام اسکا نہیں کچھ نشان ہوایا کہیں لقمہ شیر و گرگ ولیکن چھپاتا ہی یہ آپ کو نہ پوشیدہ رکھتے ہر جان میں ہم سرا پا غلط ہی یہ تیرا گمان ولیکن یہ انکار کو تار یا کر ونگی نہ جتنے میں اب دگدگ نہیں جانکا پیش کچھ نہ ہمار اور اس سبب مجھ کو قنف گیا دل و جان تیری طلبہ گشتی نہ دل میں کیسے اور نہ اٹھوئی مراغہ نہ دل مجھے کھینچ کر نہ اقبال میں نہ کیا زہمار	یہ اس لکھنؤ سے تھی اسی زاد ہم گفتگو و ان نہ شی تو یہ تھی لیا جم کو بخوان اور یوں کہا طلبہ کا رتھی ہم کی سو بڑی وہ دفتر کتھی ماشق رست یار اور اپنے ہوئی بل میں خوش تر چھتر میں دان ہوئی آئی شہ ہم کو دایہ سے پھر لولی شہ لگا لکھنے نالہ پھر سہر یار نگہ کر کے اب تو سہر پریشان کیا کس طرف تیرا خیال ستہ درگان کے وہ احوال مجھے یاد آیا وہ جلاہ و شہ کیا جو رتج شکرے ماسہ بہان کا کیا شاہ خاک کو نہیں ہو خیر شاہ شہ یک خدا جات جیتا ہو یا مر گیا یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا کینر ونگو کینر کیا دان در کہا میں نہیں جم ہوا لی زبان مجھے جم جو بھی تو امیر تہا بہت کر کے یہ بھڑا اور کھسار کہ مجھ کو لیا میں نے پوجاں ب یہ دایہ جو بھی ہوئی ہر بیان کہ شہ خدا سے مجھ اک لہر ترمی شہید ایک مدت میں خدا سے یہ جو ہر شہ مجھ سے ہوا نہیت سجد تو میری وصل کو کہ تجھ دل زار دیوانہ تھا	کہ وہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ کہ دایہ بھی آہو بھی اس وقت کی کہ اسے دفتر خوش دلہر ہا شہ ہم سستہ نام جو سہر ہی کہنے تھی تناس سے ہوں لکھنا کہ مشوقی طلبہ ہو اچلو گہ وہ دایہ کو اسے دکھائی شہید اور اسے واپسی جو دیکھی شہ ہوئی نہار بھی نہ گسٹ شہ ہوا اسے ملنے لکھنا مگر جسے کچھ تونے پایا مال خود و دوسرے نہ کرتے ہیں بزرگی و اوٹنگ و تاج و سلم کیا ان اس فضلہ پریشوار دیا تاج و تخت ایک تاج کو نہیں حال سے اسے کچھ آگئی ہوا اس کا احوال کی تاج کی تاج و تخت واپس نہیں لکھنا نہ ہی تاج اور وہ بت شہ یہ کہتی ہو کہنا پس کر زبان نکر کوئی ہنشل ہوتا نہیں نہ بولی کہ اسے حسہ و نامدار تو صحت جان تک مجھ کو انجان خیر دایہ ہر راز آخر سے ہاں یہ سکر شہ ہر روز و شام و سہر کہ فتاحم ایک مدت ہوں کسی طرح تیری ملاقات ہو کہ تجھے ہوئی آپ میں کام ع تھے عشق میں سبک بیگناہ
--	--	--	--

تو صدف جیو اور برہم غلط کروں آپکو ایک دم میں ملا تو اقرار کر تا بھلا کیوں نہیں ہر کچھ کیوں ہی پوشیدہ آنا کہ رکھتا ہوں دوزخ سے میں اور آجاؤں لوگ آتے آنا کہ رنگ عیاں کیجے راز نماں قسم ہر جیسے اپنے ایمان کی بچاؤں مکان کو نہ جاسے خط کیا ظاہر آگے پریش کے نام ہوئی ساتھ عیش کے جلوہ گ ہو اساتذہ کلمہ دیکھ بوند جو ہو اتصال بہ و آفتاب نشانی یہ بیٹھا خدنگ مرا بہت کم لگی تپے پیش پد رہی ہر ہم آغوش مہر و شرم لگا کہنے اس کے اسے شوق چشم لیا جامہ عیب کی پہن ہوا زرد تھا در زرشک چمن سو یا عمل میں یہ سہر نہ نک کیا بخت وہ شاہ عالم پناہ شہا یوں جو جھکو فردہ دیا ہوئی حاملہ اس کے یہ لستان مرے دل کو مس و روشاوان کیا روانہ کروں سو صفاک شاہ دور و بیل بخش زور و سیم دے تو جو رو تندی کے در پے خو دغا ساتھ اسکے ہی پیدا کو آم ہمیشہ زور و سیم رہتا نہیں	نہ شوق سے گریں آغوش اب نہیں تو کروں شہنشاہ چاک مقرر ہر تو جیسے ہر یقین جو کچھ راستی ہی تو وہ بات تو مجھے راستی سے نہ کیوں خود نہ اسکو ہونچے مباد کہیں نہیں ہی پسندیدہ عاتلان قسم ہر جیسے اب تری جانکی نکد خوف و اندیشہ اسے نامور کہا قصہ پھر حرم نے اپنا تمام کیا جا کے آراستہ تخت نہر پس خد و حیاں حکم بہر سودہ زین ہوئی جا خواہا ہو چہرہ خیز رنگ مراد کئی روز گذرے کہ وہ سیمبر ہوئی اک جوان گزرا بہر تو چمن بر زمین ہو آرزو کیا خاک اب شرم کا چمن وہ بھی حاملہ اون دنوں گلہ کہا ہے جسے اس پہنچا بہر رکھا میں ناموس یکسر گام یہ دانی بھی عرض تھے کیا شہر مہمان اگیا ناگمان یہ بول لاکھوش تو نے فردہ دیا مقرر او سے باند حکم جگہ مجھے لطف اور اقلیم دے یہ بولی کرے خسرو ناچو جو نے اپنے کشور میں اگر پناہ سدنیت و دہم رہتا نہیں	پر کچھ گدماہ رخسار سے خدا کے لیے مجھے ہو چکنا زبان پر یہ لالی کا زما تو کہ مجھے راز شفیہ عیاں یہ کہنے لگا تب شہ نامدار مراد شمن جان وہ کہتے ہر کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ کہ ہر زن نہیں ہو فانی نہا دل تھان ہو نہیں تری شہ ہو امین ہوا میں ہیں شاہ جو طرف قصر کی لگی سپہ شاہ اد کی جو رسم و رواج تھی ہوئی شہ کی شکوہ و شکوہ عجب رنگ کی آکھری تھی سے عیش کے وہ پینے جام کسینہ خبر دی کہ وہ ماہر و اور آئی وہ جیت خزانہ اور آئے لگی شہر خاک تو وہ رنگ رتو ہر کچھ عیاں دیا حکم تھا تو نے یہ پیشہ رہ نیک سے نہ کوہ و زمین کوئی چاہ میں اس پر نہیں ہوا جلوہ گر ہر مقصد کا لوہ شہ زابلستان ہوا شاد تب ہو جو گذر شاہ جم کا دھر فزون ہو مر اغر و جاوہر وہ بیہوش و بیابا ہو لگی مری جان پر تو نہ کر یہ ستم شہ اپنی گردن پنا حق و بال	تو مجھ سے دل آرام و دلدار سے جہانی کے ہوں درو بے قرار یہ کہہ لگی روئے بے اختیار یہ ان تجھ چیدے کروں بلکہ جان کیا دشت نہ جب بہت نکسار جہاں مرا ایک تو بخت ہی مجھ سے دوسرے تجھے اندیشہ یہ نہ کہ لگی کہنے وہ گلخدار کہ بدخواہ تیری نہوں زینہا یہ جب بیان آئے قول قسم پہرہ کے ہاتھ میں جم کا ہاتھ نہا ساء قصہ جس طرح آئین تھی جو سے عقد پر بخت و دولت گاہ شہ عیاں نہ وہ کھنسا وہ باہم لگے عیش کرنے ملے تو کرنے لگا اسکی وہ ستر یہ سنتے ہی ہر وہ خوشکین ہوئی اس قدر یکساں تو کیا راز کہ تو نے مجھے نہان کیا عرض آئے کہ سن آپد وہ شہ ننگ تو را نہیں جہاں میں کوئی اسکا نہیں بغض خدا آستین پایا ظہور سنی دانی آستین یہ بات جب یہ ہی یاور ہی بخت کی سہر کہ مجھ سے خوشنود وہ شہر بار یہ نہ کہ وہ دلدار روئے لگی روا کہ نہ خوریزی شاہ جم کہ تھا اپنے ل سے زاریاں
---	---	--	--

خداوند جان آفرین بھی دور
 و گریز مرے تن سے کر شر جدا
 تو ہم آگیا باب کو بس میں
 کہ اس کام سے تنہی کی زر گذر
 و زیادہ کروں عز تو قیرو جاہ
 تخم فکر کو رکھ تو اب دل سے دور
 دل آشاہ کو مطمئن کر دیا
 جہاں کہ سر پہنچا پھر آو مان
 یہ دختر کنیز اور میں بندہ ہوں
 دلیری میں مج ہشید کے تھکا تھلا
 لیے جبکہ قابو نکل جاسے

تہیجا رہے پر جو رہ دیکھا دکر
تو چشمہ کو مجھ سے دست کر جہا
ہوئی اسکے گریہ کنان نازین
تو خاطر کہ رکھ جمع شام و سحر
اُسے بلکہ دن کلکال سپاہ
سحر میں بھی آؤ گا تیر حضور
سنا تھا جو کچھ بابت سو گیا
کیا پیش چشمہ را باستان
یقین جان کر جیت گیا نہ رہ
ولا سا وہ دیتا تھا شام و سحر
باشستان لطف

بمهر خاک لعل در زرد و سیم کو
نه بد نام سوا س شیدا از چمنند
نخنان پس گلی کرنے بے اختیار
مجھے تیری خاطر بیت ہر غریز
نہ چرگز گزند اسکو پہنچاؤ لگا
لا سے بادشاہ فریا بنایا
لکئی پیش چشمید و وین وان
سوا مهر ز شندہ جیب بلوہ گر
نہو بد گمان مجھ سے اب زینہار
کر خد مت میر حاضر شواں بچ گاہ
آختہ جربشہ از زرا

نہ اپنا ہاتھ ملک و دیس پر کو
 گزیند غریبان نکھر تو پسند
 یہ ککروہ روئے لگی زانہ زار
 یہ وہ لکاکے سے دخت والا تینر
 اویٹ نہ جم پر رکھنے نگار و ا
 یہ کہ چاکے میری طرف سے شتاب
 ہوئی شاد و وہ دختر دستان
 فردزان ہوا جبکہ نور سحر
 کہا یوں کہ اے شاہ عالی تبار
 نہینا کچھ اندیشے کو دل میں راہ
 یہی قصد تھا یا نئے تل جا بیٹے

گر بخین جمشید از زابلستان بطرف

نته شدن او

وہ تسپر بھی رہتا تھا اور کم اور کم
یہ چاہن ہیں ایک روز پر اب
کر گیا تہ ملک کو سنبھل
دیکھو ہاں بھی بہت کم رہا
گیا بیٹھ سالیہ میں ایک نخل لکے
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طرح سے
کراسے چرخ پیدا دیکھتے ملک
کہ گزشتہ یوں ہونے شام و صبح
ہوا سے ذرا سا گیا اب کیا دم
سو وہ آگئی اسکے منہ پر دین
کہیں اتنا جا جو گزرا اور عصر
کیا ہے خفا کی سچ کہ روای
نخل کی شاخوں پر وہ کوئی
کہ تھا چرخ ہر کھانوں کا
کہ ہاں ہم کو لاء خواں تباہ
ہندو بھی کسوں کی گزشتہ

وہ دلدار چھی رات دن آپ کے پاس
سوچ کر کہا اسے شہہ بنیظیر
بہین تیرے اندر اور کھینچ کر
تیرا دل ہے چھپا کر چھپ کر
جس پر آج رات کے رنج سے
آج شہہ بنیظیر کیا جو
ہوا چھپ کر "بہہ بنیظیر فلک
یہ رات ان کی کھیت، ہر صبح
یہ رات چھپ کر زاری و آن
اپنی چھپ کر انیس کا دھڑکن
وہ تھا سحر کا قاتل چھپ کر
کیا ان پر دشمنان و مددگار
حیثیت پر جو دل کے پتھر
نہایت تک نا حال چھپ کر
چھپ کر لایہ تھا کہ شاہ
نہایت تک چھپ کر نہ رہے تھے

وہ دل کو تڑا سیکارا کہ
 کہ پونچھ سبادا رہاں کی گزرتا
 روانہ کریں سیکھنے کا شاہ
 گزریاں ہوا شاہ ہم گستا
 سیا بان نور و تاباں بہا
 لکھتے ہاں سترائے فہرست
 ملائیں کہ تو نے مرا
 کسا نکستہ ہوں یونین بہت
 نہ تیرا مجھے یہ غم جاننا
 ہوا فتنہ شہت پیا ارواں
 کر سنا تیرا سیکھنے کی
 اگر خدا پسیرا سکرو بہن کیا
 کہ کیا نہیں چرخ گزرتا
 نہ تیرا کہ ہر شے جاننا
 اور نہ ہر شے جاننا
 پس شے نہ ہر شے جاننا

[illegible]



<p>اور انکو نئے سے اوکے افسون فرز دتر تراز تیرہ خورشید کمان ہو ترازاب وہ دہم شوت کمان وہ ترے رسم و آیین کار تو شمشیر پیراس تاجداری پناز رنگین تیرا سدا نیک روز کھینچون بجے اسگسری مار وہ نشور ہو جو کسے چیمے نور تو اس طرح چاہے شہ کر پاک شہ جو کسے سے باز رہا بھی کو بے عمر ہے اور سے با خطا کرے آخر کار یون مصر یون ہو اقل مشد شاہ ہسان لگی رہے بقیاب لیل و نہار</p>	<p>اوٹھانا تھا شرم سرمان لگا کتیر ظلم و عیش ہوا کسے بے پریشہ بخت کمان کمرانی کمان گیر و دار تو بجا پران قنبرہ بہر در بہ پیش آنگا اک روز کے کینے یون و پلا کر نرا کمر کیا ہو تری آرزو وہ شہ پلاوید باخو و با وہ درشت لای اور کلا لای چنانچہ شہ ہوا پسد وفا ہو ہوا چنبرہ کو پیر رخ دول ختر یہ کئی سو سی تانہ تان نہ انکہ چین خواجہ و نہ ولین</p>	<p>گر تمار خواری تھا وہ نکر و ہوا خندہ زن چال پر دیکھ خرابی بین کیوں ہو قیارتو کہ ان لشکر و فوج و جاہ و شرم کہ مجھے نصیب ہو یون پیر ذرا روز بد کا بھی انار شہ کر کہ دیکھے ہو کو شکوہ بے طر بر و دن ترے کو پیر اس قدر جب کو نہیں پیر کے ہوا سے ایک روز کے ایک چم سے دو لکھ کہ چہ تار ہے یہ لیل و نہار شد آتش زرد و پیر آواز تو بچ و الم سے ہو لایہ</p>	<p>الم سے تمام اسکا ہر تھا زرد خوشی سے وہ خاک پیدا کر پیر بس طرح کیوں ہوا خواتو کمان بادشاہی و تاج و علم جواب اسکو جیشہ نے یہ دیا نہ مغر و نہ ولت بہ ہوا اسقدر وہ لگا فلکسٹھ کو خوار اس طرح وہ دن یا قلم سر کو شمشیر سے یہ گفتار سنکے لگا کینے جسم یہ ضحاک نے پیر کسی کو کسا پیر کر لیسے پیر اسے بس و نہ وہ فلک کا ہر پیر قنبرہ ہر اک دم ہو جو دریاں زمر بہ اس ناز نہیں کو پیر پیر</p>
--	--	---	--

اُسے کام تھا تا شکبار کچی تھا	سدا شغل تھا آہ و زاری کچی تھا	مختی آتشا وہ غور و غواب سے	وہ بیگانہ تھی مصر اور تاب سے
اودھیا بہت اُسے پیدا دہر	پھر آخرو وہ مگر کھی کھی کر زہر	دو ہشت تھیں شاہ جرم کی کہیں	اوچین لوگ لائے بکو کر وہیں
کے خلق تھی ایک کو شمسہ ناز	اور اس میں دو میر کا تھا نام ازاد	اوچین شاہ ضحاک کے کہ طلب	رکھا اپنے گھر میں بلطف و دراب

خواب دیدن ضحاک و رسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جسم	جہان میں لگا کر نے جو رستم	کئے قتل اور گاہ غارتگری	ہوئی تازہ رسم ستم پروری
دو ہر وہان کو وہ خوف و ہاک	طلب کے ہر روز کرتا ہلاک	وہ ہوتے غریب و یا اچبند	رواجان پر انکی رکشا گز
غرض فر کو اُنکے لب کر تمام	کھلتا تا وہ سپن کو صبر شوم	لگا کر نے بیداد وہ حساب	پھر آئے کہیں رتھا ایک خواب
پوچھا کہ پیدا ہو تین گز	اور انہیں سے وہیں کالان بیک	کیا عملہ تینوں نے ضحاک پر	ہو جس سے عاجز وہ پیدا کر
وہ گرد و لاو کہ تھا نو جوان	سو گئے وہیں انکے گزر گراں	پھر مارا شاہ ضحاک پر	تو کیسے پریشان ہوا مفرم
شکر کے ہاتھ نہ کو باندھا شاہ	رسن ال گردن میں تھیں شاہ	اسے لیکے کیج بلا کی کوہ	کیا سخت اُسکو زبون و ستود
ہوا دیکھ کر خواب وہ ہولناک	ہوا دل کو اندیشہ و خوف و ہک	کیا خواب میں اُس قدر کفر	کہ لزان ہوا سرسبز و مکان
جیسے وہیں پیدا رابل حرم	دل اٹکا ہوا ہول سے پرالم	لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا	یہ فرماؤ کیا قسم نہ پر ہوا
فغان خواب میں کیوں کیا اشد	لگے کانپنے جس دیوار در	یہ ضحاک بولا جو یہ داستان	سفر تو کیسے پریشان ہو جان
مری زندگانی سے ہونا امید	نشا جوانی سے ہونا امید	کہا اوستہ چوتھے خواب	یہ سمجھ کر ہو بیوہ مگر صبح تب
تو آخر شناس کہ حاضر ہوں ان	کرین اسکی تعبیر کیسی ان	جو زبان ہوا چرخ پر آفتاب	تو حاضر ہو موبدان ان شتاب
مسنی داستان خواب کی یک فلم	گئے ہوش اور ہو گیا بند دم	یہ دریافت دانشور دین کیا	ہوا حجت گشتہ ضحاک کا
نہ فال اسکی دوات کا پوچھا قریب	ہوئی اسکی بیداری اب صیہ	در خوف جان و غاموش تھے	نہ زما کر کے بجا ہوش سے
یہ اندیشہ تھا کہ کہیں است اب	کو ہو کوشہ نامور و غضب	ابھی جان پر اپ بھو گز نہ	نہ کہتے تھے کچھ ایسے ہونہ
دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب	بیان کی نہ رہا تعبیر خواب	جو ر و ز جہانم ہوا شہ خفا	تو ناچار یون موبدان کہا
کہا سے شاہ اقبال را ہی ہوا	تھی تجھے اب سخت شہی ہوا	ہوئی عمر آخر کس آیا ز حال	ہوا تو گرفتار رنج و طال
فریدون کوئی شخص ہوا گشاہ	بصد شوکت و شہت و غواہ	وہ ممتاز نس کیان ہو وگا	وہ فرما زو اسے جہان ہو وگا
کہیں ہر جگہ گاؤ پر پایہ ایک	سویا پیل اسکو بائیں نیک	ہوا لیکن اب تک وہ بیدار تین	کچھ آثار اسکا ہویدا سین
کہا شہ کے چہر خواب میں کثران	مے سر پہ مارا ہر گزر گراں	گھر کہنے یون عال و ہوا	فریدون بھی ہو گا وہ شہ
وہ ہر ایک گزرا کا دوسر	کر گیا تجھے آگے یا پسے بدر	یہ پوچھا پھر اُسے کہ ظاہر کرو	فریدون مرا کیوں بداندیش ہو
وہ ہونے کا سے شاہ خوف و ہک	کر گیا پدر کو تو اس کے ہلاک	غرض تجھے چاہیگا خون پدر	کر گیا تجھے قتل وہ آن کر
مختی شان نے جب تعبیر خواب	ہوا درد و غم سے وہ مضرب	نہ تک ہوش قائم ہے شاہ کے	زمین پر گرائیں وہیں تخت سے
جو ہو ہو رہا ہوا اس کے بجا	تو میر حجت پرانے رکھا	مے جو درد خواب رہنے لگا	شب روز تیاہ رہنے لگا
انتہا دیدن اسکی حجت	لگے ہاتھ دشمن یہ تھی آرزو	کیے لوگ چار و لطف کو روان	کرین جستجو اگر دہبہ ان

گوئی آگے و پیش مشکل جهان
یہ شکر فریدون فرخ مند و
ترقی بہ اقبال تھا شاہ کا
لگے گئے جاہم کہ جو غصہ
کہا ایک نے جو یہ شکل کمال
کر نیگے ہلاک آسکو تدبیر سے
گئے پس وہ دونوں تھوڑے نشان
یکایک شہی آئے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر
یہ بولے کہ ہکو تعجب ہے یان
جہان آفرین نے رکھا اب نگاہ
نہ کچھ منہ پہ آنکے کہار ہنسار
سیا یان اور کوہ کی راہ سے
گنبدیاں کشتی جو وانی طلب
تہ ہرگز ذرا دل میں آیا خطر
مکان وہ بنایا تھا صفاک نے
طلسم یک تھا وہ درون کان
نایان ہوتی وہ بلا سے عظیم
کیا گزری سے وہاں آنکو ہلاک
یہ کا وہ پوچھا کہ کسا ہر تخت
بعد فرخی چہرہ نام و ر
کو صفاک پیدا کر ہے کہان
اودہر لگیا لشکر بیکران
رہی فوج عورتیں باقی یہاں
لیا مال و زر اور توڑا طلسم
گیا پھر شمشادہ گیتی سپاہ
تبان پر کچھ سپاہ و سپہر
وہی خواہران جم نامور
کہ اک دیو سیکر کی صحبت میں تھے

یہ سون تو پڑ ہوا ویران بگمان
ہوا دل میں آئے وہین شاہ
ظہر آسکے تھا دولت و جاہ کا
جو ہوں آسکے محکوم ہم درویش
ہلاک فریدون ہر اپنی محال
ہانے سے جیلے سے ترویر سے
اٹھا راوہین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدار
بداندیش حیران کے دیکھ کر
ہلا کس طرح یان سنگ گران
بجلا لایے شکر لطف آگہ
زیادہ کیا آنکا جاہ و وقار
سپاہ و شمشادہ کت و جاہ سے
ندہی اور ہوا شہ و بان غصہ
گئے پھر خار سے سب درویش
کیا تھا بلند آسکو ناپاک نے
بلا ہا سے دشوار تر تھیں جہان
سید یو اور اثر دہا ہی عظیم
پھر آگے گیا شاہ خوف پاک
لگا کتے یون کا وہ نیگت
سرخنت زرین ہوا جلوہ گر
جو کچھ بھکو معلوم ہو کر بیان
نرہ پوش جہان جنگی بیان
طلسم و جرم خائیکے باسان
یہ پھوڑا فرانہ نہ چھوڑا طلسم
بعوسے شہستان تھا شاہ
سویں شادمان شاہ کو دیکھ کر
لگین کتے یون چشم کو کر تہ
گرفتار ہم اک مصیبت میں تھے

کہ ہو جا آسان نہ مشکل نام
خوشی سے آئے اور غم ہوئی
تھے بھائی دونوں چکر گندہ
فریدون کو بس قتل آگے لکھی
زیادہ دوسرے نے یہ آسکو جواب
کہیں یکدن یا دل پر صفا
سکھوہ سے آسکو غلطان کیا
خون کو کیا شہ نے ورنہ
رہ کر سے پھر خروشان ہو
اگر کوہ سے ہائے گرا کبھی
ولیکن فریدون نے سمجھا وہاں
بعد فرخی پھر شہ نیکر و
جہان دجلہ تھا شہر اخلاک کا
کیا و وہین دریا میں چھوڑا
وہاں سے جہاندار گیتی شہستان
بہت دور کوہ نظر آئے تھا
گیا اس مکان میں شاہ لیر
فریدون انصرون سید پر تھا
وہاں ایک وزنگ آیا نظر
کہ یہ تخت تھا کتہ تازی کا
پھر اک شخص دان شاہ کو لگیا
یہ بولا سو منہ وہ رشتہ خو
ورون طلسم اوسکا ہوا زور
ہوا سنے خوش آشاہ آفاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل جہان قابل ہوا
یہ بولیں کہ ہم تھے اسیر ہلا
اتھا یا تھا ہے جو رنج و غم
اودہر اس سید و تھا ہم یاس

بن آوین شہابی سے یکدست کام
زیادہ فریدون کو سمجھت ہوئی
صد لگے یہ چشم دیکھ کر
نہ تاخیر کو راہ یان و میگی
نہیں لازم اس کام میں خطرب
نہ دامن کوہ سوتا وہ صفا
کہ تارینہ و ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا بند وہ سنگ غلطان و ہا
وہ سرگرم فریاد و افغان ہو
تو ضائع فریدون بھی ہوا بھی
کہ یہ کام آکا ہی تھا بیکمان
وہ صبح و آن ہوا و نور و
فریدون کو کا وہ راہ یان لگیا
رہانہ ہوتی فوج بھی بعد لان
ہم اسکو بیت المقدس و ان
تھک بھی آوے دیکھ شہر کے تھا
دیر کی کو جسکی نہ ہو پھر تھا شہ
کہا خبر ہو سے دیوا و زور و ہا
مکمل بیاقوت و لعل گہر
مے اب فریدون تازی کا
اور اس شخص سے شاہ یون کہا
فریدون کی کر تے گیا جب تھو
رکھا ہے یہاں گنج و لعل گہر
تصرف میں لایا وہ ندرین میر
کہ جسے خداوند دولت کیا
فریدون شہستان میں اخل ہوا
کیا ان کے تو نے ہکو رہا
کہیں کیا وہ شاہ علی حجاب
اودہر اثر و ہا سید کا ہر اس

ہوا چہ بارے خدا مرغان یہی اپنے دل کی ہوا آرزو وہ بولی کہ تجھے تھا اسکو خطر کہ ہندوستان کو مسخر کرے تجھے جیسے جاؤ ہو بچے گزند کہ بے غماہ تیرا سدا خواہ رہ	کہ چیل بجاہ دشمن بھگوان کہ جنگ جہان ہر جہان میں ہو جس کو تیرے کیا ہو اور دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے وہ جو غم ہو زیر چرخ بلند تو دامن جہان میں جہاندار ہو	پھر سے دن ہوا پھر مدد گاہ یہ ہوا فرید دلی امی دلہا کہ شاید کہین ہاتھ آگاہ بہم دانتے ہو بچا ہر اک سو کا سے چاہتا ہر یہ علامہ تمام سچے تیرے اقبال دواورین	کہ آیا تو اسے داشتہ تاج و تخت سو ہندو خاک اب کیوں گیا سوا اسکے یہ ہر آستے آرزو مسنو ساز و جادو گرد ہو شیار وہا ہر یہ ہر ایک کی صبح شام مکھیاں ہو تیرا جہان آفرین
---	---	--	---

نشتن فریدون بخت کیاں کہ قمار ساختن بخت را و تسخیر کردن ملک

ہو بجگہ ضحاک کا تخت گاہ ہوا ہم سرعش و افلاک تخت ہو یکن کامران وہ بری بیکران ہوا رونق افزای بخت کیاں گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر کسی طرف سے لاکے فوج گران نمایان ہو چہ بیسے فر کیاں کے ہو وہ پاس اپنے گز گران تھے دیو گردان جنگ آرزما ہو تیری داخل شبستان میں جے لے اسے نہان کیاں از کو نہیں سجا اندیشہ کچھ زینہار کہ اب سوچ کچھ تو شہنشاہی ہے وہ جہان کوئی آفت دہر ہے ادھر ہیکلار اس سے ہو ہزار تو قہر شاہجہاں ضحاک نے تیری بات کا کچھ نہیں اعتبار نہ اب ناظم شہر بھگو کردن تو ہرگز نہ ہو بہرہ و بخت سے ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر کہ حکم ضحاک نے پھر وہیں	نصیب شہنشاہ گیتی بنیاد کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت بہم زہی خسرو کامران فر دزدہ غرور شد بخت کیاں وہان جا کے آئے گئی یہ خبر سو شہر بغداد آئی دوران خداوند دولت ہو وہ فوج یہ خواہد ہے بھگو ہسلوان جو دامن انھیں قتل بسکویا نصرف کیا تیرے ایوان میں کہ تا کوئی لشکر میں بیدل ہو رہا جا ہے شاد بیل نہار اسے کیونکہ جہان کہا چاہیے جرا یہ غضب ہو بڑا قہر ہے او دھڑلے پہلو میں ہوا زور تو کی خواہش مرگ ناپاک نے ذرا بھی نہیں رستی زینہار نہ خدمت تجھے کوئی نہار دوا نہو کامران افر و بخت سے نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر کہ گردن رکھے اب سر پر زین	سرا یا گلستان ہوا وہ بگاہ شبستان ہوا فیت صدین کیا شاہ نے ملک سنجہاں جو تھا گذر و نامی اک پہلوں کہ شاہان شہر گردن بلند بزرگ او نہیں وہیں داکٹر وہ سر گردہ ہو لشکر فوج کا بجاء و چشم او سے و آن کیا زیر پا اپنے تیرا تخت ستم گار سنجہاں سنسکر خبر کیا یوں کہ جہان کوئی ہوگا یہ گفتار سن او رکھیا ج زبان کے جو کوئی گزند کا و سر کیوں خواہد ان جہاندار عم پھر اختر میں اسکا لشکر تمام ہوا کندر و بہر بہت ختم گس ترا فوق سے دل پریشان ہوا او سے کندر و نے یہ پانچ باب بجلا شہریاری نہو جب تجھے سنی جبکہ گفتار ار باب ہوش غرض کر کے طیار لشکر تمام	ہوا تازہ یکدست باغ جہان ہوئی رشک باغ ارم انجمن ہوا کا سیاب نشاط و طرب طلم و زرو مال کا پاسیان جہان و دیرو قوی ارجمند ولاور ہر پرورد ہر گردن سپہدار و ممتاز و فرمانبردار وہ تو را طلسم اور لیا مال و زر ہوا بیگان تیرا بر شہر تخت کہ ہو بچا فریدون وہان آکر جو رخ نشے سوی شہستان کیا وہا کندر و نے یہ دیکھو خواب شبستان میں شہری کر کے ہنگر رہیں بچا نہ اس سے بہم سچے آدمی اسے جا کر تمام لگا کینے یوں اسے آرزو کین تو مارے خطر کے گزیران ہوا کہ بھگو ہر اب یہ گمان خسرو کرے ناظم شہر کیونکہ مجھے تو آیا ستم گار کے دل میں جوش روانہ ہوا و آگ وہ تیر کام
--	---	---	---

فریدون شہنشاہ عالمگور کہا کیسے تم سے وہ بزرگ سب دلیران مردان و برنا و پیر وہ لشکر یون ہو گیا غلام کیا مشورہ دل میں پھر وہین ہوئی رات میں تم تو وہ جیسا کند ایک لیکر گیا پھر وہین ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب بلندی سے یاد خواہ آیا فرد وہ گزرا اسکے سر پر جوا اسباب ملا کیسے اسکو تہ خون و خاک ایسے قید کر کوہ کے درمیان کہیں کوہ تھا اک دنا دند نام انسانی اسے سال گذر ہزار کہ نام نکوئی رہے یادگار ہوا جبکہ خاک پر تہ قیاب شہابی سے حاضر ہوئے ان کر کیا شاہ نے اونہ لطف و کرم نوازش شکر می شہ نے کی تم تیار نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک	وہان شاہ خجاک آیا دوان طلبگار عہد فریدون سب کہ تھے پہلوانی میں وہ بنظر تو پیدا کر دل میں سمجھا یہ جفا کہ تنہا مسلح ہوں اب بہرین ہوا غرق آہن میں سر تابا پھر وہا پھر سے بام کاخ بدین دل اسکا ہو اگر کم کہیں غضب فریدون کی اسکو چو دیکھا تو رنج تو خجاک کو پھر ہی کچھ تاب زین ناکہ ناپاک سے چو پاک یہ ہے یہ گیتھار بند گران وہان مار تھا اثر دھا تھ تمام ہوا وہا اسکے گرفتار و خوار ہمیشہ نکو نام ہے برقرار سعادت ہوئی شاہ جہر کاب حضور شہ عادل و داد گر فرز تر کیا اسکا جاہ و ششم کیا عدل اور داد لیل نہار نونا نام نکوئی بھی جہا ب تلک فریدون ہو آغاز و انجام نیک	مے فوج بیدل بھی خجاک سے سنافج شہ فریدون کا نام فریدون کے اگر سچو رفیق کہ کرتا نہیں خیر خواہی کوئی سو خواہ گاہ فریدون چلون یہ اس میں بھی صورت نابکار ہو دیکھا تو ایوان میں سرخوار شہابی سے ایوان میں الی الی اوٹھا لیکہ وہ گزرا گاؤں سر فریدون کی چہرہ پر ارادہ کیا صد غیبت ٹھیکن آئی تھی فریدون کی جس میں سنی یہ صدا کیا بند بچا اسکے خجاک کو یہ دنیا کہ ہر چند ہے شباب فریدون میں چھپتے سسر تو سب نامہ اران و گردان ہر کیا عرض یون ہم ہیں زمان سرخست ایران و توران چین کشادہ کیا وان در گنج و زر ہو کار فریدون کرے بیگمان سنو کہ آگے کرو نہیں بیان	نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے دل اکھا ہوا خرم و شاد کام کہ تھا حق شناس و کرم و خلیق نہیں جاہتا میری شاہی کوئی دبان جا کے بس قتل اسکو کروان کہ کوئی نہ بچا نے پھر زنیار فریدون کی ہر شوق میں گرم ناز کہ وان بجا کے پھر شہ کو گزرا مقابل ہوا اور سکے وہ آنکر کہ اک ضرب اور اسکے سر پر لگا کہ باقی ہر اسکی اچھی زندگی تو خجاک کو قید دوہین کیا رکھا سرنگون اس میں ناپاک کو لیکن جہان میں ہر پھر یہ بات کیا بزرگوئی نہ کار و گھر کہ تھے دولت مال سے شاد و ہر پرستندہ شاہ آفاق کیسے ہوا خواہ شاہنشہ دور رہیں رعیت نوازی پہ باندھی کمر فریدون وہی عزم آسمان فریدون کی پونگی اب نہ پختان
--	---	---	---

تقسیم کردن فریدون ملک پہر سیرن و شیک درن سلم و نور فکشتہ شہن ابرج از دست آہن

شہنشاہ اقلیم کے تھے سہ پور ہو جب جہان بادشہزادگان تو انکو وہان کہ خدا سیجے یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو بہت ملک میں گشت اسنے کیا کچھ تین دختر ہے شاہدین	کہ تھا انکا نام ابرج و سلم و نور ہوئی یون شہنشاہ جہان نہ تاخیر کو راہ ملک دیجے جو سے دعا اسکی کہ جنتو مے چکہ خیر میں میں کیا پرچہ و خوش و سیتھن	ملک زادہ ابرج و سلم و نور سہ دختر جہان ایک در شہون کوئی عرومانا تھا عدل بنام اسے جبکہ فرمان شاہی ہوا تو نو کوسے وان ہوا عیان بہدار کا وان تھا عرو نام	خرومند و انشور و خوش لقا خون حسن میں ماہ انور سے ہونا طلب کر کے اسکو شہزاد اکرام تو رخصت ہو وائے نہای ہوا کہ سب تنہا سے شان جہان کیا وان رسول مبارک پیام
---	--	--	---

فریدون کا پیغام یکسر کس بصورت و شوکت و فروشان پہر می تلقون کو کیا کہ خند فریدون کی دل میں یہ یا خیال ویا سلم کوروم و خاور و بین سوروم و خاور گئے سلم و تور یکایک دل سلم بدل ہوا سوروم لکھ کر کے نامہ شتاب ذرا سچ اب اس خداوند تور کیا ملک ایران کو ابرج کو شاہ یدان کا ہر حال ہی ایران کم جو نامہ پڑھا تو نے سر بسر بہر نیک بدترے شامل ہوئیں گر اس نامہ بر کو لبوسے پدر ہیں تخت ایران سزاوار تر جب یار رسول خردمند یان کہ دونوں برادر بعد از درود نہیں خوب یہ رسم و آیین راہ شتم ہر جو کتر کسے مہتری یہ جو حق ہیں ابرج کے خوش نکو شتابی ہوں اسکا ایران رون و بان روانہ ہو بیجا مہر فرستندگان کی طرف سے دیا کیا عرض پھر یوں کہ پیغام اگر میری تقدیر ہو کہ معاف تو کہ خط ہو کے یکسر پیام پیام درشت اور سخت کیا مینے نیک دست تقسیم ملک جو مجھے نہیں تو خدا سے دور	اوہ اقبال شاہ میں نے کیا کیا شاہزادوں کو شکستہ زوان بہت مال اور گرج اٹکو دیا کاب میں ہوا پر پرین سال ملا تو کو ملک توران و بین ر با ابرج ایران میں با سر سویکن ابرج وہ مال ہوا رسول ایک بیجا لگا جواب کہ ہرگز نہیں باپ کو کچھ شعور کہ ہر جائے آسائش و تخیل گام غنیوں کی ہر زرم کوین میدم ہواد میں اپنے غضبناک تر یقین جانو تو کہ بیکدل ہوئیں روانہ کرو اب تو ہر خوشتر یہ ابرج کو لائق نہ زنہار ہو کیا سلم نے تہہ اس بیان کہ یوں کہ اب زیر جرم خود کراہی کو دے تخت و تاج کلاہ غضب ہے کہ کتر کو ہو ہر تری کراہی ان اہست برادر ہو قیامت کریں ایک پاوان جو آیا حضور شہ نامہ ر درود آئے اور شہ زرد گزرا و زریاں بر لبین خط تو مجھ میں گزارش کوں کی بیان شوئی کہ حقیقت تمام کے سب حضور خداوند تخت کیا تینوں کو یعنی تسلیم ملک نہ زنہار باہم خدائی کرو	فریدون جس دم ہی یہ نوید کیے جیٹ سو سے دیار میں مجھے و ان پھر سو ایران کروں ملک تقسیم ہر ایک کو میں ملک ریز ایران تمام وہ کرنے لگے بادشاہی ہاں قناعت کی خاور و روم پر لکھا تھا یہ مضمون کہ تہہ میں ہم دیا اسکو اور رنگ دیم دور مجھے اور تجھے ملک بسا دیا تقسیم ہر مجھ کو بس ناگوار لکھا پھر وہیں سلم کو یہ جواب تسے ساتھ ہیں اس سے تہہ یہ پیغام مجھ کو کرا سے بادشاہ رہ راستی پر وہ آجا کر کہ مجھے فریدون روانہ ہو تو ہوا غصہ و عقل کو تیری کیا یہ کہ خود دل میں کہ تہہ میں ہم کوئی گوشہ ملک کافی ہوں و گزہ سوا بان جو یا کہیں پھر ایران ابرج ہوں خوشتر ادب ہلو وین بخیر کہیں لگا پوچھنے یوں کہ دونوں ہیں یہ بندہ تمھارا گندگار ہے یہ کہنے لگا شاہ عالم نیاہ کہا جبکہ یہ شاہ آزاد دہنے فریدون یہ شکر ہوا تہہ و گرم بدی کچھ نہیں مینے کی زنہار مجھے اب تہہ تاج و سریر	ہوا خوش کول کی برائی اسہ ہوا شاد تب شہر یارین ملک زادگان اور وہ ہوشان کہ باہم برادر ہوں کینہ جو مقرر کیا شہ نے ابرج کے نام مجھے سخت و دہم سے کاہرا نہ آیا پسند اسکو بخش پدر نہ زنہار ابرج سے کتر ہیں ہم کہ مجھے بھی اور تجھے ہر تہہ جہان جنگ کلیم ہر صبح و سا تری مصلحت کیا ہوا شہر یار کرا سے بادشاہ شریا جناب پہ قتل ابرج کمر بستہ ہوں بزرگی و خردی پہ کچھ نگاہ تو بہتر ہے پھر در تہہ و ہر یہ پیغام لیجا جہاندار کو کیا دور لبس قل ترس خدا سنراوار اور رنگ افسرین ہم عشرت ہو اسے اور باقی ہوں دلیران رومی و ترکان چین خبر شہر ہر دیکھے اسکا جواب رکھا سر کو اپنے سرستان وہ بولا کہ بان شکو کرے ہیں یاد کہ لایا پیام ایک شواہے پیام آوران ہیں سدا بگناہ تو کہو لی زبان پھر فرستادہ یہ بولا کہ آتی نہیں انکو شرم فرزون کیا فخر و جاہ و وقار نہیں کچھ کو کچھ ہوا میں تویر
--	---	---	--

فرانکوش دل سے غم و غم شہ نامور سے یہ سکر جو اب کیا پھر یہ راز نہفت عیان ارادہ کیا ناز و سکر کشی اگر میں بھی تیرا بدگار ہوں وہ میں کیسے جو زینت میں جہاندار نے پھر کیا یوں بیان تو جو خود اور یہ نہیں سمجھیں تاب وہ کیوں ہو ہر دو جنگا داران پستیدہ عقل در اسے نکو کہ تا جان تیرے نہ ہو چکے گوند سنی گوش جان فرید و کی بند جو دنیا و دولت نہیں یا لمار تو گذر این اس تاج داو رنگ کہ میں خود ہوں اور وہ ہیں ترک مجھے دہر میں کچھ نہیں جب جاہ یقین ہو کہ پھر تجھے الفت کریں برادر ہیں تیرے سرخشم دین جی میں بھی اک ناما لکھوں تجھے پھر بخوبی وہ نصرت کریں یہ کہہ کر فرید و تلخ نام لکھا سرخشت شاہی سے آیا فرود متحین بھی ہو لازم کہ شفقت کر سرنام جب شاہ نے مہر کا	فرانکوش دل سے غم و غم شہ نامور سے یہ سکر جو اب کیا پھر یہ راز نہفت عیان ارادہ کیا ناز و سکر کشی اگر میں بھی تیرا بدگار ہوں وہ میں کیسے جو زینت میں جہاندار نے پھر کیا یوں بیان تو جو خود اور یہ نہیں سمجھیں تاب وہ کیوں ہو ہر دو جنگا داران پستیدہ عقل در اسے نکو کہ تا جان تیرے نہ ہو چکے گوند سنی گوش جان فرید و کی بند جو دنیا و دولت نہیں یا لمار تو گذر این اس تاج داو رنگ کہ میں خود ہوں اور وہ ہیں ترک مجھے دہر میں کچھ نہیں جب جاہ یقین ہو کہ پھر تجھے الفت کریں برادر ہیں تیرے سرخشم دین جی میں بھی اک ناما لکھوں تجھے پھر بخوبی وہ نصرت کریں یہ کہہ کر فرید و تلخ نام لکھا سرخشت شاہی سے آیا فرود متحین بھی ہو لازم کہ شفقت کر سرنام جب شاہ نے مہر کا	فرانکوش دل سے غم و غم شہ نامور سے یہ سکر جو اب کیا پھر یہ راز نہفت عیان ارادہ کیا ناز و سکر کشی اگر میں بھی تیرا بدگار ہوں وہ میں کیسے جو زینت میں جہاندار نے پھر کیا یوں بیان تو جو خود اور یہ نہیں سمجھیں تاب وہ کیوں ہو ہر دو جنگا داران پستیدہ عقل در اسے نکو کہ تا جان تیرے نہ ہو چکے گوند سنی گوش جان فرید و کی بند جو دنیا و دولت نہیں یا لمار تو گذر این اس تاج داو رنگ کہ میں خود ہوں اور وہ ہیں ترک مجھے دہر میں کچھ نہیں جب جاہ یقین ہو کہ پھر تجھے الفت کریں برادر ہیں تیرے سرخشم دین جی میں بھی اک ناما لکھوں تجھے پھر بخوبی وہ نصرت کریں یہ کہہ کر فرید و تلخ نام لکھا سرخشت شاہی سے آیا فرود متحین بھی ہو لازم کہ شفقت کر سرنام جب شاہ نے مہر کا	فرانکوش دل سے غم و غم شہ نامور سے یہ سکر جو اب کیا پھر یہ راز نہفت عیان ارادہ کیا ناز و سکر کشی اگر میں بھی تیرا بدگار ہوں وہ میں کیسے جو زینت میں جہاندار نے پھر کیا یوں بیان تو جو خود اور یہ نہیں سمجھیں تاب وہ کیوں ہو ہر دو جنگا داران پستیدہ عقل در اسے نکو کہ تا جان تیرے نہ ہو چکے گوند سنی گوش جان فرید و کی بند جو دنیا و دولت نہیں یا لمار تو گذر این اس تاج داو رنگ کہ میں خود ہوں اور وہ ہیں ترک مجھے دہر میں کچھ نہیں جب جاہ یقین ہو کہ پھر تجھے الفت کریں برادر ہیں تیرے سرخشم دین جی میں بھی اک ناما لکھوں تجھے پھر بخوبی وہ نصرت کریں یہ کہہ کر فرید و تلخ نام لکھا سرخشت شاہی سے آیا فرود متحین بھی ہو لازم کہ شفقت کر سرنام جب شاہ نے مہر کا
--	--	--	--

داستان سیدنا ایچ نزد سلو و تور بے فوج کے اعزاز انکسایع نامہ پید خود قتل نمودن
آنها ایچ را از رو کین و شش را نزد فریدون فرستادن و نام نمودن فریدون و نیکو
شہ روم و توران و چین و ہندوستان کو تاج کو جاہ چشم بر غزور
وہ کھتے تھے ایران کی طرف
وہ طیار کرتے تھے سیلاب نرم

<p>کہ فریاد آواز آج ایچ بھان اسے لیکے وان وہ باغ و جہان تو آئے پھر سہات پر بہ نمل بنا پاؤں اپنے میل سپاہ آئے اب ہر اندیشہ توران کا رکھا خون رہا اسکا مغرور نہ ہرگز شہار افسر سے تو رہے تو وہ بان شاہ با تاج و گنج بزرگ آب بین ہر طرح میں گنا کہ چون پند شاہ عالیجناب نہ الفت باد رہ آئی آئے اٹھا سر سے ایچ کے ماری چن لگا کئے ایچ کر اسے نامدار چھ رنج پہنچا لگا لگا دگار کرون رات دن محنت چاکری کیا آئے ایچ کر لیس غرق غلام دیا تاج و زین بھال لگا ہر سر کر آئے کین ایچ نامدار وہ پچیدہ تغار نیان میں چہر وہ بولہ کہ ہو میں یہ پوچھ سب سر اسکا کیا دن لیکر وہان کہ انوس اس گروش روزگار ترے فضل سے ہوں امیدوار منو اب منو چہر کی داستان</p>	<p>ایچن ایچ زہ ہا ہر چہ سگڑہ و دوتون سگڑہ خرومند و خوش خرومند سوخانہ جانہ نو زہ ہا ہر کہ ایچ سے دل لیتا شکریا کر کہ نہ ہم میں نہ تاج و سریر تو بولایہ ایچ سے گنجت تور ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ تو ایچ نے پاسخ دیا پھر میں نہ گنج و نہ کشور نہ فوج و سپاہ ملے سب ہوتا تھا وہند کو دیان سے وہ کیا کی بس تھا کہ نہ برادر بس آیا پسند نہ سے ہاتھ سے پاس فرم ہا مری جان پر ہم کہ خیر و ا نہ آیا سر جسم پیدا دگر حضور فریدون روانہ کیا بٹھا اسکو بالائے تخت شہی لیے اسکا تابوت پہنچو دیان وہ بخود سر خاک غلطان ہوا نغان اور زار تھا دان بعد ہم جلا کے گل و سر دسوسن تہا کہ سر کوہین اور تن پہ کین پی رزم و کین چیت باہر گھر</p>	<p>وہ توران میں آکر فراہم ہوئے فریدون کے نام سے ہر اک لکھا لکھوادہ ایچ تھا ہر خندہ خور کہ ہر جھٹکشتہ و نہ نامدار کہا تو سے کام اجتر ہو ہوا نسل ایچ کا اب ناگزیر کیا و کشتہ دن جو آئے حنور ہا ناماد بکہ کھٹک بنگار نہ با بین جز نہ تھی آئے کین مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ یہ کہ تا تھا بجز اور گفتار فرم سر کسی زہ وہ بٹھا جو شہسار چہر اس کے رکھا دست و بازو دینہ کہ فضل مجھکو خدا سے تو دگر نہ کہ ہا سے خون برادر ہوا کیا بجز ایچ نے ہر چند پر ہا سر نامور زن سے کہ کے جدا تو کہ اس کے اب سر پہ تاج مہی کرتے میں ناکہ کسان مردمان فریدون اسے دیکھ گریان ہوا وہیں تو رڈا لے وہ کون علم اکھاڑے نہالان گلشن تمام ہوا کشتہ یون ایچ نازنین کہ ہو ختم ایچ سے اسے نامور</p>
--	--	---

تول شدن وخت از ر بطن شیر ایچ وخت شدن او با پشتنگ کہ
 اوم از نسل فریدون بود و تول شدن منوچہر و کینہ خواہے او

<p>شاید اینی ایرج کے شاہ جہان کیسے دیا شاہ کو یہ نوید خدا دے اسے ایک فرخ پسر وہ بھی حسن میں ایک ماہ تمام جہان دلاور و شنگ ایک تھا ہوئی حاملہ چہ رشک قمر بہت شاہ کو شادمانی ہوئی کہ جب تک خلک پر مہ و مہر ہو ہوا جب جوان وہ منوچہر تب کہا یوں نظر کر کے سوے سپاہ درگنج شاہی کشادہ کیس منوچہر سے مردمان سپاہ جو پوچھی خبر سلم اور تو رکھو فریدون یہ رکھا جواب غریب کیا مشورہ یوں کہ گنج و گنہ عوض غریب کے تھے ہن ہم حضور فریدون وہ دنیا بہر ہے جاودان عالم افزو تو زرنفل اور گوہر شاہوار وہ پیلان محو کہ سیم زرن کیا ہمارا گمراہ شیطان نے آہ اگرچہ ہن چہوسہ پا خطا تمنایہ جو اپنی شام و سحر رکھیں اس کے تارک پہ وہیم زرن بلا یا منوچہر کو تب وہیں فطر کہ تیر سجدہ نیلگون دیا اسکو پیغام کا یہ جواب مگر تھے اب یگانہ وہ خط وہ سام نریان و قارن لیر</p>	<p>گیا ایک دن تو یہ بچہ چاہ جان کہ جو حاملہ ایک ماہ آفرید کر لے بد سگالان فرخ پسر منوچہر کی رکھا پھر وہ نام اسے ساتھ اس کے کیا تختہ تو اس سے تولد ہوا اک پسر نہ تو اسے زندگانی ہوئی الہی جہان میں منوچہر ہو بہر پہلوانی کے ساتھ اسب تھا را منوچہر سپہ بادشاہ سپہ کو زرن و سیم و گوہر دیا گزارش یہ کرنے تھے شام و بچہ منوچہر سپہ مرد پیکار جو کہ تھے اسے اس طرف بہر زرن روان کیجئے اب سپہ بدر لے کہ ہر گنج و تاج و علو ہو پوچھا تو رکھا کہ رشک پسر ہمیشہ کہ تھے شبن نور و نور سر زرن و تاج کو ہر نگار حضور جہاندار گدراں کر جو سر زرن ہوا غصے ایسا گناہ لے تو خط بخش جو فرسوا سو خاور آوے منوچہر گر کریں پیشکش اس کے گنج و گھر بٹھا پاس کر سہی گوہر ہن بچے تیر کے بدخواہ کی تیر ہن کیا ہر دو ناپاک ہو کہ شتاب کیا قصد غون منوچہر کا وہ کا وہ کہ جو جنگو شل شیر</p>	<p>کہ ہر کوئی یان ماہر و باردار یہ ملک بہت خوش ہوا شہر دار اندر وہ گئے نو چٹنے وہان کیا پرورش و شوق از نوخت کے گناہ فریدون کی تھا نسل وہ جوان ملکہ آدہ ایرج کی ہتھکلی تھا وہ لایا بجائے شکر و درو گار سب سے اسکا اقبال دائم بلند سکھائے سبائین و در شملی منوچہر کی تم اطاعت کرو فراہم ہوا لشکر سپہ شمار کہ غم عدد و سواری اب کیجئے قوی باز و پہلوان و دلیر یہ سکریستل میں گاہر اس منوچہر کو بھی طلب کیو یان عرض باز و گنج مسیحا و علو دعا و ثنائی شہنشاہ کی وہ تھے جو لایا تھا پھر سب وہ دیبا سے روی فرخ و جبر کہ اسلم اور تو رکھ کا یہ پیام بجات زرن ہم ہن تقیر سے ہماری یہ تقیر ہو کہ معاف تو ہوخت شاہی پہ جلوہ کنا فریدون دیکھا جو تختہ تمام کہا یوں کہ اسب و فرخ و خانا بھرا یا وہ شہ سوے پیغامیر جسے گر منوچہر بر جہان منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ وہ گرشا شہ پور شیر ویدیل</p>
---	---	--

یہ مرد این جنگ اور پہلوان یہاں خاکش نذرین زینہار کیا عذر نہ بنا بکارون نے اب گیا اس جہان وہ ایسج اگر دلیر و قوی جو ن ہر زمان یہ پیغامبر نے جواب پسلا م غرض تیز و مثل باد صبا اگلا پھر کہنے منوچہر کو اور اسکے جو لشکرین ہیں پہلوان وہ دونوں جفا کار سید اور یہ بولے تہ چرخ فیروزہ رنگ یہی مصلحت ہو کر لیکر سپاہ	منوچہر کے ساتھ پہنچے دکان نہیں چاہتے گو ہر شاہوار نہیں ہی کیا یعنی بجا ہر سب تو پیدا ہوا اور اک نامور نہرو آرمشل شیر زبان سنا جب تو بول ڈر گئے کس کام جہاں سلم اور تو تھے دن گیا جو دیکھا تو ہر مرد و پیکار جو قوی تر و بہین مثل پیل مان تھے شک پانچ بہت خطر کہ ہم گر نہ پیل کریں قصد جنگ چلیں ہم سوئے منوچہر شاہ	مجھے لرزے سے مجھو تم کیا تو تو سب پھر لیا گئی ہے رسول ستم سا تھا ایچ کے جو کچھ کیا اگر ایچ نہیں تو منوچہر سے کم صحبت باندھی ہے کارزار تو ایک دم پھر نہ تھک دکان وہ پانچ جو تھا اسکا خون زہار جو اندر شیران سنگ پلین نہرو آرمشاہر جوان مرد ہی پھر آراستہ ایک کی انجمن مبادا منوچہر ہو کو دل سپر کرن چلکا یا راین ہم است جنگ	یہ کار ہی ہر سب تھا ر فریب کہ ہرگز نہیں کچھ نہیں ہی قبول سو اسکا مکافات و پکا خدا فرزندہ مثل سہ و دھڑکتے بچھڑے وہ ایچ کا خون تھا سہا لیں ہیں سو خاور و روان کیا سلم اور تو رے آشکار مل نوجوان گرد و شمشیر زن طلبہ کار پیکار و ناورد ہے یہ کینہ خولہ ہی ہو راسے زن شہابی ادھر آئے مانند شیر نہیں ٹولیا سب ان کچھ رنگ
--	--	---	--

جنگ منوچہر با سلم و تور و قح یا فتن منوچہر و شستن بر تخت و وفات فریدون



کیا اسلام اور تور نے جیسا یہ غم
 سوارانِ رومی و ترکانِ چین
 فرید و نکو پوچی یہ جس دم
 صبور کی کہ و غم نہ باندھو کمر
 منوچہ نے یون گزارشش کی
 کیا اس طرف شاہ نے پھر وان
 پہلے سر لگ کر و تیغ و سنان
 صدف جنگ اگر است جب ہوئی
 سوار است گرد و لا و قبا و
 بجائے تعین تھی قائم سپاہ
 گیا بڑھکے آگے دلا و قبا و
 کراسے بے پدر زکرم کو سختی
 دیا تور کو آستنے چہ یہ بواب
 تمھاری وہ محفل میں لایا پناہ
 یہ لشکر نہ پاخ کچھ آستنے دیا
 سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
 کہ و قتل میں سلم اور تور کو
 رکھیں جنگ کو آج سو قوف ہم
 ہوا خیرین دست میں وقت شب
 سوارانِ جنگی و مردانِ کار
 ہوا گرم بازار کین و ستین
 تن و جان کا کچھ نہیں تھا دریغ
 لیکن تباہیہ لطف اس کہ
 لگے کہنے باہم وہ دونوں لئیم
 منوچہ ہر آج شب خون کریں
 شب خون کار کھتے ہیں غم و غم
 غم غم سو پل اور سو کیس سپاہ
 گئی نصف سے رات جس میں گذر
 بفرم شب خون وہ آیا جہد

اور حاکم منوچہ سے کچھ نرم
 نہ دانا یا نہ کورانِ زین
 کہ خاور سے ایسا لشکر کیا دھرم
 کہ تا آوین ایسا ورجی شہر
 کہ اب آج ہمارا کشتو کرش
 منوچہ کو با سپاہ گران
 نہ پر واسے نہ ذرا کھو پنا
 کہ صلح مسدود چہ سب ہوئی
 سو چہ کشتا سب فوج نہاد
 منوچہ ہر تھار و نقی طلب گاہ
 وہین دونوں آگے واپس پنا
 بھلا کام کیا کر و شہر سے
 کہ ہو پناہ یون پیغام تیرا شتاب
 کیا غرق خون تھے ارج کو آہ
 جمل ہو کے میدان چہ گیا
 منوچہ سے یہ باتیں نہا
 کہ و قتل خون ہر دو قور کو
 کہین حشر بر پا بہان مہم
 بس کی وہ شب بے نشاط و طرب
 سوئے آگے نصف زن میں ویا
 ہوئی ایک بر باد و ان رستخیز
 وہان کام ہو گیا باگز و تیغ
 منوچہ کی غالب آئی سپاہ
 کہ غالب رہی آج فوج غنیم
 تہ اسکو ہم زیر گرد و ن کرنا
 کیا چاہتے ہیں و غفلت میں کام
 آئین گاہ میں آپ بیچارہ شاہ
 جہان تیرہ لیس ہو گیا سرسہر
 خبردار پائی سپہ سرسہر

ایلانِ تنو منوچہ کی سوار
 کہ کینہ خوار ہی شتابان ہوئے
 کہ اسے شیر مردان جنگ آریا
 قریب لگے کس نہیں کچھ بھی دور
 اجازت مجھے دیجئے ہر جنگ
 جو انان جنگ اور وصف ممکن
 سوارانِ جنگی تھے شہد شہر
 کہ تھا ایک علم سرخ و زرد و سفید
 کہ تھے کینہ خوار ہی میں مانتہ شیر
 پہلے نرم لاسے سپاہ لگان
 منوچہ سے جا کے کہہ تو ذرا
 تو زنا اس بات سے ہوئے
 کہ دونوں کورین کریں غاص عام
 رہی تہہ لخت قیامت تلک
 حضور منوچہ فرسخ نہاد
 عیان ہو زنا و گہر پید رنگ
 امان لٹے پائی وراجان سے
 گیا لیس وہین سوئے آراکھ
 دلیرانہ آیا سوئے زرم گاہ
 تھے آگے میدان میں کینہ خواہ
 دلیر و نکا پہلو و نوک سنان
 زمین خون سے لگے ہوئی لالہ
 کہ آیا نظر و نکو اپنا گزند
 سو اسو سے مصلحت ہوئی
 کہ وہ بد نہادان بیدا و گر
 کہ ہوا خبردار لشکر سے اب
 لیے ساتھ اپنے پہلے کار نہاد
 سوارانِ جنگی لیے سوتلہ
 طرف اپنے لشکر کے اب آئیے

شہنشاہ بین سام کے اک پسر
یہ کہنے لگی تجھ کو اسے نامور
وہن سام نے آکے دیکھا اُسے
یہ کہتے تھے دان مروان ص عام
یہ سنکر ہوا سام بل شہر مکیں
مکان وان جو تھا ایک سیرخ کا
ہوا حیران رح آیا اوستے
نہ سیرخ کو صرف الفت ہوئی
کوئی کاروان اتفاقا او و مصر
بیان شام کو خواب آیا نظر
ہوا جبکہ بیدار وہ پسوان
خوشی سے بھرا سکی خبر کے لیے
کسا ایک نلے یہ کہ اسے بے شعور
سپید اسکے موہین اگر سر بسر
فطر میں ترسے گوہر نذر خوار
ہوا صیوم سام کرے روان
اکی مرتے حال پر جسم کر
نظر کی جو سیرخ نے ناگسان

تو لہ ہوا گل رخ و سیمبر
خدا نے دیا چمکے اک طرفہ تر
ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوستے
کہ طفل ہرگز نہیں پور سام
اٹھا لیگی زلال کو بس مین
یکایک وہ سیرخ او و مصر کو گیا
اوٹھا آتشا نہیں لایا اوستے
کہ بچو نکو بھی اک محبت ہوئی
جو گزرا تو شادان ہوا دیکھ کر
یہ کہتا ہر کوئی کہ اسے نامور
تو پھر ملین اپنے بول شادان
روان سو البرز مردم گئے
کیا تھنے خوف خدا دل کو دور
تو کیا عیب جو اک نظر اُسے کہ
مغز ہو وہ پیش پروردگار
سو کوہ البرز آیا دران
کہ پھر باکو نہیں جلد اپنا پسر
تو دیکھا کہ ہر شام گر یہ کہان

سفیر اسکے اندام پر موعام
کہ ہر چہ چمکے سر و قد لالہ و
رکھا اُسکا مان باج نہال
پر زیا ویا و یو سپہ یا پلنگ
سو کوہ البرز ڈالا اوستے
جو دیکھا تو اک کوکب خیر خوار
طرح اپنے بچے با صدف خشی
وہ سہتے تھے باج شہر و شاد
وہ سیرخ سے نال کو لگی
ترا پور زندہ خوار شاد ہر
ہوئی نازہ تر الفت و صر پور
پھر اک خواب دیکھ کر بول کر
رکھا دور آنکھوں سے فرزند کو
کہ تیرا بھی ایسے سروریش ہر
خروشان ہوا دیکھ کر لیت تھا
خدا سے وہاں شکی انتہا
پیرا ہوئی اُسکی یکسر دعا
وہ سیرخ آیا دین پیش سام

کئی دایہ یہ دیکھ کر پیش سام
مے خش خوار کے یکسر مین
تجربہ تھا صدف پہ اسکی کمال
خلعت ہوا نسا نلی بے پیرنگ
شبستان لگی اپنی نکالا اوستے
پیرا ہر سر خاک کہ تیرا خوار
اکا پر نر ش کرنے وہ نال کی
ہوا نو حیران پھر و دفع نہاد
محبت سے ساتھ اپنے اسکو کر
جہان مین بخوبی وہ آباد ہر
کہ ہر پور دلیند آنکھوں کا نور
نظر آئے وہ مرد فسخ سیر
کیا خوار یون پور و بسند کو
تو ناحی پسر کا بد اندیش ہستے
بدل مین ہی کچھ صوری نہ تابا
بت ناری و گم یہ کر کے کسا
ہوا حال پر اُسکے لطف خدا
سنا قصہ خواب اُسے نام



<p>کیا پاس وہ کاروان تھی لے آیا حضوریل ناموجود لگا کر نے سیرج کو آنسیرین تو پر تو جلایا دیکھو سچھے زیادہ ہی مجھ کو محبت تری ترا بندہ ہوں آشیہ طائران بہت دل میں ہے تیجے وہ شاد کام کہ تجھ کو رکھن جاودان باوقار سہوا خوش منو چہر کا شیکہ دل گئے شہر میں دے بصد کرد فر شمشہ لے بخش احمد و گلاہ حقیقت گزارش کہ دیکھ سب جہان میں یہ ہو گا پیرا ارجہ سلاح وزیر و خلعت پر گہر زیادہ کیا اور پتی اقتدار درخص ہو ہو کے شادان کمال فراست شفا سان بنیدہ کو کراے ارستادان صبا ہنر کرو زیت اسکو ہر صبح و شام سو گر گساران و اب ہر غم تو داو و دہش خوب کر نایاب رکھا خلق کو شاد و خرم کمال ہوئی میل خاطر لبو عروس خردمند و دانشور و نامور طلبگار و خیر کا مہراب کی گرفتار غم و قست نازان ہوئی جلا یا وہ سیرج کا پرشتاب حکم میں ہوا کہ چہ سلیمان شکم گئے نہ کھلے گار شہنشاہ</p>	<p>بہت مابخری سام اس کی پھر اراکین یوسف کے زلال کو ہوا پھر میل سام خند میں جو شکل کوئی پیش آئے مجھے پھر ہی ہر مری دل میں قست تری یہ سنکر کیا زلال نے یون بیان روانہ ہوئے وائے پھر مل سوم خدا سے کیا عہد اب استوار گئے جبکہ پھر شہر کے قتل وہ شہزادہ تب لیگیا ان کر کیا حاصل آئے زمین بوشاہ ذرا طالع زلال دیکھو تو اب کہ ہو طالع زلال شابلہ بندہ شہنشاہ اسپان تازی دزر کیا سام پر لطف پھر شہار حضور جہاندار سے سام نال ہنر پروران جہان دیدہ کو یہ کہنے لگا وہ یل نامور جہاں اسے داب شاہی نام بفرمان شاہ جہان ہر دم تجھے مینے سو پناہ زیارتان ہو اچھرا ان ملک کیل کوزال ہونے پھر آئے آبرو عروس وہ خفا کی نسل سے تھا مگر ہوا زلال جس ہمیش و خوشی عرض حامد رشک گلشن ہوئی ہوا زلال کو پھر بہت مضطرب و یو لاکا سے سرور انجن نہر چروگے بھلو سے زن مشک</p>	<p>کہ دا یہ ہو ملین قبر سے فرزند کا حاکم کیا آئے با صد طریق یہ ہوا لائق تاج واد و زنگندر کہ زلال سے یون کا ہوتا مور تری مشکل آسان کروں پھر فراموش مت کیجیو زینہار ترا گرد علم ہے نام نکو کہ شہزادہ ہوں تجھے یکن آپر تلافی مری تاکہ ہو جسم کا کہ لے اوجھن جا کے تو پیٹیا کیا سیکے سام یل نامور کیا حکم پھر یون کہ ہے بخردان نظر کر کے بوسے یو انشوران یہ ہو گا سہرا فر از گردنشان جہان میں لقا خرد و یاراں کو سپہدار افسلیم گاہل کیا تو پھر بہر تعلیم نریج سیر ہو سہا نیکے جب فراہم سب ہنر پلوانی کے سکھلاؤ سب چہرند و شہسار قہل کر کرا سے پور دانا و فرختہ خو سو کشور گر گساران گس بہت خلق نے پائی اسودگی سوتھی اسکی اک دخترہ لقا سمن بڑو شو برقد و لالہ فام کیا زلال سے وقت کو کتھا کہ چہ کلان تھا درون شکم کہ زلال نے ماجرا سب بیان ہنر بردمان پیل اور دیو بھی</p>	<p>پیر سیرج کے سام سے پھر کیا کیا نال کو کاروان سے طلب کہا یون کہ سچے یہ اپنا پس مجھے اپنے سیرج کے چند پر ششالی سے پہونچو یون و ان انگر مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار غور و کا پس پروردہ ہے تو لگا کہنے پھر سام فسح سیر کروں تیری تعلیم صبح و سہا یہ تو فر سے ارشاد شہ نے کیا حضور و پھر پھر نال کو سو طلب کر کے انجم شہنشاہ کو سو گردش انجم و آسمان و لیر و شجاع و قہل پهلوان کرم سے عنایت کیا زلال کو آئے حاکم شہر زلال کیا جو نابل میں پہونچا یل نامور کیا سام نے ہر طرف سے طلب کہ تو زیت نال کو فرور و شب یہ اگر فہم میں تم اسکو کال کر نصیحت نہ کر لے پھر نال کو یہ کہہ دے سام نہر و آرم ریاست شہر ہاک کی خوب کی سپہدار کابل جو جہاں سب ہما اور اس بارستا کا تھار و دانا تو جہاں سب پھر بلطف و مہار رکا جہاں سے تھا عہد ماسکام ہوا آگے جانور و سیرج و ان کر کے چلی مہر سب طلب تھی</p>
--	--	--	---

یہ سنکر دیا زال نے یہ چوہا
بیابان کی لی اُسے پھر دین
پھر اوس سچا کر پہلو سکا
غرض زال نے پھر ملا کر نثر
وہ پیدا ہوا جب یہ پلین
مبادا کہ وہ دایہ چنانچہ ہوا
وہ کو دیکھتا تھا پلین کل سام
سو پیکر ستم شیر خوار
تھاقت بہت زال نے بعد ازاں
یہ سنکر وہ سرور و شادان
وہ رستم کہ تھا کو دیکھنے
طعام اوسکو آفری لگا پسند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اس طرح کو دیکھ یہ چر وند
سو گر گساران و ما زندان
چاکیک دل سام آیا ادھر

کہ تہیر فرما کے کچھ شتاب
وہاٹے وہ سمن لایا گیا
کہ سچ نکلے بیخوف و پاک
کیا است رو دایہ کو پس تھا
جسے دیکھ حیران رہے فروں
کیا طعن ال نے اوسکو بت
رکھا رستم آخر شتا سوچ نام
نمک کر کے بولا وہ سام سوا
خوشی سے کیے سو کابل و ک
برنگ گل تازہ خندان ہوا
اوسے مفت دایہ کا ملنا تھا
تو پھر پانچ آفری لگے کو سفند
بخوبی ہوا اس پر وہ سوا
نڈیکھا کہین زیر پس بند
لفضان فرمانروا مچھان
کہ دیکھنے رستم ماسور

وہ تہیر جس سے نہ خوف جان
کہا زال سے پھر کان نہ در
لگا اوسکے پھر زخم پر گیا
کیا چاک پہلو می زان اس طرح
ہسن ایک دو دایہ کی نامین
لگائی جرات پھر وہ گیا
شہید پیر زال نے کچھ چکر
بعینہ مری شکل بنو پیر
یہ پوچی جب کہ چھاب کو
بجالاتے شکر خدائے کریم
کبھی تہی باقی جو چھہ ایم
وہ کھا جاسے تھا گوشت و کھا
لیا ہاتھ میں اپنے گرز پر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سرزم تھا سام جنگی شعار
محبت نے لیتا تھا تو وہ پہلو

ہے جان کی خیر امر مہربان
پلایا وہ زن کو تو بہوش کر
کہ ہوتی رستی بفضل اک
بتایا تھا سمن نے جس طرح
روان لشکر کرنے لگے پھر وین
ہوئی تندرست اوسکے دہ شکار
شبابی سے بھی حضور پدر
بجاسے جو کہیں اسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نام جو
لگائے ہر اک کو دینار و سیم
تو شیر اوسکو دیتے بڑو گاؤ
تعب میں تھے مردم خاص عام
ہے لوگ حیران اوسے دیکھ کر
تو مند تر سام سے ہو دیکھا
لڑائی تھی دیو و جن لیل نادر
روانہ ہوا سوسے زابلستان



روان ہونے کا بل ہی محراب بھی قریب آ کے پونچھا وہاں ساجب اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر فرود آئے گھوڑوں کے موڑاں زل کہ اسی پوچھتے تھے کہیں تو ہو اسام پھر تخت پر جلوہ گر لعل بلطف سام بل سلین کہ انی پہلوان جہاں شادہ نہیں چاہتا خواب آرام چھ خندک سنان گرز و شمشیر لوں کیا ایک تیرے جسں طرب نہیں زل اور سام سے خط وہاں پھر کرے کون لشکر کشی وہ اس یا وہ کوئی سے تھا شاہ او دھڑکا کیا قصہ پھر سام نے یہ لکھارہ بیخین سام فرخ سیر منوچہر شاہ جہانگیر کا لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہو فغان بہت خلق کو اس سے پوچھا گزند لیا ہا قصہ میں گرز سام دلیر شب تیرہ ہے اور ہاتھی چٹا کہ فی الفور چپارہ وہاں حرا کیا سو ہی پیل ووندہ دلیر کیا کام آخرب و س فیل کا سپا خسداوند جان آفرین کہا دل میں انی نہیں کچھ عجیب کسی طرف ہی ایک کوہ سپند کہیں ایک سنگ گراں قلعر یہ رستم سے قصہ بیان کرے سب	سوزا بل آیا بلطف و خوشی گئے پیشوا زل محراب تب ہو اسام خوش دورے دیکھ یہ چاہے تھا پھر رستم خرد تفاخر تڑا ہے مری آرزو سورست پہنچا وہ زل انکر ہو اساتھ رستم کے گرم سخن جہاں جب تک ہی تو آباد نہ عیش و طرب کھوں کام چھ تن مد گلالاں کروں غن ہو ہی بادہ کش نرم عشرت میر نہ شاہ جہانگیر کا محب کور سے پھر کے طاقت کشتی تہم کنان اسپ پھر زل و سام تو نصرت او دھڑکا ہی آرام روانہ ہوا پھر سو ہی باختر وہاں ست پیل سفید لکھا کیا مردان تھے یہ اوج مہینا دوان ہر طرف ہی وہ پیل بلند چلا سو سے بازار مانند شیر تو ایوان سے اسوقت باہر نچا گریزندہ پھر واک سے ہوا ہو اجا کے لغو زناں شل شیر تو پھر بلین سے ایوان گیا وہ لایا بجا اور خوشی کی ہون جو خون نریان یہ کیجا اب اور اس کوہ پر ہر حصا بلند نریان کے سر پر گرا آئے کہا زل نے یوں کہ اسی پور	وہ پونچھا وے سام سو شیر بہت خوب تھا ایک پیل بند گئے جبکہ وہ سام کے او تپیل سے وہ سیاہ تاب یہ لکھ کر دعا دی کہ پروردگار طرف چپ کے محراب و خندہ شناخوان وہ رستم ہوا سام کا دعا دیکے پھر یوں گرا شین مجھے چاہیے اپنی زر و خود یہ گفتار سن سام شادان ہو ہوا نشہ می کا جسں دم طور جہاں میں ہوا رستم پہلوان کروں تازہ آئین صفا اب یہ آئی خبر سام کو لعل زل کہا رستم و زل کو پھر یوں گئے زل اور رستم سویشا او ٹھکانا گمان رات کو ایک کہ پیل سفید شدہ نامور بھری اس چرخ چور رستم کو گوش وے حاجیوں کیا در کو بند نما اور اک شست نہایت غرض تو کر دہن قتل بند جو مارا زور ایک گرز گران یہ سنکر خبر زل حیران ہوا طلب رستم نامور کو کیا نریان کا جیل طے ہو جا برا سجھ فریدون فرخندہ خو پراگندہ وہاں ہوا غریل شائبہ ہو سو کوہ بلند	ہوا شاہ رستم کو وہ دیکھ سوار او سپہ تھا رستم چمندر تو پھر وہاں تعلیم کے دستک یہ بولا وہاں سام عالیجناب کے تھے شجواہ دایم سجاہ و وقار وہ رستم بھی بیٹھا وہاں و برور تہمتن نے آدمی او سکھ چھوڑا کہ ہوں بندہ کس میں سام کا نہیں میں طالع گار ساز و مود رخ او سکا رنگ گلستان ہوا تو بولا وہ محراب مست غرور لشیش خنیزد گرز گران ملاؤں عدو کو تیرے خال اب کہ پیرور پھر دے دے دشمنان کہ رستم چھوڑا رستم راہ دادوین کہ تھا وہ حکومت کا او کی مکا یہ سنکر فغان رستم نک دز رہا ہو گیا بندہ کو تو اگر کیا پہلوانی فرس و ہن جوش کہا یوں کہ اسی کو دکا چمندر لگا یا وہاں سر پہ دیان کے شتابان ہوا رستم زہر مند گرا خاک پریش پیل دمان وے دل میں سرور و شادان سرودیت و بازو پہ پور دیا بیان او سکھ کر تا ہوں ڈرا نریان نے گھبرا تھا اور کھانچ گئی جان قالی سے اس کے گل نریان کا خون لیکے ہوا چمندر
---	---	--	---

<p>یہ سنکر وہیں رستم نامدار ہوا سام و لگیروانہ شتا سپاہ گران لیکے وہ ہر کاب سہ سال اور اک ماکہ شتا کیا اوسے رستم کو نصرت ہو تو پارہ گری کے کہ پہونچا کئی اونٹ حمل بار نمک سیلے باندھ بار نکامین سلاح کہ آتا ہر اب کاروان نمک تو ہر گوشہ سے آئی بڑا چہر عقب اس کے سب پہلون مقابل ہوا کو تو ال حصار ہوا کشتہ آخر جو سردار ڈر عجب طرف تروانی اخبار تھی جو دیکھا کہ ہے سنگ شاہ کا کھر لگا کہنے یوں دیکھ پہلون کیا فتح پنے یہ حصن حصین یہ نامہ بڑھا زال فرج کام کیا تو نے تلخ حصن متین لگا اگل اب قلعہ کو کرباب جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلون ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ غرض سام نے جب پکڑھا سنا کار نامہ یہ رستم کا جب سو سو چہر آتا ہوں پھر</p>	<p>روانہ ہوا جانب کو سہار سہارا کہ رستم کو پہونچے گونڈ لکھ کو نیر کے کی پہونچا شتا رکھا سام کو او بنا کچھ نہ کام اور اوسے کہ یوں کہ کو ہوا یہ ستر لگا کہنے وہ پہلون کہ درکار تھے زمین و شتر بک کہ یہ بات تھی وان تو سچ صلح وہ بولا کہ لاؤ اوسے یان تلک ہوا اگر دانیوہ اونکے کثیر خروشدندہ مانند غوان شیر ہوئی گرم وان اونکے بک زرا گزراں ہو سب کمدار ڈر کہ دیکھی تھی مردمان کبھی اور او کی ہو دیواری کبھی کہ یہ کار انسان نہیں نیکیان کہ ہمسر نہیں جکا چرخ برین دل و سکا ہوا خرم شاد کام نہرا آفرین صد ہزار آفرین وہاں نے تو پھر اس طرف شتا روانہ ہوا جانب سیستان نثار اسکے سر پر کیا عزم تو پھر شوق چشم دسر پر کھا ہوئے اہل ایران و قرین و</p>	<p>یہ پہونچی خبر سو میاز نذران وہاں جنگ لاکو سکر پیش تھی جوانان جنگ آور سپاہین پھر ادا لے اپار وہ پہلون اکیلاہین کاروان کا لباس کہ کندہ کروں چاکے پنج حصار بھائے شتر بان تھے پہلون در در پہ پہونچا بل نامور وہیں آنکے لیکے مردان ہوئی رات جس دم کہ تار کیتر خبردار ہو قلعہ کی سب بیاہ بشمیر گزرو سنان خان جنگ دلیروں نے تاراج ڈر کو کیا گیا پھر وہاں رستم نامدار سوا او سکے اک گنبد زنگار لکھا نامہ رستم نے پھر لاکو جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن یہ پانچ لکھا انی خرد مند پو فقط دل کہ میرے نہ گلشن کیا کہ دیدار کا ہر تری شتیان گیا زان صد طلب پیشوا سو سام رستم نے نامہ لکھا اوسے استدر شادمانی ہوئی سو دل یہ ہر اک کا امیر</p>
<p>روانہ ہوا جانب کو سہار</p>		
<p>کہ اسے شاہ دانشور نامجو طلک کے کو نذر کو کند لگا</p>	<p>لگے کہنے شاہ منو چہر کو یہ سنکر جہاندار کشور کشا</p>	<p>تو آخر شناسان حبیب کل بہر گئے بس خلافت کے دن</p>
<p>جو گذرے شاہی دست سال تو رہے اب تیری حالت دن</p>	<p>روانہ ہوا جانب کو سہار</p>	

<p>کہ میں ہوں کمر بستہ سوئے عدم سوتل پرستی تو رہیو مدام وہ پیدا ہوا سوئی خاور زمین تو مت ہو جیو اوس پر خاشخ رہ کینہ خواہی سے پوشینک بقصد نبرد از رہ سرکشی یل نوجوان یعنی فرزند زال منوچہر کہتا تھا جب یہ بیان یکایک ہوا حسرت و سرفراز منوچہر کے بعد باکر بنہ رکھا سر پر ویسیم شامشوی نہ داد و پیش کی نہ نصاف واد یکایک ہوا اوس سے بیز اسب ستار گارے جبکہ دیکھا یہ حال تھے وقت جلنے لگا تھا یاد ہوئی سلطنت اندون کچھ خراب اودھر تو یہ نام لکھا اور اودھر پہنچتے ہیں نامہ گیشا شاہ کا جو نزدیک ہو نچیل نیکم تو بیٹھ اب سرخت و ماند ہی یہ لایا زبان پر پل اچھب منوچہر کی دخت ہوئی اگر جو نوزد نے پیش لیا اظلم کا نہو نخر اوس تم زمینا کر کیا شاہ سے سبکو گرویدہ پھر</p>	<p>مبارک تجھ تخت و تاج و سلم نہ غیر از رہ سستی رکھو کام کیا خلق فی اختیار اوسکا دین قبول اوسکے اب کچھو دین کو کے قصد تیری طرف ہر جنگ کرے جب بداندیش لشکر کشی ہنیں ہڈیاں کوئی جسکے مثال ملکہ اودہ نوزد تھا اگر کینان گرفتار بیماری جان گذار</p>	<p>تو مت چھوڑ پورم وائینج او جہان میں ہوئی تازہ لٹری وہ ہر مسل خاص نردان پاک تھے پیش ہر اک معظم تھے ہاتھ و اوسکی ہونچ گزید خبر کچھو سام اور زال کو وہ اسل نڈان کا ہونچ تگزا کچھو دن دنون شاہ بہار تھا نہ جانہ ہوا پھر شہ لب نظیر</p>	<p>رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد ہوئی نام موسیٰ کے پیغمبری کیا اوسنے فرعون کو اب ہلاک تسے اہل توران ہین رنجیم تو عا جہو پس ریحین بلند لکھا چھو اوس سے اے نانبجو کرے یا وری آکے لیل نبار کچھو در دھتا اور نہ ازار تھا جہان سے سفر کیا ناگزیر سرخت نوزد ہوا جلہ گر نہ قائم رہا حسرت و نامور ہوا بند سیم و زرباد شاہ کہ او ادھر اور یہ ملک لو لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان کہ رکن خلافت ہے سام ہوا بداندیش ہوا اور ایران میں کیے سام سے جا کے کیر ہیا شہان ہوا سوئی ایران میں جہاندار نوزد سے بیدار کر اطاعت کرن ملکہ تم تری اوسے قید کر ہوئیں شاہ جہان شعبہ روز کر تائین فرمانبری کروں تازہ پیمان شہنشاہ جھکا یا سر عجز چون بندگان کہ نوزد سے آکے ہو اگر جنگ</p>
<p>پیشنگ ایک مرد نبرد آزما پیشنگ ایک تھا اوسکا افراسیاب سید اراقلم توران کا تھا کہ پیشنگ جسکی ہو بخار بھی آپ سرافراز تھا نسل ہو توری یل زورمند و دلیر و جوان اوسے جنگ نوزد سے منظور تھی نقشا اوسکا ہم سر کوئی پہلوان</p>	<p>جلاوس نوزد بر تخت سلطنت ایران ولیکن منوچہر کی رسم پر ہوئی بندیکہ مروت کی ادہ لکھا بادشاہان اطراف کو سو سام نامہ کیا اک وان زبان پر تھا شہ کے ہی بار بار وگر نہ یہ پھر تخت شامی نہیں کیے تھے جو نوزد نے بیدار کیا روانہ ہوا نذران سو دین گزارش کیا یہ کہ اے نامو گرفتار کر شاہ نوزد کو اب کہ نوزد نزا دکیاں ہو یا کہ باندھتا میں بے جا کری اوسے باز لاؤ گا اس راہ یہ لکھا گیا پیش شاہ جہان سنوا گے احوال پوشینک</p>	<p>جلاوس نوزد بر تخت سلطنت ایران ولیکن منوچہر کی رسم پر ہوئی بندیکہ مروت کی ادہ لکھا بادشاہان اطراف کو سو سام نامہ کیا اک وان زبان پر تھا شہ کے ہی بار بار وگر نہ یہ پھر تخت شامی نہیں کیے تھے جو نوزد نے بیدار کیا روانہ ہوا نذران سو دین گزارش کیا یہ کہ اے نامو گرفتار کر شاہ نوزد کو اب کہ نوزد نزا دکیاں ہو یا کہ باندھتا میں بے جا کری اوسے باز لاؤ گا اس راہ یہ لکھا گیا پیش شاہ جہان سنوا گے احوال پوشینک</p>	<p>جلاوس نوزد بر تخت سلطنت ایران ولیکن منوچہر کی رسم پر ہوئی بندیکہ مروت کی ادہ لکھا بادشاہان اطراف کو سو سام نامہ کیا اک وان زبان پر تھا شہ کے ہی بار بار وگر نہ یہ پھر تخت شامی نہیں کیے تھے جو نوزد نے بیدار کیا روانہ ہوا نذران سو دین گزارش کیا یہ کہ اے نامو گرفتار کر شاہ نوزد کو اب کہ نوزد نزا دکیاں ہو یا کہ باندھتا میں بے جا کری اوسے باز لاؤ گا اس راہ یہ لکھا گیا پیش شاہ جہان سنوا گے احوال پوشینک</p>

جنگ افراسیاب پیشنگ با نوزد و فتح یافتن و شستن تخت

<p>پیشنگ ایک مرد نبرد آزما پیشنگ ایک تھا اوسکا افراسیاب سید اراقلم توران کا تھا کہ پیشنگ جسکی ہو بخار بھی آپ سرافراز تھا نسل ہو توری یل زورمند و دلیر و جوان اوسے جنگ نوزد سے منظور تھی نقشا اوسکا ہم سر کوئی پہلوان</p>	<p>پیشنگ ایک مرد نبرد آزما پیشنگ ایک تھا اوسکا افراسیاب سید اراقلم توران کا تھا کہ پیشنگ جسکی ہو بخار بھی آپ سرافراز تھا نسل ہو توری یل زورمند و دلیر و جوان اوسے جنگ نوزد سے منظور تھی نقشا اوسکا ہم سر کوئی پہلوان</p>	<p>پیشنگ ایک مرد نبرد آزما پیشنگ ایک تھا اوسکا افراسیاب سید اراقلم توران کا تھا کہ پیشنگ جسکی ہو بخار بھی آپ سرافراز تھا نسل ہو توری یل زورمند و دلیر و جوان اوسے جنگ نوزد سے منظور تھی نقشا اوسکا ہم سر کوئی پہلوان</p>	<p>پیشنگ ایک مرد نبرد آزما پیشنگ ایک تھا اوسکا افراسیاب سید اراقلم توران کا تھا کہ پیشنگ جسکی ہو بخار بھی آپ سرافراز تھا نسل ہو توری یل زورمند و دلیر و جوان اوسے جنگ نوزد سے منظور تھی نقشا اوسکا ہم سر کوئی پہلوان</p>
--	--	--	--

شنگ و سب گئے لگا لگا کر
شنگان ہوتا خیرست کھڑا
ہوا میل خاطر سوزم زمین
کردن کج سالار ایران جنگ
پھر افراسیاب دس بولا دین
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام
یہ بولا شنگ و خردمند پور
یہ سنکر سپہدار افراسیاب
بہشتیہ و گرد و سنان خدنگ
سپہدار کو پھر یہ پہنچی خبر
خوشی سے وہ ہر روز بھر نو
گئے ساتھ نوڑے مردان کا
کردن نبرد دیر انداز
تھا اک تازیان گرد افراسیاب
کے آنکے مجھے اب کارزار
برادر سے اپنے یہ بولا دین
کو داسپ کو سو میدان گیا
قباد و لاورد سوا کشتہ جیب
پھر انہو دیکھا تو افراسیاب
ہوا خون سے گرد زمین لادڑا
ہوا جبکہ خشنده پھر شتاب
او دھر لشکر آئے توران زمین
سہل سینہ تھا وقف بیکان
اور آفج توران ہوئی چیرہ د
ہوا آب تب عازم کارزار
سکے ہر اگر غیرت افراسیاب
یہ سنکر وہ افراسیاب لیر
بان کچھ کیا جو بہم حرب چھی
کہیں سے نوڑے دیکھ کر

کہ دای نوڑ خوش طالع و لیر
کہ لینا می خون سلم اور تور کا
یہ پاسخ دیا باپ کو پھر دین
کردن ملک شخیر سب بیکان
کہ ہر چند نوڑ و لاورد زمین
نہیں ہمسر قارن الی سام
یہ گفتا رہی عقل و دانش
روانہ ہوا سوا کے ایران شتاب
کہ حسبت باندہ سے ہو جہ جنگ
کیا سام نے اچان سے سفر
مقتادول میں آد کچھ لڑوہ
سواران جنگی حیدر و جل نزار
کردن غارت ایران لشکر کو
بڑھافج سی لیکے نیر و شتاب
نہ تاخیر کو راہ دے زمینا
کہ ای پہلوان کج ہو گرم کین
ہوا تازیان سے نبرد آوا
وہ قارن دیر و جو اندر
لکک کو سپہ لیکے پہنچا شتاب
پھر تہمینان شب ہوئی آسکا
تو قارن فر جنگ افراسیاب
سپہ لیکے آبا پی رزم کین
نہ جان کا تھا اپنی کسک و بیخ
دل اہل ایران کو پہنچ گشت
پکارا یہ میدان میں تاجدا
تو اگر مقابل ہو پھر شتاب
ہوا آنکے رزم مجب مثل شیر
شان پر شان ضرب بر ضرب چھی
گرا وقت پیکار تھا خاک پر

رہا دل سوا ایران ہو لیر سیا
جو قصہ سنایا تو افراسیاب
کہ شایستہ جنگ شیران شتاب
یہ سنکر ہوا خرم و شاد
ولیکن منوچہر کے پہلوان
نہیں خوب یہ اندون غرض
یہی وقت ہی کچھ لے تفت
جوانان شمشیرن سے نزار
خزردان ساسان و پہلوان
یہ سنکر ہوا شادا افراسیاب
او دھر بھی نوڑ یہ سنکر شتاب
ملک لادہ نے نامہ کے شنگ
مقابل ہوئیں جبکہ دونوں پیا
ہوا آکے میدان میں رزم جو
سپر کا وہ کا قارن نامور
قباد و اوس جوانمرد کا نام تھا
ولے خشت پولا دکی ایک ضرب
سوے تازیان لیکے آیا پیا
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
سواران جنگ آوڑ و کینہ
گیا کہ کے آستہ فوج کو
سپہ گرم پیکار جنگ آوڑا
نہارون پیکار کشتہ و خستہ
جہاندار نوڑنے دیکھا جیب
کہ ہر گز نہین اسین کچھ فائدہ
جے نصرت و فتح دے کر دگار
چوڑے نیرے دو نوڑ فیر و
ستیزہ کنان ہو گئی شام پر
عرض رزم ہو قوف کر دہ

تو نوڑ سے اب کج ہو سینہ خواہ
گیا بھول آسایش و خور و خواہ
نہار و رزم دلیلان ہو زمین
ہوا بندہ سے غم کے آزاد دہ
حضور اوسکے حاضرین کیسے بجان
یہی صلہ کچھ لے دنگ
شتابی سے کہ کار نوڑ تمام
جوانمرد و شایستہ کارزار
سپہ کے تھے سالار با فروشان
کہ اب بخت بد خواہ آیا بختاب
ہوا عازم جنگ افراسیاب
لکھا یون کہ ای شاہ فیر جنگ
تو باہم ہوئے پہلوان کینہ خواہ
کھا یون کہ ہووے بے آندہ
کہ سردار لشکر تھا باکر و نسہ
نہ ہرگز طلبکار آرام تھا
جو کھائی تو دمی جان بہنگام
ہوا ساتھ بد خواہ کے رزم خواہ
کیسک کسکا تھا کچھ بھی درد
وہین پھر گئے سو آرا نگاہ
کہ کیسے مران پیکار جو
قیامت ہوئی ایک برپا ہان
زمین جنگی سہل گستان
کہ لشکر ہوا بیدل و نیرہ اب
جو کشتہ ہوا حقی یہ خلق خدا
کرے بادشاہی وہ دلیل و نہا
ہوا کار منہر ہوک سنان
ہوا زخم کوئی نہ پچھہ کارگر
پھر سے زندہ گشتہ پچھہ خواہ

<p>کیا تھا نہ بدخواہ سے لڑنے والی سوار شاہ دلیگر و اندو گین سیران سپید کو فرما ہم کیا ظفر اپنے آئی نہیں کچھ نظر یقین ہو کہ پھر دشمنان شریہ مداہم و تن سے مرا سر اگر وے اپنے بیٹوں کو حضرت کرد وہ فرزند جو طوس گستر تھے بہ سالار دوران کو بھیجا پیام رہی جنگ موقوف دور و نزدیک سواران جنگی بچیں و سوار اودھر تھا صفت آراہ و فریاد سوار کشتہ شاہ پور میدان میں فرار نہ آئید لشکر رہا روان ہو فارس و آمازیان مداہم کیا گاہ افراسیاب گلکھڑا سو اسکو وادی روان ستیزندہ وہ بھی سواران اچھی بیک گردش خیمہ پیرادر سوار اعدایان سپاہ افراسیاب موا تازیان کشتہ جنگ نام نہاد</p>	<p>ولیکن جہاندار تھا پر ملال سرخ باپ کا یاد آیا ویران جہاندار سے پھر پادشاہ کیا کہ لشکر ہے اپنا دیون گستر مجھے پاتک لچا میں کر کے آہ تو قلم ہے نیک نام بدر میران سے سو پارسل بنا پھوٹ اوغین لیکے آغوش میں بیا کہ لشکر بیک گیا ہے تمام رہا لشکر آسودہ زیر خاک سوار جلوہ گر قلب میں شہریار کہ ترکان میں جنگ تھے ہر کا پڑا تفرقہ فوج ایران میں نہ میدان میں قائم وہ نوزار گرفتار ہوں تاکہ شہزادگان تو فوج افراسیابی لگ کر کشتہ شہر بیکر کینہ تھا آسمان سوار آخر کار تو فدا سپہ نہ نوزار رہا اور نہ وہ کرد سر فریدون عالیجناب اگر زبان سوزنی فوج سب بیکار</p>	<p>ملازم کوئی شہر کی سدا کا کہا تھا منہ پھرے یہ کہ بان کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ اگر جھگڑے تو کہہ دے جانیے یہ بہتر ہے کشتہ ہوں سپہنشین سیران سپہ سے یہ سنگر گیا کہ شرم فریدون سے تاکید تو نہ کیا شاہ فی سوزی پارس و ان لڑائی میں دور و نزدیک مگر قریبے روز وقت گچھا وہ شاہ پور و قارن سلطان شہا کیا یک سو ترک چین چہرہ دم وہ قارن بھی دانستے گزراں غرض شاہ نوزار ہوا قلعہ نہاد سوار سدرہ قارن نامدا جو کم رنگی فوج گرد حصار سپہدار دوران یہ سنگر خیر سوار اسکے آگے گرفتار و ان جہان بین با حکم ان نہایت سپہدار کو پھر یہ پہنچی خبر سوار پرالم سنکے افراسیاب</p>	<p>وہاں سے وہ دیر سیلابا و بھلا سبجے فوج ایران کو پھوڑا یہ سوچا کہ ہو کام اپنا خواہ حفاظت کی اب جا کہاں پکا سوار و نہیں اب زندہ زندان میں کہ جز جنگ چارہ نہیں ہو شہا رہیں زندہ اسی سرور و بھلا بھنے دیدہ تار کو ہر نشان کر و قریبے روز پھر سے جنگ کیا سوزی میدان پھر اپنا خواہ بہر سو ستیزندہ و کینہ خواہ سپہدار ایران گھائی شکست سوار یک پاس شتابان ہو مخافت کی کھیر احصا بلیند لگی سوزی باہم وہاں کا زار تو پھر فوج سے نوزار مدار اتاقب کو اسکے گیا زو و تر سوار و دودھا و بھی پہلوان پھر اقبال کا اسکے آیا نوزار کہ غالب رہا قارن نامور بہت دل کو اسکے ہوا قطار</p>
---	---	--	--

فرستادن افراسیاب خروان شمس اس بہت سیستان کشتن نوزار و اغریہ

<p>سپہدار نے تیرا راہ کیا خروان شمس اس تیرا می بیان کر کینہ خواہی پہاڑی میں لکھا شاہ محراب نے زال کو مقابل ہوئی جب سپاہ عدو شکستہ ہوا مغر سپاہوان</p>	<p>کہ ملک اب لیا جاہ زال کا گئے شکے سالار فوج گران زرد پوش پہاڑ کیا گز گین کہ ہوں متفق تیرا زانما جو تو باہم سار زہرے کینہ جو ولیکن شکر کچھ سہ کو ہو بخار زان</p>	<p>رواند کے پھر پے کار زار سنی زال نے چن دم خبر رواند ہوا سیستان شتاب نہو پہلوان ان کا بلستان خروان نے اگر نمود و جہر پکڑا ز توڑا خروان کا</p>
--	--	---

خردوان ہو کشتی جہت تہ بیکہ
گر ایران ہوئی او سکی ساری پیا
سوار غضب سنگے افراسیاب
کیا قصد یر کے وہ کی نہ جو
گیا پیشوایہ خبر سنگے زال
وہ قارن تھا ہمارہ شہزادگان
جو نوز کے پروردہ تھے مردان
سراک کو سلاح و زور گنج و مال
ولیکن ہی زال کو سوچ تھا
نہیں مہن کیا ہی جو ہون باد
تو کر کے بداندیش کو بایمال
بلند اقتدار و سعلی اصحاب
اوستہ زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یا نیک تو ای نامدار
بداندیش جو وہ جو افراسیاب
گیا ریحی سے زابل کو وہ نامدار
ملکر او کیے پاس اتنی مسپا
برادر نوازی کی تھی آرزو
کہ ی پر تناعت نکلی توے بس
دینا پسخ اوستہ کے نامدار
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہر بار
غرض سیستان مین یہ پہونچی خبر
کیا نامدار و نکو اوستہ طلب
وے چاہیے شاہ والا شکوہ
نہیں یہ سیزدار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت نکلا
خزیر کے جانب گزراں ہوا
ملکرادہ زو اوس جو کانہی

نہ آیا سہاس س مجھ دیک
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
کیا قتل نوز کو کشتی شہزاد
کہ لاؤں پردہ طوس کسے کو
کیا اوستہ اعزاز و نکال
سوا او کے تھے اور بھی ہیلو
سوانے لگے ہر طرف سے وہاں
کیا زال نے فیکے فوخند دل
کسے تاجور کجے ایران کا
کیاں کو ہی زندہ تاج و کلا
ابھی ملک ایران سے دیکھ نکلا
بڑا بھائی تھا جاکا افراسیاب
یہ مضمون فوخندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایران کا مو شہر بار
نکال ملے اوس کے ایران پہونچا
یہ چاہے تھا سو عازم بشہر
نقعی ساتھ اوستہ کے جو ہور نخواست
گیا بچھڑ بھائی کے رورو
جوئی تخت ایران کی جگہ کھو
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نکلی زینہار
سہ کشتہ اغریٹ نامور
کہانیوں پر کین کر ماند صواب
دلیر و خواہمزد دانش پروردہ
نہیں لالو تخت فرماندہی
شہنشاہ باشوکت شہن
ہوا کشتہ جب لم تہ بیکہ
دہاں خود چلے پیمان ہوا
سنروا شاہی جو وہ ذوالکلا

وے حملہ آور ہوا زال جب
لشاکر کمان زال سے پہونچ
سوا اوچہر دہن سے پار میں ان
وہاں سے وہ دونوں گزراں
سجونی او بھین سیستان مین
سوا او شہنشاہ کمان ل زال
فرار ہوئی پھر فراوان سپاہ
لکھنا ملراں کو تکریم سے
ابھی طوس کسے تہم نادان پیر
جوشاہ زبردست پہونچے پیر
جوان ایک تھا حاکم شہر زار
ملکرادہ اغریٹ او کلا تھا
کہ تینے بہت کی فرار ہو سپاہ
ترجی جا کر ی اہل ایران کرین
روانہ ہوا اڑھکے اس چمے کر
خبر سنگے اوستہ مین افراسیاب
گیا لا جم پیش افراسیاب
دلیکن لگا کشتہ افراسیاب
جو دشمن مین اوستہ موافق
مری تاب کیا جو کردن مہر
رکھا جو رو بیداد ز ناحق فرا
یہ سنگر ہوا زال اندو مین
دیر ملک سے خضم کو شہید
شہنشاہ نوز کے دونوں چہر
سوا او کے نسل فریدون کر
کیا زال نے جب بیان مین
ملکرادہ طہاسب او کلا سپہ
غرض ہی سپہ ایک طہاسب
سنار زال نے جبکہ یہ مامور

نہ نظر سہاس س پیدا مین تب
نہروں کے قتل ترکمان مین
گئی ساتھ اوستہ کے سپاہ گران
طہاسبستان کے شتابان ہو
رکھو جمع خاطر اوستہ کس
کیا لطف مصروف ہر ایک پر
جوانان زدم آور و کینہ خواہ
کیا خرم و شاد و تغیر سے
نہیں بادشاہی کے شایان ہن
سنروا و مو جبے تاج و عہد علم
سنروا و ادنگ شایان کو
مواہر و خوش خلق شیرین کلام
ولیکن نہین سے کوئی بادشاہ
ترے آگے کار نمایان کرین
سوزال اغریٹ نام جو
سپاہ گران لیکے پہونچا شہر
کہ برغاش کی تھی نہ نہاں تاب
طہاسب کی کھا کر بس پیچ و تاب
مار تو بہاں مین سنا نق ہوا
نہیں مجاہد دعویٰ خبر جا کر ی
کیا تہ سے بیچارے کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی دل مین کین
شہنشاہ اوستہ سے نوز کا خون پیچ
شہین نش عقل سے بہرہ ور
کوئی سو تو محب کو کو ہم جہر
تو کسے لکے موبان کہیں
فراری ہوا بادل پہ خاطر
جو اورد و لشو و خوشتر ہوا
تو یوں قارن نامور سے کسا

کر لے آخریسے سوز کو پہا
دستان آمدن ملکزاده زو پس
مراود من القصد قارن

طہاسب ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

<p>حضور ملک زاده پونجاوہ خوشی و من ساتھ قارن کو مواجلوہ گرفتخت شاہی پون گیا شاہ پھر سوی افراسیاب گیا خوار ہو کر جو پوریشنگ ترا بجائی اغریث نامور روا قوسے رکھا برادر کا خون رہی بچھ نہ کچھ قدر افراسیاب کیا او سے ہر فرد و شبیل کا جہانین باقبال دیباہ و جلال</p>	<p>ویا زال کا اوسکو پیغام طرف سیستان کو ہوا تیر ہوئی اک جہان کو خوشی کو رہائی کی لایا نہ ہرگز وہ تپ نہ غرت ہوئی کچھ حضوریشنگ تسے پاس حاضر ہوا آنکر کیا فوج ایران فتح کر زبون ہوا ناگوار اوسکو آرام تو سہان کو رکھا خوب آباد و شاد رہا شاہ فرمانروایع سال</p>	<p>گیا یون کہ چلیے سو سیستان جب آیا خداوند تاج و تہ سو ملک پارس روان کی پا گیا بھاگ بدخواہ توران میں پیشنگ اس سے بولا کہ بیکار کیا تو نہای و ک اوسکو ملک نہیں کام تیرا مرے رو پر جہا نزار زو خسر و دین پنا بل زال زرا در سب پہلوں پھر آخر کو ہو پنا پیام اجل</p>	<p>پہنچا ہوا زنگ شاہی دہا ہو گئے گرد سب اوسکو فرمان پیر ہوا اوس ولایت میں پھر مل تصرف ہوا شاہ کا ایران میں نہ آئی تھے شرم کچھ زمینار خدا کا نہ ہرگز کیا خوف شک مے سامنے سے ہوئے درو ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ شب روز تھے شاہ کو مع خون گئی جان قابل سے اوسکے گل</p>
---	--	--	--

دستان شستن گر شاہ تخت و باز آمدن افراسیاب از شخیں ایران

<p>موا پای کے بعد گر شاہ شاہ شنگ ملاو کو پونجی شہ بصد لطف تقصیر افراسیاب سیاہ گران لیکے پوریشنگ پھر تپا سے لیکے افراسیاب گر کر کے رستم کو اب سہ گروہ لگا کئے رستم سے پیرال زر تو کار از مودہ کہیں آتلاک تری مصلحت کیا ہو تو کہ شتاب یہ بولا تھمتن کہ ہوں مرد زرم کو داؤن اگر اب کو دست جنگ کہا پھر رستم نے اسی پہلوں دکھائے تھمتن کو پھر سر بسر وے ماویان ایک تھی سخت جنگ</p>	<p>خداوند اچنگ تاج و کلاہ کہ اک طفل ایران کا تو تاجو معاذ دسو کر کے کیا تو تپ ہوا سو ایران روان نیک کیا چاہیے اب تدارک شتاب اودھ بھیجتا ہمتن ہندو کہ حیران ہوئیں کیا کروں مجھ کہ ہی ناز پر دروہ زیر فلک جو ہو چکا منظر سودے جواب کردن خیرہ بدخواہ کو یہ غم تہ ٹھہرے آگے شیر دینگ مجھے چاہیے سب گزر گران وہاں گلہ سب تھمتن نگار اوسکے تھمتن پر لالہ رنگ</p>	<p>وے تھا پیر مذہ زای زال یشنگ اپنی دل میں لگا کھنڈ کہ لشکر کفی سو ایران تو کہ نزرگان ایران یہ سنگ وہ بولا کہ میں تو ہوا سانچو یہ سنگر سے شاد سب نامجو ہوا ایک ریش دشوار کار تھمتن کیونکہ پھون و کا نزار غرض آزما تھا رستم کو زال ببازو پر زور و دست دراز یہ گفتار سن خوش ہوا زال حصہ اوسکے لائے وہیں کریم رکھا پشت پر ہاتھ جس کی اور اوسکا تھا اک بچہ نسلین</p>	<p>کہ تھا بادشاہ جہان خرد کہ تھمتن ایران آسان ہوا یہ کیونہ خواہی تو باندھاب لگے زال سے کئے امی نامو ستیزہ سے کار جوانان گرد کیا سینے اقبال سبات کو کہ جس سے گزیران تپا قر سے شیر مردان جنگی لو کہ ہی ہانہن جنگ کا کچھ خیال شہین کچھ طلبگار آرام و نماز دعاوی کہ باہم سو تھمتن لطف تھمتن ہوا دیکھ شاد کام وہ شہزادہ سو گیا بس تھمتی ہوا دیکھ خوش بل صفت کن</p>
---	--	--	---

یہ چاہے کہ ڈالے کیانی کندہ کہ مادر بھی کرے کی خوشخو اتیر تہمتن نے تخر کو ڈالی کتہ یہ چلتے چباوے تہمتن کا سر غرض خورش تھانام اوں کی کا کیا زور اوں خورش فی استعد کیا خورش کو زین ہوا پھر سوا سپاہ گران ساتھ دیکر شتاب گیا آپ بھی بعد دوروز کے جو مجھے کرے رزم کی آرز سپاہ کی بھی پردن شاد کام کوئی چاہیے بادشاہ دلیر نزد فریدون سے کوئی اگر فریدون نسب شاہ فرخ نہاد یہ رستم سے بولا کہ اے نامور متنا یہ رکھتے ہیں سب پہلوان دو ہفتے میں تو پہونچو تان تلک	کرے تاکہ اوں گرہ کو باہمی غضبناک اور مردم آزار تر خروش لایا وہین زیر بند کہ اتنے میں شتم بھی چون شیر توانا دزور اور وضبت تھا کہ رستم کو بس لچکا کھینچ کر بعد کا کیا بی بی مل نامدار روانہ کیا سے افراسیاب ماجا کے بس رستم گروسے وہ کیا خیر سے بس کر دوز اور افواج ایران بھی میل تمام کہ یاں کی ہیبت ہوتا شیر کین سو تو دھجکوا کر خیر دلیر و جوانمرد کی قہر کہ باندھہ اور خورش کو زین کر کہ تو چلے ہو بادشاہ جہان زیادہ نہو دیر زیر فلک	لگا کئے رستم سے پھر گلہ بانہ کیے اسے میں کیشتر خد خون غضبناک ہو کر وہین مادیان ہوا جبکہ میدان میں لغوہ زنا کمند اوں کے سر پہوئی جبکہ ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا دگر گنج پھر زال نے داکیا ولیکن ہوا مضطرب بال زر یہ کتا تھا ہر روز افراسیاب ہوا زال بھی پر دیرینہ سال یہ تھا زال کو سوچ شام و گچاہ روانہ کیے سر طرف مردان کسی نے کیا آنکر یون بیان ہوا یہ خبر سنکے دل شاد زال روان ہوشیابی ہو کی قہر مددگار دولت ہو یا دیر خیر یہ سنکر وہین ہل ہل شکوہ	کمند سپہ پست ڈال امر پہلوان مبادو تجھے بھی کرے سزگون دوان آئی مانند شیر ثریان تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان لگا کھینچے تب بل احبند بزور اوں کو قابو میں اپنے رکھا تہمتن کو گنج فراوان دیا نہ لایا وہ تاب فراق سپر کہ رستم ہو کو دک کہاں سکویا نہیں اب بھی ستیر ایران محال کہ نادان نہایت ہے گرشاسب کہا زال فریدون ہر اک سر کہان کہ ہو کوہ البرز میں اک جوان ہوا بند سے نعم کے آرزو ال یہ کہہ چلے اکوشاہ فرخ نہاد مہیا ہو شکوہ بان تاج تخت روانہ ہوا سو سے البرز کوہ
--	--	---	---

روان کردن رستم را برای طلب کیقباد و بکوہ البرز آمدن کیقباد و نشان دادن کیقباد در تخت

او تر کوہ البرز سے کیقباد لگا کئے دل میں عجب جوان کہ تند اس قدر تونہ جا بچوان مگر ایچوانمزد فرسخ نہاد ترے ساتھ اک مرد عاقل کو یہ بولا تہمتن کہ اے نامور جو اندر ہے کیقباد اوسکا نام یہ سنکر وہ بولا کہ میں ہوں تہما تجھے تخت ایران مبارک نام دوباز سفید آئے ایران سے	کہ میں نے بیٹھا تھا مرد و شاہ تماشا خورش اور گزر گران او تر کردا سپہ پیٹھ بیان مجھے دعو نشان شہ کیقباد مکان تک تجھے اوسکے دخل کرنا پیر میرا ہے پہلوان ال زر تو جا کر کے یہ اوسکو پہونچا پیام پیر ہر بدنام رکھتا ہوں یا ہمیشہ ترا بخت دولت بجام سر تخت شاہی بٹھایا مجھے	ہوا رستم گرد کا وان گذر ہوا میل خاطر کہ ہوشین می نقل یہ دیکھ طیار ہے وہ کہنے لگا پھر کہ آتو یہاں لگا پوچھنے پھر کہ ای پہلوان کہا اوسے مجھ کو کہ جاسو کوہ کہ ہو پہلوانوں کی یہ آرزو تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا تہمتن سے بولا یہ پھر نامور دم صبح پھر بادل شادمان	وہ شہزادہ حیران رہا دیکھ کر تہمتن کو آواز دی پھر وہین وہ بولا نہین مجھ کو درکار ہے توانوں نامور کا بھی دن نشان بتایا تجھے کہنے یہ ان نشان وہاں ہے ملکہ ادہ ہاشکوہ کہ تو شاہ ایران ہوا سے نمجو سجا مشرط خدمت کی لا کر کسا تجھے شب کو اک خواب آیا نظر او تر کوہ سے آکے بیٹھا بہان
---	---	---	--

ہوا اس طرف کو تراب گذر
 سمجھے مجھے اور مرے باب کو
 غرض سیکو ایران و مہن شاو شا
 یہ سرحد میں پہنچ جب ایران کے
 قتلون نے کیا نیرہ او سپرول
 تو کشتہ قتلون دلا اور ہوا
 رہیں تھے نہان دشت میں شام تک
 اوسے اوسے یکھتہ مہنان کھا
 قبار دلاور کو باکر و ف
 جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
 او دھرتے ساساں آباؤین
 و مہن ال سے رستم نوجوان
 پتاروں کلاب آکے انکھریاں
 تو پھر زہرہ شیر زہرہ سے آب
 یہ لکھ گیا سوسے میدان دیر
 اوسے دیکھ کر مردان سے یون
 کہ پھر پوزال اور رستم جی نام
 کہ انھوں نے آیا جو تو بہر لبک
 تھن نے بھی گز کو کھ دیا
 کہ سبداوسکا پکڑا کین سے
 گیا ٹوٹ لیکن دوال کہ
 او دھرتے بھی و مہن فرمان شاہ
 گزیراں پھوڑک دسالا ترک
 لگا کر نے فریاد یون باب سے
 ہوا کی قباداب وہان تاجدار
 عجیب صاحب زور پیدا ہوا
 بیان او کی توت کا مین کیا او
 کہ نہ میرا جو لوٹا و مہن
 یہ پھر مصلحت آتی ہو بس

بلطف خدا اسے یل نامو
 دوبار سفید اسے یل نامو
 روانہ ہوئے رستم و کیکاو
 ہوا سدرہ وہ بھی تیل کے
 کہ سینہ ہو رستم کا و قف سنا
 گزیراں دیکھتے لشکر ہوا
 روان شب کو تھو تھو تر فلک
 شغل می ناشادان رکھا
 سرخشت شاہی کیا جلوہ گر
 سوزم ہر ایک مائل ہوا
 ہوا ساتھ قارن کہ بر مہن
 یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
 کے ساتھ ہو رستم جو توشکا
 اگر سامنے آئے افراسیاب
 ہوا لغو زن جاکے مانہ شیر
 لگا کینے سالار ترکان چین
 رکھے ہاتھ میں پتھر گز رستم
 تو کیا احتیاج سان و خند
 ہوا بڑی راق اوس سے جنگ آزا
 او ٹھٹھا تھن نے لہن پر
 وہ چھٹ کر و مہن گڑا خاک
 لک کہ تھن کے پہنچے سپاہ
 ہوئی سر دگڑی باز ترک
 کہ پہلے ہی کہتا تھا مین اپنے
 وہ پھر مرد جنگ ورو ہوا
 نہم پھر شہر ز اور کا ہوا
 کہ لیس روئے اسکے مین فیہ ہوا
 تو مین ہاتھ سے اسکے چھوڑ
 نہن کینہ جو کیکاو داو رستم

یہ لکھ وہان نوش کی خوش
 لسل باب او تھتے تاسو ایران
 قاتون دلاور یل باو قار
 تھن قتلون کے مقابل ہوا
 و مہن نیزہ رستم فرس چھین کر
 لصد شادمانی وہ دونوں جوان
 غرض فتنہ رفتہ وہ پہنچ وہان
 ہوئے کدل اتنے مین یہ پیر جوان
 کیا قصد پھر سوا افراسیاب
 او دھرتے تو قارن یل نامو
 ساساں یکہ ہوا غرق خون
 مرے دل مین پھر جان پھر
 نہر قصد بجا بک و سٹ ہوا یل
 تھن یہ بولا تھن نے پھر
 کہا یون کہ اگر ترک فراسیاب
 بتاؤ کہ سب کون یہ فوج لہا
 مقابل تھن کے آیا وہ ترک
 فرار و رستم پھر دگلا پھین
 کیا ترک نے زور پر چند پر
 یہ جا پا کہ لہجا بیٹے شادشا
 لیس آئے مین آجیچے اوسکے کو
 ہزار و صد دھشت جنگی جوان
 او تراب پھوڑک پوٹنگ
 کہ ایران یون سے تھتے مصاف
 بہت یون تو ایران مین پھر پھوڑک
 یل پلین رستم اوسکا پھوڑک
 جبار کے یکبارگی زہن سے
 ہوا سو ہوا پیشتر اسے پد
 کسی حقیقت جو پیش تھنگ

کہی پھر یہ رستم نے بغیر خواب
 تھے سر پہ تاج شاہی رسید
 طرف سے تھا گشتا سب کے ربا
 سوزم و پر خاش مائل ہوا
 قتلون کے جو مارا و مہن سینہ پر
 ہوئے پتھر اوس کا ست روان
 یل نامو زال زر تھا جہان
 تو پھر زال نے روزنہ شہر و ہا
 تھتے پہلوان شاہ ہر کا ب
 گیا سوسے میدان بڑ کارزار
 زمین پر لاسکے سرنگین
 کروں خوار دشمن کو اک انگیز
 مقابل ہوا دوسے کسکی جہاں
 اوسے آجیچے لاون زیر مہن
 مقابل تو مجب ہوا افراسیاب
 یہ سنکر کیا مردان نے بیان
 زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
 ابھی ہانڈھکا پھوڑک لیا فتن
 ربا و مہن مٹا ٹھٹھا مل نامو
 شتابی حضور ہشتہ کی قباد
 ہوا گرم ہنکا سہ کارزار
 ہوا شہد با تھن و رستم کے ہا
 گیا حسد خاطر حضور پوٹنگ
 مجھے رکھیا سان سے لہن
 و لے اسل سے ساساں ک جوان
 زبون دوسے پھر اپنا لشکر تمام
 پکڑ لیا تھا رستم کے
 و لے اب گذشتہ تو مت یاد کر
 تو اک ناما دوسے لکھا نیک

<p>کیا دیکھ دیشہ کو نامہ وان حضور جہاندار ویشہ گیا اگر تو نے خون ارج کیا کیا اوسے پاداش نو دے بس بہت ہمد گر کینہ خواہی ہوئی کہ ہم تم نہیں غیر کچھ نہیں کریں تارہ پیمان و عہد تہا یہ پاسخ لکھا شاہ فریاد نہیں عہد و پیمان پہ تم تہا لگا کئے رستم کے لئے تاجدار یسر کو وہ شاہنشاہ نام جو یہ بولے وہ شاہ قومی جنگ دیا رستم زوال کو گنج و زر بصد ملک توران و نرینا وہ لائے تصرف میں ملک وسیع بصد کامیابی خوش و ظفر ہوئی بیخ خوان شہ کعبہ یہ سو جہاں شہ کو یکبارگی طلب کر کے بولا کہ کاؤس معاون رہو اس کے شام و صبح وہ بولے کہ ہم آخر شہ تار</p>	<p>نوشتن با صلیح پشنگ والی توران کی قیادت سپہدار توران کا نامہ دیا منوچہر نے اس کا بدلایا کالی غرض انجی کی ہوس بہت فوج کی بس تباہی ہوئی برادر میں کی بی ای شہ پار نہ لاش کشی پھر کرین زینہا کہ ہرگز نہیں ہے آغاز کین تھاری نہیں بات کا عتبا نکریں اور شتی زینہا طلب کے محراب زوال کو کہ صلیح بہتر شاہ جنگ سے عنایت کی خلعت پر گھر کو گنا قرون تیرا غر و قار ہو و شہ کو شاہان عالم طبع گیا سوی پارس شہ دادگر فرید کو ہرگز کیا پھر نہ یاد کہ آخر ہوئی اپنی اب ندگی غز و تھارا اثر بھائی ہے کہ نقشہ نہ رہا ہو بار در اطاعت سے پھرین نہ سزینا</p>	<p>سو کیا و شہ خروان یہ اوسین لکھا تھا کہ تہا جو تخل کی تھی اس کو ہرگز نہ پہا کیا فوج توران کو اوسے تباہ نہ کینے کو بس دل میں رہ دیکھے رہینے جدا اپنی اقلیم کے ادھر ہم ادھر تھر رہو طران ولیکن خدائے سدا تھو دی تو ہوں صلح پر باضی البتہ ہم ملایا عدد کو تر خاک و خون کو دیکھو گاہ اوس سے ذرا سپہدار توران کی کشتی ترے جسم کا ایک بھی تار نہ ہو روانہ کیو جا بجا پہسلوان نہ فرمان سے پھر اسرا قیاد کہ اک خلق با خاطر شادمان جہان میں خداوند تاج و کلام اویں ایک دن شاہ فوج تبار رہو تم شہ روز فرمان پذیر سجالاتے فرمان شاہ زمین ہو اسے ملک عدم شہ روان</p>
---	---	--

داستان بلوہ کاؤس بر تخت سلطنت ایران

<p>ہوئے بند جبیدہ کی قیادت لگا کر فراد ووشیں و زوہ کہ آج ہوا ہے بہت خوشگوار کہ ہرگز نہیں اب مجھ میل نیم فریدون و ضحاک و جشید سے یہی میں بحر شورشانی کروں</p>	<p>تو پھر شہ کاؤس فرخ نسا لگا رہے مشغول عیش و طرب سدا فصل گل ہر ہمیشہ بہار ہو ادل طلبگار میدان زم نہیں کم کچھ روز و قوت مجھ ہر اک ملک میں حکمرانی کروں</p>	<p>خداوند ازنگ و خسر ہوا ہو ایک سادہ خاوندان یہ سنک کیا قصد از نیران سبا و اگر ہوں میں آرام گیر مشقت بھی لازم ہو انکو شاک سپہ کینچون اب سکو ماندران</p>
--	--	---



یہ گفتار خاقان آفاق گیر
فریدون و جمشید عالی وقار
باین زور و قوت وہ شہنشاہ
وہ گرساس ستم طوس جوان
ہوئے کدل اس بات پر گریب
پہونچے ہی نہ کہ وہ نامور
یلان سے جہاندار کشور
کہ ہم اور تم چلے شہ کے حضور
کہ تمہا شہنشاہ بادادودین
شہنشاہ نے گفتار لطف و کرم
کیا وہ نہی ہو کر مازندران
کیا زال نے عرض ای تاجور
فریدون جمشید نے پیشتر
کیا تب رخ سوے مازندران
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ

ہوئے شکستہ حیران میر وزیر
سنو پھر شاہنشاہ نامدار
نہ عازم ہو سوے مازندران
وہ گورز اور گیونامی یلان
کیا چاہیے زال کو یان طلب
روانہ ہوا سیستان او دھر
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
کہ میں شاہ کو اس ارادہ دور
نہ کیھا کہین اور سنا کہین
کہین پیش ال ستودہ شہ
یہ شکر کہا شاہ فریدون کہ
یہ شکر خبر میں بھی آیا او دھر
کیا تھا ارادہ کہ جا دین او دھر
خبر تو یہی کہلے شہ خندان
کہ ہم زن ترے بندہ کیچواہ

بظاہر تو بولے کہ ہر بات نیک
کہ میں خوب تھی یاد فرنگی
نہیں تیرے مناسب غرضت
وہان لے گئے تھی یہ طاقت
وہین ال کو کیا نامہ لکھا
یہ شکر تجب ہوا شاہ کو
لے جا کے جب ال سے پہلوان
جب حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جاگیر ہو
وہین رستم کی پہونچی خبر
ارادہ او طرفت و دست
رکھوں تاکہ اس شہم تکجوا
سنا جبکہ تیرے خانہ دیوسار
نہ تخی ہو زور و شہسیر
یہ عرض ای شاہ عالیجناب

وہ جہین کہنے لگے یون ایک
اطاعت میں اونکی تھی دیو پرانی
کہ آتی نہیں کامیابی نظر
کہ شہ کو کہتے باز اس بات
رقم او میں احوال سارا کیا
کہ بے حکم آتا ہے کیون ناچو
یہ اور نہ کیا زال نے تبت بیان
لگا کہ نے تعریف شہ زال زر
ولایت ستان تیری شہسیر ہو
وہ بولا دعا گو ہے شام و بحر
کہ ملک گیر یہ باندھی ہو پت
فراسوج اسے حسد و سرفراز
طالع اور جادو وہاں بیشمار
نہ تھا کہے انسان و تدبیر
ستین یہ ارادہ قرین صواب

یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو خدا ہے مرا یاور و دستگیر تو اے زال اور رستم پہلوان بدستوری آشاہ کشور کشا معاون میں اوسکا رہو نگام	اسے گردانا و فرخندہ تم کروں جا کے دیو و کافران طرف ہمیری یان رہو حکمران جو کچھ عرض کرنا تھا ہتھے کہا مرد کا بریاور میں ہر نگام	فرید و سے افزون ہو میرا طلسم اور افسون کو توڑوں کلام لگا کنے پیر سے وہ نہ کلام مجھے کیے رخصت سوستان عرض شاہ سے پھر سوستان	منوچہر و جم سے نہیں سوستان سیر بد سگالان کو چھوڑوں کلام کہ میں بند سے ہم اور تو بادشاہ کرے حکمرانی کوئی اور یان غرض ہوا پہلوان چھان
---	--	---	---

رفتن کیا کوس برائے نسخہ بازندان و گرفت ارشدن بدست دیوان سہم

یل نامور ایک مسلاو تھا تو پھر زال و رستم کو کچھ خبر گیا لیکے وان لشکر بیشمار جب آئی حد ملک بازندان ہوا سامنے جو بجزم ستیز گلستان جو وہ شہر کچھ کم نفع روانہ کیا ہو کے پھر نا ایک شبابی مدو کر تو اسے ابر من ہوا شاہ سے انکر کیتہ خواہ اگر تار جنگال دیوان ہو سے ہوا اس مکان کی خوش کی نصیب وزیر و دن نے مجھ کو کیا منع تھا جہان قید تھا شہر یار زمین	اسے شاہ کا دس زون کہا معاون سے ہونگے وہ انکر یلان جا نگید جنگی سوار تو پھر وانی سے وہ کچھ پہلوان کو کینچا اسے بس نہ تیغ تیز زن و مرد خوش منظر و خوش کسی دیو کو سوسے دیو سپید وگر نہ نہ جانہ سوبیان ایک ہو کی قتل ایران کی ساری پر آگندہ دل اور جہان ہو تضا اس گلستان کی جانی زمین وے بیٹے اُن کا نانا کہا ایسے شدن کید کاوس درما نہ ند ران و	کہ سونا چھے یناب شنگاہ یہ کہار جہاندار کشورستان بفرمان شاہنشہ نامور زراعت کو کیسے جلاتا گیا گیا تا در شہر غارت کنان ہوا شاہ بازندان قلمو بند کہا یون کران چنان ترنگ ہون یہ شکر شامان ہونا بکار ہو جو گویا اور شاہ کاوس بھی کہا دیوار زنگ نے شاہ سے یہ شکر کہا شاہ نے دیو سے ہوا پھر میں آفرینا آگے خوار انگہبان سے بارہ ہزار زمین	کوئی آگے جو جیسے ہوئے خواہ ردانہ ہوا سوسے بازندان گیا گویا لشکر کو ملے بیشتر سکان خاک میں سب ملا گیا بیت مال و زر ہاتھ آیا ہوا کہ غالب تھی فوج شہر ارجمند گیا شاہ ایران نو مجھ کو یون وہ لایا بیت لشکر دیو سار وہ گو دزد و گتیم اوڑھیں بھی کہ تم خوش ہو سے اس طرف انکر کہ آگے تھا بائیں میں رو سے نہیں چارہ تقدیر سے زہار انگہبان سے بارہ ہزار زمین
--	--	---	---

فرستادن کردار پیش زال لطف سیستان و محاضی یافتن با عانت رستم

وقت ایسری سوستان بیان زال سے باہر اسب کیا تو پائی نہرا سینے آخر کو آہ یہ پیغام میر نے کہی جب خبر سو ہو قید اور ہم مو حرام نہ ہرگز رہی مجھ کو ایسا جنگ علم نے قضا کے یہ فتح بلند	روانہ کیا شہر لال پہلوان طرف میر کا دس کو کچھ کہا ہوئی کشتہ یک دست ساری سپاہ تو دنگیر و وہین ہوا زال گزار میں شب رزم آراہ سے کہ کیسے ہو سے سست بازو لکھی تیرے نام ایل جینہ	کہ پوئی دے تال زار کو خبر اُس وقت میں ایل ملین رہے زندہ باقی جہان جہن یہ رستم سے بوالصدا ہون یہ ہی وقت یاری وادار کا تو بہت کو اب کام و ناشتاب خوشی سے یہ بولایل نا مجھ	سو اوس پہلوان و نہان انکر نہ لایا جو خاطر میں تیر سخن سو میں قیدی غیب ابر من کہ والی ہمارے کاوس ہا کہ حق نے تجھے نہ پازو دیا سو شہر بازندان جانشاب کہ ہی جنگ دیوان ہی آرزو
---	--	---	--

وہ دوری راہ سے خطر کہا نال فراس سے ہی پہلوان گیا دور کی راہ کاؤس تھا بت لہ میں ہیں بے عظیم تھیں یہ بولا خط کو نہیں کروں قتل وان لشکر دیو کو تو ہو کامیاب اسے مل نامور لگی کھٹے در و جدائی سمجھے اب اوکے چھڑانے کو جانا نہیں دستاہ اپنے گوی لیا زینہار	کہ وان میرے جانے تلک ہی پہ کہ ہیں تین تری ہو چنے کو تو اس راہ سے او تھن بنی ہر اک منزل اسکی ہی پر فوج بتا سید حق زہر چرخ برین چھوڑا لاؤں کاؤس و گدو کو سے ہر تھریں تیر فوج و ظفر شائے تو کیا فائدہ ہو تجھے بفعظ و ظفر یاں بھڑا نہیں واستان رفتن رستم براہ پر بلا ہفتخوان	مبادا کہ صنایع کر بن شاد کو نہیں اس میں ملنا کوئی جیا ہار نہیں آدمی کو دے وان نہاد تو پھر سات دھین تو ہو خود دہا طلسم اور جادو ستا نکو خراب دعا رال تے دی کیلیم نہار ہوئی خوب رو دایہ گریکن کزندان میں ہیں زندگان خدا روانہ ہوا رستم پہلوان فقط خشن تھا دروہ شہسوار
--	---	--

برائے رہائی کی کاؤس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول پہلوان

ہوا گام فرسایا بان میں وہا چھو چھو امین پھر خشن کو لگا و سو جنگ مانل ہوا پھر آخر ہوا شیرنگی زبون گما خشن ہی ہو کر چشتناک اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار	سہام ہو چھا نیشاں میں گیا خواب میں وہ مل نا جو ہز بردمان کو مقابل ہوا روان اس کے تن سے ہوا جڑون کہ جھکو اگر شیر کرتا ہلاک تو ہونا مقابل نہ تو زینہار	کیا صید لگ کو کو وان شتاب نمایان ہوا ایک شیر زیان اٹھا شیر کے سر بہار دود ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نہ تو نے کون چلتا سلاح و سلب تو بیدار و بیدار کرنا سمجھے	لگا کر وٹان اوٹو کھٹا کباب طرف خشن کو وہیں آیا وٹان چبا کر کیا او سکودا تو نسہا بست تو حیران نہایت ہوا دیکھ کر بڑا ہی گیا تھانہ تو نے غضب شتابی خیر دار کرنا سمجھے
---	---	---	---

احوال منزل دوم و اجراے ہلاک نمودن اثر و ہا بتا سید ایزد نقالے

ہوا چھو چھو جب جلوہ گر خدا سے تھن نے کی التجا پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام ہوا چھو وہ دنال آہور وان کیا گور کو ترستے پھر شکار گئی جب گدے نصف شب بیدار ہوا خشن گرم خوش و نغان خدا خشن ہی ہو کر لا وٹان کیا خشن نے پھر جو دیکھ اوٹو	تو رستم روانہ ہوا بیشتر کرمیت رکھ تو بند و نہ تھی روا تو یہ سمجھا وہ رستم نشہ کام تو ہو چھا رستم وہ پہلوان اور آتش بھی کی سنگ شکار ہوا اٹھ ہر اک اثر دانا لگمان کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان کہ ماتھی کیا مجھکو بیدار کرین تو جا گا وہیں رستم پیل زور	انظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین نمایان ہوا ایک آہو وٹان کریشک ہی خشنائش کو دکا سپاس خدا وند لایا جبا تناول کیے یس بنا کر کباب کہ شتا و گز وہ درازی میں تھا ہوا و قلوب بیدار پر اثر دیا ایسکے تھن تو پھر سو گیا مے پھر وہیں اثر دیا ہی پلید	ہوا آشتہ پانی سیا یا کہین اگر آیا تھن کے آگے وٹان یہ دیکھ اس کے دل کو پھر آیا قرار اور تر خشن سے اوٹو پانی پیا ہوا یس وہیں گرم آرام و خواب غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا نہان و وہیں زیر زمین لڑ گیا پھر اٹھے میں نکلا وہیں اثر دیا زیر زمین ہو گیا ناپید
---	---	--	---

نہ آیا فطر کچھ چپ و راس جب اگر پھر ہوئی کچھ سے ایسی خطا کیا خواب میں جب بل اچھیند جھڑا سے تھا اثر دیا میسیا	کیا خوشی پر اوں خوشی و شہ لو سترن ہر تیر کو رنگا جدا تو نکلا وہین زد ہا کر بلند او دھر خوش ہوتا تھا ایسے	وہ بولا دوبارہ جگایا مجھے پیادہ سو شہر ماں زندان ہوا پاس رستم کے ستاؤ خوش وہ جب اگیا متصل ناگمان	خوش آیا نہ آرام میرا کچھ نہوان لیکے سون تنع دگر زندان ہوا جانفشانی کو آمادہ خوش ہوا تب فرود شان و جل کمان
پھر بٹنے میں بیدار رستم ہوا ولیکن نہ ہرگز ہوئی کار گزر کراتے میں آیا سو پہلوان برو دیکھا کہ رستم میں ہی وقت تنگ	وہین گرم پیکار رستم ہوا قوی اثر دیا کی درالشت پر وہین کر کے وا اثر دیا زون کیا کام کیا خوشی فی سب رنگ	تہن نے پھر کھینچا ایک تیغ یہ چاہا کہ رستم دگر رہا وہ اثر دیا کہ نہ آتش سے تھا کراٹوں سے پکڑا او سو دو کر	دیر سی مازی وہین یہ تیغ کرتا ہو دو پارہ تن اثر دیا وہ ناچار سو ہو عقب ہٹ گیا پھر اس اثر دیا ہٹے او تھا ہر
تہن نے ایک تیغ ماری وہین	ہوئی خون ہر اسکر ٹلین ٹلین	ہوا کشت جب اثر دیا زون	تو کر لے لگا شکر حق پہلوان

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان وطنی کردن تباید پروردگار جهان

روانہ ہوا دانسے پھر صبح گاہ ہوا جبکہ رستم سکونت گزین بدست خوب تھا او سکے برین لباس پھر احوال رستم نے پوچھا تمام	دراز آئی اس روز در پیش تب آئی وہاں کنان زمین غرض بیٹھی اگر وہ رستم کو پاس لگی کہنے تب یوں بت لافا	شہر ہو چکا وہ ایک چشمہ پر صلحی سے ملے تہن اس کی صفی تہن نے اس کو بغل میں کیا کہ ہو یوں رستم کو حق بت	کہ سبز بھی تھا یوں تانہ نہ تھا حراجی کہ طبع رنجی اور اک جام حراو سو لیکر آیا مجھے وہ خداوند بالا و ست
بیابا بنیں ہو چکے ہر نقل و مو بہان تک وہ خط و ختم ہوا ہوئی وہ بھی مستقر حال جب تہن یہ بت یہ ہوا آشکار	جو کچھ چاہیے بیان سو ہو جو کہ پھر نعمہ سنج آپ رستم ہوا زبان پر وہ لایا وہین کہ ہر ساحرہ یا کوئی دیو سار	ترنم سرا پھر ہوئی نازنین سجنا کر یزدان ہوا کس کار سنا جگہ نام جہان آفرین کیا اس کو وہین اس کی بند	ہوا اسکے رستم مسرت ترین ہوا راز نہاں کچھ آشکار ہوا ترہ رنگ رنج نازنین غضبناک ہو پھر بل اچھیند
یہ بولا کہ تو کون ہو سچ بتا	زبان سارہ ہون یہ تو سنا	تلم تیغ سے کر کے پھر اسکا	کیا خواب میں وہ بل ناہور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جووان سے بوجہ صدمہ رورور وہ طو کہ گیا راہ تاریک کو جڑی ایک چوٹ آنکر یا تو شیر یہاں کا جو حاکم بڑا ہی ذلیل	تو بہنو چا عجب شبت میں شیر مرد شہر ہو چکا یل نا مجھو ہوا وہین بیدار وہ ناہور کہ جسکے مقابل تنورہ شیر	کہ ہوتا تھا خوشید کم جلوہ گر کیا خواب میں وقت شبت پورا لگا کہنے رستم سو وہ شہبان تصرف میں ہر چند فریخ زین	اندھیرا رہے تھا وہاں مشیر بت آیا وہاں دشتبان ناگمان کہ بولا دگر دولا ویر جوان پرند و کتا بھی بان گدا زانین
تو ہو جان سے سیر آیا مگر مجھے تجھ سے آنا ہی رحم جوان طمانچہ بڑا شہد پہ پھر اسقدر	گر نہ زندہ ہو جائے اب موت کہ ضائع کیس تو ہو دی رہا کہ مٹی و دندان پھر سے سرسرا	دگر نہ جواد لا د آسائے گا یہ سنکر تہن نے ہر خوشگامین کیا دشتبان پاس اولاد کو	تو پھر ہا جانی نہیں بائیکا کہ زکات اس کے اوکھا ہو وہین کیا حال سے جا کے واقف او کو

<p>دشمنوں صید اعلیٰ تھا کہین یہ اولاد رستم سو کہنے لگا کہا کہ یوں نام میرا ہو اور پھر اولاد بولا بتا یہ سب کچھ بہنیر سے باز و فضل خدا ترستے تھے سچے اب جہاں کروں کیا خون و دشت نزل راثر وہ جنگ اور ان کی پکڑ تیغ کین اگا قتل کر نہ چپ و راس پھر وہ اولاد دانستے فراری ہوا وہ جاتا تھا گھر اور گھر کو ہو چکا کسی نزدیک والی کند شہر سے ویا ہا نہ اولاد کو ہوئی صبح تابندہ جہاں شکار</p>	<p>یہ شکر سپہ کیلے آیا دین سچے ملک بتا نام ہی تیر کیا قوی زور ہون شل پیل ہر کہ آیا ہی تو کون سی راہ سی سد نزل میں کین نفع ہر بلا تہ تیغ کی دست لشکر کروں نہ ہرگز معا آپ پھر پیشتر سو رستم گرد آئے وہین نہ آیا کوئی پہلوان پاس پھر وہین دشت پیا خوار ہی ہوا غرض نسل رو باہ تھا جگہ لیا کھینچ اولاد کو کر کے بند</p>	<p>اسے دیکھ کر خوش ہو سووار کہ بچے نام مارا انجاوی تو یان دلیر و جاکر نہ ہر دین آب ہو یہ بولا وہین رستم نامور چہارم یہ منزل جو پیشتر ستا جبکہ اولاد نے یہ کلام سواری سے بولا کہ یکبارگی کوئی پہلوان پیشتر تھے سپاہ مخالف گریزان ہوئی کیا پھر نہ آرام رستم نوں ہوا اگر چہ عاجز میل نامدار اوسے بند کروہ پھر شہسوار</p>	<p>مقابل ہوا رستم نامدار یہ گفتار سنکر میل کو جوان سین گریہیں وہ مری نام کو رہ ہفتخوان سحرین آیا دھر تو تو سد رہا یہ اندیش ہا تو لیس اور گئے ہوش اسکی تمام کر حملہ و دراک اب بارگی اوسے پہلے رستم نے کشتہ کیا بیابان میں کیمبر پریشان ہوئی ہوا اوسکے ذبیح و یوں ہوا ولیکن نہ چھوڑا اوسے نہ ہار پھر اک شہمہ کی پاس پکڑا قرار ہوا استراحت کنان ناخو تو بولا یہ اولاد سے نامدار</p>
<p>کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ رستم نے چاہا وہین بیدریغ گروین شہد و زور فرما تیری وہاں تک اگر لچلے تو سب کچھ پذیر کیا اوسے اس بات کو گرفتار ہو اور سہ کو سار رہا وہین اولاد کو پھر کیا وہ بولا کہ نزدیک نزد کان اور اک دشت پر گوش ہر دین سہا پہا ہو تو سنگ و آبن اگر کیہو رہا میر تو اگر وان ملک سہا پہا راہ لاو کے پھر و ان نہی اک شہد ہر دین شکر کہ آتش ہر دین شہا جہا وہ دیو سفید اور جی دیو سب</p>	<p>ہو سے تھو جو زرم کو دیکھتا کہ اولاد کو کھینچے تریر تیغ کر دن رات دن خدمت جا کر تو کشتہ کروین نہ ہر گز یہ ظاہر کیا پھر کاہی ناخو نکھبان ہین دیو باہ ہر وے قول اور عہد و پیمان جہاں قید ہو یا شاہ جہاں کہ سنگ گران سنگ ہی جہاں گذا اوس مکان ہی ہر دین تر تو وان دیکھنا پھر کر زور فلک میل پلین رستم پہلوان ہوا دشت میں شہرہ نور جو لو جہا تو اولاد نو یوں کہا سکونت میں ہین ہاں تر</p>	<p>وہ احوال کر تو فصل بیان لحد عجز اوسے کیا دین بیان لگا کہنے رستم کاؤس شاہ بتائے تو کہ جیسے دیو سفید مکان ایک ہی دوسان کو دیا جبکہ زندان کا آئینہ نشان کہا یوں کہ لای نہائی تو کہ وہی شہر باز نہ انکی ہر راہ سوال کیا ہے پہلوان جہاں یہ گفتار سنکر ہوا خندہ درن کروں پھر میں کس طرح بولا جہاں تک تعلق تھا اولاد کا کہیں نصف شب تلک کوہ پر کہ دروازہ شہر باز نہ دران قر و زندہ ہر دیو نے آگ کی</p>	<p>کہی اوسنی قصہ سب دستان کہ مت قتل کر چکا کوئی پہلوان مقصد جہاں ہی بحال تباہ تو برائے تیری بھی دل کی امید وہاں شاہ کاؤس گردون سکودہ بت اسپر تھن ہوا مہر بان مراعات پنجہ گردون بیشتر کہ ہی دیو زاد و نکی آرا گاہ ہزار دو صدیل شکی ہین وان لگا کہنے اولاد سے پلین ملا تا ہون کو نکو نہ خون و خاک مقابل نہ آئی کوئی وان بلا تھن کو ناگاہ آیا نظر ہی ہو کہ آتش ہو روشن جہاں کہ دستور او کا ہی ہر شب ہی</p>

پہلے ہوا وہ سرت قمرین درخت ایک تھا اس اولاد کو	ہوا دشت میں چھوٹ کرین دیا باندہ اور سور ہا نا جو	کہا تو ہر شہر نزدیک تر بہم گر چہ تھا حد اور قلاط	رحمان یا گن ہو دیکھ وقت سحر وے راہ میں شرط تھی تھیاد
---	---	---	---

بیان احوال پر ختم نسل ششم راہ ہفت خوان

دوم صبح اولاد کو ساتھ لے پہ اولاد دلو لاکہ سے نامور	روانہ ہوا رستم اس وقت پہ نسل پر خوف و بیم و خطر	وے تھی کندہ کی گردنیں بند گھمبان بن از رنگہ بیدار تو	وہ ہر ہر تھا پیش بل اجنب بنین جیسے اس لکھو تاب جنگ
نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیس تھن کے مار کے کر تین دوست	جہان دیوار رنگ تھا وہاں کہ تا پہلوان کو کر دو ہیں بیت	دلیرانہ جا کر کیا جب غریب تھن نے باقہ اس کے کہ تفسیر	تو خیمے سے نکلا وہ از رنگ دیو پکارا دوسرے ہاتھ سے ہٹا سر
اد سے خاک پر چھ نکلند دکیا بہرے چھ گریندہ سب دیوارو	بہر دیو ناپاک کندہ کیس ہوا واک رستم روانہ دشت	جہان اور دیو دنگی تھی جن سکودہ جس وقت رکھا قدم	دیا پھینک واک سلاہرین وہاں تو قوف کیا ایک دم
مطلوبہ ہوا پھس بل اجنب گزن زینچر کا دوسس تھا	غرض کر کے موراہ پست و بلند بنگیا سلطان ہوا اگر دسے	جہان شاہ ایران گرفتار تھا شہنشاہ نے پوچھا ہوا احوال	وہاں ساتھ اولاد کے وہ کی تو رستم نے تھک کر پیش شاہ
لیا گھر رستم کو بس آن کر وہ لاکہ سینے لٹھ نسل خندہ	تھن نے اس دم ارادہ کیا وے پہلوان کو تھا کچھ خطر	کہ یکدست تو زور وہ بند گران جو سردار تھا قوم کا بند دیو	مقابل ہوا وہاں کر کے غریب کہ دیو و لکھو جھجھون ہوا نندہ
حرس ہاتھ کر مرگ دیو سپید اطاعت مری کر تو ب اختیار	کیا تین سے از رنگہ جیاد میں آیا بھی دین کر کے مید	خدا نے دیا اس قدر چھوڑا کہ دن قتل اس دیو ناپاک کو	نہ جان اپنی دے چھو تو زجر تو سرترا اور تھی بران ہولنا
ہوا دیو فرمان بر اسکا وہاں گرفتار تھے جتنے ایرانیان	کہ چاش بہتر تھیں زینمار کہ چاش ہوئی بیت جگہ گین	کہا اور دیوان ناپاک کو لگا کئے رستم سے پھر ہرین	کہ مت آور پیش بل نا جو کہ دیو سپید اسے بل پلین
ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیر و دان بیابان میں تھا دقت شبہ ہر	تو فرما بھری ہم کرین یہاں وہ اولاد اور دیو تھا راہر	تھن روان اس کا کسی ہوا پڑا ایک لشکر نفور سے	اوداک دیو ساتھ اس کے ڈاکو کا فرون ملے سے تھا اور تھکے
یہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا کہ نکلے ہر جب جرح پر آفتاب	کہ یہ فوج کسکی ہی محکو بتا ہر اک دیو ہوتا ہی چھ کر غم	وہ بولا کہ ہر فوج دیو سپید کہ اس وقت کو اس کو کھنہ خواہ	سنایا سدا اسکے اور اک نوید تو پھر ہر فوج لفظ فضل اکہ
ہو کی بات اولاد کی دلپذیر سو جبکہ خورشید تابان ہوا	میل پلین شب تابان ہوا لگا قتل کرنے اٹھیں بیدار	جہان لشکر دیو تھا وان گیا ہوے پھر خیمہ دار یکدست دیو	ہوا رات کو رستم آرام گیر کوئی خواب میں کوئی بیدار تھا
تھن کرے وہاں کیس تیغ چپ راست تھا تیغ زن پہلوان	ہوا یا قتل ہو کشتہ وان سو خانہ مورا جا دیو سپید	ہر جیت زینہ زتاب ستیز ہر از جاد وان تھا وہ کھنہ	گیا گرد رستم بھی کر کے غریب تو وان دیو کوئی راہ گزیر
پھر آیا وہ بل بادل پر امید وہی دیو سپر سہا رہنما	میل پلین کو وہاں لیکیا کوئی غارت مار یک تر تھا وہاں	دیو سپید لیکن تھا جہان دیو سپید لیکن تھا جہان	نکھ نام کو رستمی کا نشان دیو سپید لیکن تھا جہان



شکل غار سے وہ مقابل ہوا
 دلیری سے پھر لیکے نام خدا
 جب میں لیا اپنی رستم کو داب
 اوہ یوں کہ تھا بل کا جھو
 غرض ہر گز غم کشتی ہوئی
 زمین پر یکایک پڑی جو تفسر
 لڑکھایا پکڑ کر کمر دیو کو
 لنگہ کی جو رستم نے پھر سو غار
 کہ با جان دیو سپید عین
 یہ کہہ کر کہا پھر کما سے نامدار
 پھر لاد کر وہ جگر دیو کا
 دیا اثر وہ فتح جب شاہ کو

سو رستم گرد و ماہل ہوا
 کیا زخم فتم شیر اس پر رہا
 لگا زور کر نے وہ خانہ خواب
 کہ اب دیکھیے جائیزی کیونکر ہو
 اوہ صراور اوہ دوسرے ڈرتی ہوئی
 تو دیکھی زمین خوشی رستم تر
 دیا پھر ٹپک خاک پر دیو کو
 لنگہ بہت پاکے دانی یوسا
 ہر اک کی تھی وہ پستہ جان عزیز
 کچھ انعام کا ہو نہیں امیدوار
 یل سلتن نے حوالے کیا
 تو شادان ہوا خضر و نا ججو

آسے دیکھ رستم ہوا تو خاک
 ہوئی خستہ اس زخم سیرانی ہو
 جو ان نے بھی اس دم کیا خوب
 کہے تھا اوہ دوسرے میں یوسید
 ہم ہو کے عاجز ہو پھر جدا
 یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
 کیا وہ میں نہیں سے اس کو پاک
 یہ پوچھا اچھین قتل کئے کیا
 ہوا کشتہ وہ جب تو سب مر گئے
 تہن بیو لا تجھے اسے جو ان
 تہن وہ پائے پھر اشاد شاہ
 لگا کہنے پھر شاہ با داد وین

پند کیا سو سے نروان پاک
 ولے دوڑ کر اسے کر کے غریو
 دلیرانہ باجم ہوا خوب زور
 کہ یوں جان آج میں نا امید
 جدا گئے کیم تو قف کیا
 ہوا دل قوی رستم گرد کا
 نکالا جگر دل کیا اس کا چاک
 جواب اس کو اولاد نے دیا
 جہنم میں ساتھ اس کے کیسے گئے
 کردن حاکم شہر مازندران
 گیا پیش کاؤس فرخ نہاد
 کہ اسے مر جا آفرین آفرین

دستان برتشتن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ شش شاہ جادوان

<p>ہوا اوسیدہ کا دوس کے جلوہ گر مگر بے جان بندگان باادب صیحا ہوا ساز و برگ و نشا گیا شاہ کے ایک نامہ دران کما یون کہ لکھدیجے ہسکا جواب قوی روز سے فل شیر نہ بیان جہا نہیں تھا قوت کا تھکے غلو لو حاضر ہو یان اس کے ایشاب وگر نہ ہو دشوار پھر جانبری تھکے شستہ تو یان ہو کیا ضرر ہزاروں ہین پاس سیر شہا بس اک دم میں نسخہ ایران غینت سمجھ سکواب بیگان تو جیتا پنجوڑو کا پھر زینار کیا پیش کا دوس میکس بیان کہ تا چار نہیں دان خستہ دار پھر اس سے رقم دو میں نام کیا تھکے پھر خبردار کرتے ہیں ہم ترا ملک تجھ پر ہے برقرار روان بت ہوا رستم نامور فرستادہ اور ایک باکیہ و فر عجیبان و شوکت کا جو وہ جوان اوکھا ناوہان اک تناور شجر یہ دیکھا تو حیرتیں پھر سب گئے ہوا خندہ زن رستم صر فراز ہوا عرو زو رآد و موہن پست یہ سمجھا کہ رستم ہی ہر جوان دل اوچے کو اس کے لشکر کہ اک دیکھوں ترائیں تو زو و قرا</p>	<p>وہ لایا وہان ایک ونگ زور ہوئے ایسا دھچکا سب سرو ہوئی محفل انفساط سوی شاہ مازندران بوازرا و یا شاہ مازندران کوشتا روان کے ہوا ایران کیا ہیا وہ دیو سید اور ونگ دیو کماں کے تھکے نرم کی اس تبا ترسے یقین بہتر تو فرمانبری کر دیو سفید اور از رنگ اگر سوا ان کے ہین پاس سیر شہا ارادہ کروں گزرتہ نہ رہا کی تری ہو کی ناگمان کر ونگا تھکے قید گرا کی بار سناد اور دیکھا تھا جو کچھ ہان مجھے نامہ لکھدیجے ابکی بار تھکن کی تعریف کرتے لگا ہین تیرو لشکر سے شہر پریم اگر آکے حاضر ہو یان ایک بار ہوئی صر کا دوس جب نامہ پر کہ آیا ہر پھر اسے شہ نامور قوی ہیکل اک ہسبہ زراران یل یلین تھے او یقین دیکھا بہت گردا کے تلے و سبگے کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز جدا ہو گئیں اسکی رگما ہست شہر کے یہ شاہ مازندران کہ تو بھی اوسے زخمی خستہ کہ نہ مجھے ہم پنجہ ہوا بھوان</p>	<p>ہوا وہ مصلح شہ ذوالکرام وہ گر گین و ہرام اور خیل دیو سکر سی زور تھا جلوہ کنان رہی روز و شب باکل عیش سب غرض نامہ شاہ وہ لیک گیا لکھا تھا کاک گرد زور آزا ہنر برا فکری ہر سنا اسکا کام تو وہ دونوں کشتہ ہو نیک تھکے خوار شس خیمہ و کچا کر شہ جاد و آئن یہ پاسخ و یا قوی باز و کینہ و رتہ نحو یہاں ہین ہزاروں یانامو کہ زندان میں تھکے زندہ رکھا نہ ہرگز حس ساتھ ہو کر گین پھر آیا حضور شہ ذوالکرام لگا کتنے تب رستم نا جھ ہوا اندر سے غم کے آزاد شاہ ہماری اطاعت سے اب تھکے کہ پناش زینار بہتر ہین رہے پھر نہ تو او نہ مازندران کیا جا کے یون مردان بیان رکھے ہو وہ پاس آیتغ کند روانہ کیے گرد زور آزا جو نزد یک پہنچا تو چھوڑا او کہ دکھا دین کچھ روز اپنا جی کہ ہم پنجہ کا دست رنجیک کہ میں گر پڑا سپت خاک بر اسے شاہ مازندران کما لگا کتنے یون رستم گرد کو</p>	<p>ہو سرور دیو کو نکا تھا سب نام وہ کو زور و رستم اور طوس کیو یل نامور رستم پہلو ان رہا سات دن تک یہ جشن طرب فرستادہ کا نام فرستاد تھا شہ جاد و آئن پڑھا کر کے وا دیو جو اغور رستم سے نام تھکے ساتھ رستم کے جگہ جنگ ہین ملک پنا حوالے تو کر یہ مضمون پڑھا جب تو ہو کر خفا ہزاروں ہین یان دیو بیکار جو تو نازان لکھتے اک رستم گرد تھے ساتھ شینہ بڑا کیا کین تو جا پڑے سوسے ایران زمین فرستادہ لیکر جواب پیام پڑا فکریہ شاہ فرخندہ نحو یہ سکر ہوا خرم و شاد شاہ کما یون کہ ہو وہ گوی تو چھوڑ سمجھ کر تو ہر مائل میش ہین وگر نہ تھکے خوب پوچھے زبان حضور سپہدار مازندران قد و جسم ہر مثل پیل بلند شہ جاد و ان تھے وہین پیشوا اسے دیکے جولان طح نیز کے اشار و نہیں کتنے گے یون ہم تھکن نے کیا خوب پنجہ کی وہ بیاب دیو جو وہا اس قدر کلا ہوا راک گرد پر زور و حسا کلا ہوا یا غضبناک ہو</p>
--	--	--	---

مقابل دیون پسر تنهن هوا منصور خست او ندر آید و ه مرد گماید که بهتر بنین کارزار ایا پسر طلب رستم گرد کو پیشکر دیار آست یا شیخ و پین آهنن یہ لولا که سلیخه جواب بار تو بود بلکه نسبه مان پذیر تو با پرند ابله از سے دهر قدم نه بر بلو دسے اپنا دیویم و تخت	کلا پور سے پیچہ آملن هوا یرا گندہ خاطر گر قنار درو ره آشتی کر تو اب اختیار گیجا حبیب حضور آسکے وہ ناجو کہ بستم کا ہون چاکر کتر دین لکھا یا شیخ نامہ رستے شتاب کہ قائم رہے ملک تاج و سر نہ چھرا پتی جان بربر وار کد شرم روانہ ہوا کیلک دشوار و سخت کہ کیجے اب آراستہ ساز جنگ	آستے بھی کیا ایک دو تین بون دکایا آستے دست آویختہ کلا پور نے حبیب کیا یہ بیان لگا کتنے پھر شاہ مازندران یکمکر وہ نامہ حوالے کیا کہ یان شکستے ہو دعویٰ ہمیں بزرگون نے تیری بچا پاکھو تنهن نے دیون وقت جوت کہا حضور شمشاہ کاوس حبیب روان ہو چے شوق بند	ایا اسکے سر پہ کوفی فلان کرگ اور ناعن تنہا سپ پختہ ہوا پو غیب شاہ مازندران کہ تو جو مگر رستم پہلوان وہ پڑھکر ہوا پھر نہایت خفا نہو چسے ہو یا سے فرما ہری کہ تاسو مازندران لاویند کہ کاوس کی کرا طاعت شہما وہ آیا تو بلو لار بہ کو خطر پہ
--	--	---	--

جنگ کاوس شاہ دالی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و طغر یاشان



<p>اور ہر سے جہاندار کشورستان گوئی دیو جو تھا و جان سید رنگ شہ جادوان کے کہا قہج کو ہوا بوق اور کوس کا یہ خر و ش دولشکر ہم حملہ آور ہوئے ہوا اور ہر شہم درخت بندہ جب وہیں غیب سے پھر یہ آئی سدا کہا حملہ آور ہو ساری سپاہ کھڑے آگے آگے تھے پہلان ست رہا ہاتھ سے گزرا جس دم ہوا یل بیلین لیکے اُس تیرے کو جو دیکھا وہ کوہ گران سدا ہر سے ساتھ جب لیکے گزرا گران کاس رخ سے ہوئے غرق خون لگا کئے پھر بادشاہ جہان نگے زور کرنے ولکین وہ کوہ پس پشت تھے وہ دیران تمام غرض لکے رکھا وہ کوہ گران مکھل سے شہ جادوان سنگ سے یہ آواز سنکر شہ جادوان وہیں کھینچ کر پھر ہمت نہ تیغ گریزان ہوئے مردم وادہ من شہ جادوان کا جو تھوخت گاہ بہت ہاتھ آیا ویاں مال و گنج جب اس قہج سے شہا ہشتاد کثیر غلامان و زرین لباس پھر اولاد کو باشت ملو و طلب بہت آستہ کی خدمت و جاگزی شہنشاہ نے غم و شاد ہو</p>	<p>اصف ارا جو جو حکم جہان بین لگا جگہ ایک زخم لوک سنان ہوا اگر مہنگا گشت و طون ہوا گھر ہو کر خبر از زمین بشقیہ مگر دستان و خدنگ کہ یارب مرے ہم قرین ہو ظفر یہ سنکر شہا ہ فرج نہا و تھیں سو شہا ہ مازندران کشا وہ ہوئی راہ جب سپہر وہیں کیونیزہ وہاں لیگیا وہ قوت تھی جادو کی ہنگام ہو چکر وہاں شہا کا دین کو تو سینے کیا خرم نیزہ رہا ولکین یہ حاکم ہوا ایک کوہ اوٹھا لاوین اس کوہ کو تو پھر آخر کو وہ رستم ہلاوان خوفی سے مہر رستم نامدار خروشان ہو چون شیر زنگ وگرہا بھی لیکے تیغ و تر لگا کئے کچھ سین لاونہ پاک جو شہہ ہوا شہا ہ مازندران بغیر زری و فتح شہا ہ جہان ہوئے مردم شہر و دیوان تمام سپاس عنایات و لطف خدا دربے بہا خلعت پر گھر تھیں کو دیکر کیا سرسرا کیا عرض رستم نے اسی بادشاہ حکومت یہاں کی اسے دیکھے کیا حکم شہر مازندران</p>	<p>اور ہر سے سپہدار مازندران ہوا آگے رستم سے جیسا جنگ کہ یکبارگی ایک کو حملہ کرو کہ کیمبر پریشان ہوا پھر ہوش نزارون تن کن ہوش ہو یہ مانگی دعا شہا ہ اراک بت کہ ہو فتح تیری بفضل خدا کہ وضع مازندران کو تباہ کیا گزرتے گئے ہر اک کو تباہ طلبکار نیزہ وہ رستم ہوا شہ جادوان سے ہوا زنجو تو حیران رہا رستم کینہ خواہ ہوا زرم جو شہا ہ مازندران ہوا شہا ہ مازندران سنگون کہ بھینے ہن ایران زور کو ہلا بھی نہ آوئے ہو جس ستوہ خوش و خرم و آفرین خوان تمام کہ شہنشاہ نامور تھا جہان رہا ملی ہنیں اب تری جنگ سے جو کھلا تو کا دس شہا ہ جہان کیا پارہ پارہ اُسے بید ریغ پریشان ہوئے نہ پرچم کن ہوا جلوہ گاہ شہر دین پناہ ہوا در یک دست پھر سے رنج سختش وجود مائل ہوا بصد بہت و شفقت بیقیاس حضور جہاندار کے طلب یہ حاکم غرت و برتری دروے عنایات اولاد کو</p>
---	---	---

کہ ستم اور طوس عالی و قمار	وہ گوہر زار و گریو چلی سوار	یہ جتنے تھے کردان جنگل نما	از ہولک اور ملک و عنایت کی
----------------------------	-----------------------------	----------------------------	----------------------------

داستان لشکر کشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہر میت خور دن شاہ ہاماوران و دادن ختر خود کیکاؤس را

تجایا قبال و تیر و سبخت	جو مازندران کو لیا تاج و تخت	تو سپہ سواران بفتح و ظفر	روانہ ہوا خبر و نامور
ہوئی ایک عالم یہ آگہی	کہ باشکوت و فرشا نشینی	خیلو جہانگیر کاؤس کے	بلند اقتدار و زبردست ہجو
لیا جسے تسخیر مازندران	سہاخیل دیوان پران بکمران	ہوئے سرکشان شکیانہ نشینہ	مبادا کہ ناگاہ ہوئے گزند
ہست بادشاہان گون و لڑ	ہوئے گام فرسائے لار و دنیا	ہر گز نہ و گوہر و طوق تاج	حضور اسکے بھیجا بر ستم خراج
اظهارت یہ جسے نہ پاندھی مگر	تو اسکی ولایت کو پہنچا خضر	بہت بکھراں شہنشاہ سیدی کو	مکان ملک توران کے اکثر لیے
یہ لیکن ہوا شاہ ہاماوران	مطیع شہنشاہ کشوستان	تہامان ہوئی اس جیہ کشی	تو کی شاد نے اسپہ لشکر کشی
کیا استفادہ پلوٹون نے جنگ	کہ ہرگز نہ با چہرہ نہ بار جنگ	وہ رکھتا تھا اک خست و پایہ	حضور بر قد و گلرخ و لالہ قوام
جہاندار اسکا ہوا خواستگار	نہ انکار اسے کیا ز بہار	بندہ عاقبت با ہم بر ستم شہان	ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان
سلا ملک ہاماوران پر قرار	مرامات کی اور بھی پیشا رہ	پیام سپہدار ہاماوران	یہ آیا حضور شہنشاہ خروان
کہ تشریف اب قلعہ میں لایئے	یہاں تک قدم نہ بچہ فرمایئے	قبول اب مری میہانی کرو	مرے حال پر مہربانی کرو
کیا شہ کے اقبال اس بات کو	ولیکن وہ دلدل از فخر و خور	یہ بولی کہ اسے خسر و نامدار	مرے باپ کا کچھ نہیں ہتیار
وہ بخت ظالم سپہ کا رہے	یہاں ہی دفنا یا ز و مکار ہجو	نہ جاؤ غرض قلعے کے درین	کہ ہرگز نہیں خوب جانا و بنا

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس او گرفتار نمودن لش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جاکے مہمان شد کامکار	گئے ساتھ اسکے کئی نامدار	وہاں سات دن مطلق انوار	نہ و سواسلی اندیشہ ہرگز گیا
تمنا سے سالار ہاماوران	برائی کہ آیا وہ شاہ مہمان	شب و روز خدمت میں حاضر	جو کچھ شہزاد خدمت تھی لایا بجا
گھوٹن کیا کہ خدمت سے خوشدلیا	شہنشاہ کو حیلے سے غافل کیا	کیا قید چہر شاہ کاؤس کو	کیا بندہ گود زار اور طوس کو
ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ	تو را ہی ہوئی سواران سپاہ	یہ سنکر سپہدار اور آسیاب	سپہ لیکے توران پہنچا شتاب
تصرف کیا آکے ایران میں	کیا ملک تسخیر اک آن میں	بزرگان ایران نے پھر نہ ہوا	اطاعت کی ترک کی اختیار
گئے زابستان میں رستم کو پایا	شکستہ دل و پر غم و بے حواس	کیا جاکے احوال سارایان	کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلوان
سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا	تو یوں شاہ ہاماوران کو لکھا	سنا ہوگا احوال مازندران	کہ نیر وے باز و سحر میر دہان
ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک	سے دیو سرکش تہ خون خاک	تھیں ہی یہ لازم کہ کاؤس کو	باغرا ز و اکرام یان بھیج د
	گزر نہ سوا مان را بستان	پنچوڑ نیگے ہاماوران کا نشان	

جواب نامہ نوشتن شاہ باوران پرستم و روانہ شدن رستم بہا مودران و جنگ کردن و قتل یاب شدن کی کاوس شاہ

لکھا اسنے پاسخ کہ کاوس کی پڑھا جبکہ نامہ کا اپنے جواب مخالفت نے پھر جمع لشکر کینہ کیا پہلوان نے مبارز طلب ہوا شاہ باوران پرغضب سر اسیر و بین گریزان ہوئے جو دیکھا کہ سیدل ہوساری سپاہ سوارک سرور مصرع تہمتن نے پھر سپہ ظالی کینہ سپہ لکے پھر حملہ آور ہوا تباہ و پرانگہ ہلشکر ہوا تہمتن سے پھر شاہ باوران جہاندار کاوس باکروفسہ روان سوے ایران ہوا شاہ	نہایت ہر دشوار اب خلعی تو پھر زابلستان جو تہمتن آئے شہ مصر و بربر کو یاد رکھا کوچی چاہے جس کا مقابل ہو کئے پہلوانان بھی ناچار بلان ہر سہ کشور ہران ہوئے تو غیرت سے پھر مصر و بربر شاہ کیا گزر رستم نے جدم ہوا ہوا انقض وہ گرفتار بند ششبان سو فوج بربر ہوا گرفتار پھر شاہ بربر ہوا ہوا آذر و منداسن و امان ہوا تخت شاہی پہ تیج لوگو مراجعت فرمودن کی کاوس شاہ	اگر تو بھی آویجا میدان مین روانہ ہوا سوے باوران غرض پاسپاہ گران پھر شاہ ہوا دل مین ہرک کے بد نظر کیا قصد رستم نے پیکار کا پھر آبان میدان مین ک سوار کئے سائے پہلوان کے دلیر بچا کردہ ضرب انکی بھاگ پڑے ششابی سے گزریں اسکو چھو گریزان سواران بربر ہوئے نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر ہوئی شاہ کاوس کی خلعی سپاہ سہ کشور بعد آرزو مراجعت فرمودن کی کاوس شاہ	تو ہو گا گرفتار اک آن مین پل پلتن لکے فوج گران تہمتن سے اگر ہوئے کینہ خواہ کیا ندم سے انکی سبب حذر و لے جبکہ رستم نے حملہ کیا مقابل نکوئی ہوا ازینہ ان مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر و لے سخت بد سے تھا چار اینہ اسے حردمان کے حوالے کیا نہ یک لکھ دان ندم آور ہوئے چل نامہ اراں ہوئے شکر چھٹے قید سے طوس گودرز بھی ہوئی ہر کاب شہ نامہ زیادہ تہمتن شش لاکھ سے بچا
---	--	---	--

بسمت ایران و جنگ آمدن افرا سیاب دالی توران و نہر حیت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب سہدار توران نے پھر لون کما کردن صاحبہ تاج و افسر آئے پھر آبا سو رستم افرا سیاب تو سالار توران ہر سان ہوا جو گشتہ تورانیان یان تلک ہوا ملک ایران مین پھر نہر حیت ملکان پاکے نادر بزرگ تلک سوا اسنے ہر جا تھے شیش لک لیکن یہ تنگ آگئے تھے تمام	سپہ لکے ہو پنجاب افرا سیاب کولے پہلوانان جنگ آزا سوار اسکے دون اپنی دھڑا لیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب سر سیمہ دان سے گزریں ہوا اگر ششون پشے ہو تا تلک ہوئے سر کشان جہان بپست نیکے بہت کوم البز رنگ جہاندار کاوس کے حکم سے وہ ناچار اس فکر مین غور	صف جنگ راستہ مان ہوئی پہر لاکے رستم کو گرفتاری یہ شکر کئی مرد کیدان مین پل پلتن لکے گزر گران دلیر و تہمتن پھر پیکار تیج کین کیا سو توران پھر فراسیاب ہوئے شہ کے حکوم دیو و بری گردان آن مکافو کی تعریف کیا غرض دیو فرامیش باشاہ گردشہ کو سیطرح کئے ہلاک	جہان مین قیامت نمایان ہوئی کرتے قتل یا آنکہ وقت نبرد کئے اور ہوئے کشتہ آگ نین ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان ہزاروں کیے قتل ترکان مین ہوا شاہ کاوس کے قہقہاب کئے کرتے چون بندگان چاکری کہ تھا ہر مکان دُرویا قوت کا سر انجام کرتے تھے شام و گاہ جہان مین رہیں تاکہ خوف و باک
---	---	--	---

پھر ایلین سے شکستہ فریم دیو وے چھوڑ کر راز فلک اگر تو ہو عازم سو سے آسمان یہ کہنے لگا اس سے پھر تاجور وہ بولا کہ تدبیر اسکی کروں	کیا میں زمین میں گدیان تین تھکوں معلوم کہ اب ملک تو ظاہر ہو یکہ دست راز زمان کہ تو لیچکے گانجے سپین پر	کیا عرض اسے بادشاہ جهان کو کب کی گردش کا بنیہار سنی بات جب دیو گدہ کی تو میں تھکوں انعام دون شمار
--	---	--

رفیق کاؤس شاہ سیر

آسمان وقت دن بدشت چین و آوردن سواران در ایران

کیا پیش ایلین فریم دیو وسل اسکی تدبیر فرما سیے کیا پھر حضور شہ نادر اوچین ساتھ مردم کے غور کیا عقارب کو پاندہ سار تخت سے مگر قصد یہ تھا سر آسمان یہا تک اوچین زور پر وار تھا گرا بدشت چین میں وہ تاجدار چل رہی تھیں دشت سہرا بشارت ہوئی خواب میں رات کو کسی آگے دیو دن کے پھر نہیں نہا جلوہ گر شاہ جب تخت پر ستم جو کہ ہر بار اسے بادشاہ بننا خوب کیا تجھے کار زمین انکا اندر کرنے وہ شاہ جهان سہ تاجداران تھا گدیان دیو وہ رہے ہیں اب جو ہوتا اگر اکی یہ شاہ شہلافتی پشہا	کہ گرد و پندہ کس طرح لچا کیے عقارب اسے چنگی و شکوہ کئی روز پھر او نکو فاقہ دیا کہا پھر یہ شاہ قوی تخت سے کہ ہو زرم آور بہ تیر مکان ہوئے امج گئے آبر وے ہوا گرد آسکو ہو چکا کچھ نیہار پاکندہ و دل بستہ سہرا کہ رکھ جمیع خاواڑوں کے نامجو کہ جو بدشت چین میں وہ دیو تو گو دزد و دہانت فلان آکر تو دیتا ہر بدخواد کو تخت گاہ کیا پھر بدقتہ ہر زمین کیا شغل راہ و دہش بوجہ پستار تھے اسے انسان دیو تو بھر پیش آئیں شہ نامور سہ اس و زانین تیر کجا	بنائی میں اسے تدبیر کیا لکھایا اوچین گوشت شام جو رکھی ران ہر لکے اک نیرے پر کہ اب بیٹھے آپ اس تخت پر اٹھے تخت کو لیکے چار و پنج نہ ہرگز بھی تاپ پرواز سہرا کہ کپڑے ہوئے تھا قوی تخت دشمنی روز روتا تھا وہ زار وزیر و بی القصد کی جستجو روانہ ہوئے تب ران سپاہ ملالت بہت کی کہ افسوس ہوا ہوا لوگ ہزار خوری سہرا یہ سنا شنشہ پشیمان ہوا کیا بسکہ عدل و کریم و شام چہا چین کوئی شاہ گیتی نہا کہ باندہ مقاصد و دان بندہ سند قلم کی میں پھرین غیا
---	---	--

دستان قور شہراپ از ریلون همیشه دخت والی سمنگاز

کھیزا یکن جمل نامدار کہی ممتہ سے آگے ناگمان	کیا دشت چین سے تیر آشکار سواران ترک نہ دیار و ان	کیا پھر ہر گور کے کھا کیا ب تو اترے جو چیش والی کشد
--	---	--

<p>رہائی ہوئی پر نہ میدان میں نہ کھیا کھینٹ میں نہ شش کو کہ آیا یہاں رستم نامور خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ سراغِ اس کا مجھ کو پہنچا یہاں نہ تندی کو اب کام فرمائیے سحر آگے پاس آجائے لگا شراب مصفا و قتل و کیا اب پر پتھر ہر گز نہ ہو شہید خد لگی گھنٹے بلیوں بت لالہ فام رہوں جو پری مردانِ شان خدا کیا عہد بیٹے کہ ہاں کہ لائیں ترے خوش کو اب یہاں کروں تا حقیقت مفصل بیان کر کیا نہ انکار اس بات سے تمہیں فر بھیجا یہ پیغام تب ہوئی حاملہ وہ بت و ستان اگر تجھے سووے تو لکھ پیر کہ ہو پاس جسکے بفضلِ خدا سوار او سپہ ہر گز نہ پھر دیا تو پیدا ہوا نازنین سے پس رخِ خوب و رنگ گل و لالہ تھا لگے دھڑلے مردانِ شمشیر زن کہ دختر تولد ہوئی یا پس لگا کہنے وہ کو وک دل فروز یہ سکر یہ پھر نہ یوں کہ کوئی زمینار او سے ہمسر نہیں تو پھر یوں لگا کہنے وہ پلتر نہ لانا یہ زنا دل میں خیال</p>	<p>کیے چند کس کشتہ اک آہن ہوا جبکہ مبدار وہ نامجو جو شاہِ سمنگان کو پہنچی خبر تھے ہم میں فرمانبر و نیک خوا مرضش لائے تھے مردان وہ بولا کہ اتنا نہ گھبراہے رکھو جمع خاطر کہ خوش آگیا میا کیا شہ فی جنگِ رباب سمنبر گلِ اندام و شمشاد یہ پوچھا کہ تو کون کیا ہم نام مرا نام تمہینہ ہے ای جوان ہوئی والہ سکر تری غم بیان کے تھے تعین بیٹے یہ مردان یہ سکر تھے پاس آئی دوا وہ چاہے ہی مجھے زیادہ مجھے سحر مبد شاہ کو کر طلب ہوا اس کے محبوبِ بکشب جوان کہا یوں کہ لے دلبر سیبر بیان کیجیے کیا اثر مہرے کا طلبِ خش اپنا کیا بعد ازاں غرض نو مہینے گئے جب گذر وہ کیا بہ نظرِ غمین کیا لکھا ہوا جبکہ وہ سالہ وہ پلتر طلب کی تھی یہ نازنین ہر خبر غرض آگے تمہینہ سے ایک در کون کیا میں انکو تباہ نہیں کیا دلبران گردان کے زمین سنا جبکہ سہرا بے تے یہ سخن وہ بولی کہ امی پور فرزندہ</p>	<p>تو اوسے لکھ اور دندان سے کیا جنت اک بار کس سے اوسے پیادہ بسوی سمنگان گیا تہمت سے جا کر یہ اوسے کہا یہ رستم نے تندگی سے باغ دیا کہ آفت یہاں کوئی برپا ہو لبر کچھ بے پیش و طب سمنگان کے سلطان کا ہوا نمایاں ہوئی اک بستان تو حیران رہا رستم نامجو پر پتھر وہاں پیکر ہون میں قرار و صبور سی ہو بگاہ ہوں منا دل تھی یہ صبح و مسا کہ وارد ہوا اس مکان میں اب مے باپے میری دستِ کر ہوا خوش بہت رستم ہیلوان تہمت کو دمی شہِ دختر و غمین سورتم فراس کو حوالے کیا اگر ہوئے دختر تو کیسے باہر وہ ہو مثلِ سام و زریاں لبر بہت و سکی خاطر پریشان ہو رکھا شاہ فی اوسکا سہرا لگا پھر نے میدان میں لیل کو سہ قوت کیجیے تھے اور لیل لکھا تھا کہ پیدا ہوئی وختِ با کہ تیرے چہر کا بھلا کیا ہو نام بل پلتر گرد کشورستان منا گوی سام زریاں زال کہ پہنچا و میری دونوں فکری خبر</p>	<p>گئے جبکہ زریاں شش کے پر پتھر کیے ترک ورنے اوسے وہ لیتا ہوا پھر سراغِ اس کا تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا ادھر اب تیرے رنجہ کیونکر گیا جہاں ہو وہاں تو لائش کو کرم کیجیے میرے ایوان پر اب یہ گفتار سکر وہ شادان ہوا پس پردہ و ان ات کو ناگاہ جو دیکھی وہ دلدارا تہمتہ رو کہ شاہ سمنگان کی دختر تھیں دلے تیری دست دیوانہ ہوں کیسکی ننون خفت تیر سوا بجالاتی میں شکر الطافِ ب غرض جبکہ خورشید ہو جاوہر یہ لکھ رہ خفت ہوئی لوشا تو لاکر بجا شہِ آئین و دین کوئی مہرہ سام و زریاں کا تھا تو اوسے مقابل ہو پیل و شہر خدا کی سے تمہینہ گریان ہوئی جسیم و تو می نیچہ ماتر سام سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار تمہیں نے زابل سے تمہینہ کو ولیکن بت و ستان نے وہاں یہ سکر کوئی نہ پھر پیریاں صبر نام ترا اب ہے رستم ہیلوان ہوئی بعد ازاں وہ بت و جدال کہ پھر پیریاں سیکو حضور پیر</p>
--	---	---	---

<p>ترا نام سکر جو رستم سمجھے رکھے ہر ترے پاس بعض تیرے ہوتا نہ وہ کوک اور جہت سواران ترکان و مردان کار بٹھاؤں تھن کو میں تخت پر جو رستم پر ہو کہ اور میں سپر ہو اگر مہر سہر پھر برق سان پسند او کو لیکن نہ آیا کوئی ہوا بچہ خوش جب روبرو سوار دسپہ ہو کہ تیل شیراز</p>	<p>ہو لائے تو پھر رخ و غم ہو مجھے یقین ہو کہ تجھ کو وہ چھوڑ گئیں یہ بولائیں بات یہ پسند فراہم کروں لشکر بے شمار کروں دسکواران کا تاجو نہ دنیا میں کوئی ہے تاجو کیا اسے مطلب بعد از ان سواری کو لائق نہ آیا کوئی تو شادان ہوا وہ مل نامجو روانہ شدن سہراب از توران بہت ایران</p>	<p>سوا اور سکے وہ شاہ افراسیاب غرض یہ بہتر کہ تو رہینار رکھو نہیں نہ پوشیدہ نام پر پھر کہ میں یوں تخت کاوس کا کروں قصد پھر سو افراسیاب پر پھر ہا مندرابر ہر بار دکھائے اسے فاشیہ نام سرشت ہاتھ او جسے رکھا کہ وہ بادیا چست شایستہ تھا نہایت ہوا دل میں سرور و</p>	<p>کیا جسکو رستم نے اکثر خراب نکر باب کر نام کو آشکار بنیند بھگو ہرگز کیا خطر مشا و بنین نام دشمن اس کا رستخت لون و سکا جاکر شتاب یہ گفتار سکر ہوئی اسکا کہ بنین ہر اک اپ تھا نیز گام شکم اوس ہو نکار میں لگا قوی زور و چالاک و شایستہ نہایت ہوا دل میں سرور و</p>
--	--	--	---

برای جنگ کیا کوس مع ہومان باران و گردن اسیر راہد ار ایران را

<p>جوانمرد نے قصد ایران کیا اگا کہنے پھر یوں کہ اب یہ غم سے ہے متفق اس کے تورانیان یہ سکر ہوا شاہ افراسیاب کہ باندھ کر کہنے خواہی چیت روانہ کیا فوج کو پھر اودھر یہ افراسیاب وٹنے گئے لگا پر سے پر اور پر سے پر قوی زور و سہراب ہو و دلیر کسی جیل سے کیونہ تم ہلاک نہ دشوار استخیر ایران ہو پھر سپاہ گران لیکے وہ نو جوان اکیلا نکل وہ مقابل ہوا یہ سہراب اسے پوچھا کہ ہاں کروں سکر کو اب تنگ تیرے جدا یہی سکر سہراب نے بعد از ان یہ بیان ایک تھا کہ زخم پہلون</p>	<p>یہا اراانی کا سامان کیا کروں شاہ کاوس چلے نرم نکلے کرنے انکو اور ہر زبان پھر اسے یہ پیغام پہنچا شتاب کیا قصد ایران جو تو دوست کیے اوسنیں سر کردہ و نامو کہ رکھو فرادھیان اسکا نہو آشنایں ہر سہراب یقین ہو کر سے یہ تہمتن کو زور اسے بھی ملانا تیر خون خاک ہلاک بداندیش آسان ہو پھر ہوا سوئی قلم ایران روان سو جنگ سہراب نال ہو ترا نام کیا ہے بتا ایجو ان یہ کسک کیا رستم نیزہ رہا روان کر کے پہلون را و کوستان اور وہ سکی تھی اک دفتر دستان</p>	<p>زور پوش مردان جنگ ایران رستخت کاوس رستم کو دون کہ ہم جانفشانی کو خیر زبان کہ بدخواہ میرا جو کاوس تہا تو میں ہوں فقی بترایجو ان سونا نام کا اسے مجھے بیان کہ سہراب رستم سے واقف ہو کہ وہ جو کوکوشش یہ صبح ہوا بوقت وغار رستم نامجو جو کشتہ ہوں میں فون جنگی ہو سوافوج کو اسے بید و رنج کوئی قلعہ تھا راہ میں استوا سباز کیا جبکہ اسے طلب دیا اسے پاس کہ نہیں تھیر بہت زور سے کیا کہیں سے اوٹھائیں سے چکا و ہر خاک پر سو وہ پہلوانی میں تھی نظیر</p>	<p>فراہم کیا لشکر بکران سپہدار امتیازم ایران کروں پنجوڑنگے کاوس کو زندہ اب یہ ہر آرزو اسکو کیجئے تہا کروں تیرے شامل سپاہ گران کہ ہومان تھا اک دوسر باران تہمتن نہ پہچانے سہراب کو کہ سہراب رستم ہوں جنگ گران مگر ہو سکا کشتہ تو سہراب کو سے پھر گئے طاقت کا زرا روانہ کیا پیش سہراب گنج ہجیر دلاور تھا وان قلعہ دار کیا سائے اس کے سہراب تب قوی بازو زور مند و دلیر ہلا پر نہ سہراب جب بن سے اسے لیکھا پھر گرفتار کر ہر زندہ دانا شمع و دلیر</p>
--	---	---	--

جہان میں تھا گرد آفرین کا نام
 تو مانند مردان شیر زن
 خروشان ہوئی جبکہ وہ سب
 غرض کو سہرا ہ شیر زن
 سنان سے اٹھایا اور سیرین
 سوار سپ پر ہو کے پھر دلربا
 ایسے کنداوس پر کی کوکیا
 درخشان ہو اجب رخ مبین
 تو مین دن کچھ کچھ در پشمار
 گئی قلعہ میں جبکہ وہ نازنین
 کہ اس زمین بہنا نین باب
 شتابی سے توڑا دست لہ کو
 تو سہرا ب کا دل ہوا بے قرار
 گیا پیش کاؤں گردون قرار
 تماشا یہ ہر عمر میں خود ہے
 مقابل ہوا جبکہ اوسکے بھیر
 یاب بصلوت ہے کہے شہر بار
 کہ امی پلین رستم پہلوان
 عدو سوز ہے تیری تیغ و سنان
 دلیر و قوی نیچہ سہرا ب نام
 سواتیرے امی پہلوان جہان
 ہوا کیونامہ کو لیکر وہاں
 یہ پوچھا کہ اچھو یہ کریاں
 یہ دلمین لگا کئے وہ پلین
 وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوں
 دروغ اوسکی ان کیونکہ لکشی رہا
 کہ بچو چون ان ہو کے ایک شتاب
 یہ کہہ کر گیا جستن ترتیب وان
 نہیں اب ہر لازم تو قفینا

مہر جنگ کے یاد اوسکو تمام
 لباس نبرد سے کر سبتین
 تو سہرا ب جہان رہا دیکھ کر
 ہوئی چون نگاہی ناو کنگن
 سیر خاک چکارہ کین سے
 ہوئی مثل مردان نبرد آنا
 سر زین سی پھر ہوئی وہ جدا
 تو سہرا ب عشق ہوا میں مین
 کہ اس قلعہ میں ہر مرا اختیار
 پیر او برادر سے اوسے ٹہن
 گزبان ہو الغرض وقت شب
 گیا قلعہ میں پھر مل نامجو
 ہوئی خاطر آشفتمہ پھر لغت
 کہایوں کہ امی حسد و نامد
 کم از چارہ سال وہ گردن
 تو وہ لیکیا کر کے وہیں آہ
 تو غافل نہ ہو جلد کر فک کار
 مل نامور گرد کشوستان
 جہانگیر ہے تیرا گرد گران
 زبون اوس پہلوان سب نام
 نہیں کوئی اوسکے مقابل پہا
 بفرمان شہ سوے زابلستان
 کہ کس کھل صحر کا ہو وہ جوں
 کہ چاہی تھی یہ منگائین
 جسے سام سیکے ہے جہاں
 بھلا کیلے کچھ کھتی رہا
 حضور شہنشاہ عالیجناب
 سے سات دن تک وہ شادی
 بجائے حکم شاہ جہان

سنا جبکہ گرد دل و سیر
 شتابی سے ہوا دیا پر سوار
 گمان لیکیا زن ہر یہ ماہر و
 لگی جھٹلا چھوڑے تیر جب
 ولے دھتے کھینچی تیغ کین
 دلیری ہاؤ کی جہاں فی نظر
 گرا خودار کے پھر خاک پر
 کہا دستاں ہے سہرا ب سے
 رہا اوسکو سہرا ب پھر کیا
 جو کچھ ماجہ تھا کیا سب بیان
 ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
 نپا یا کین مردان کانٹان
 ادھر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
 جوان الیک یا ہر توران
 ولے پلین ہے جوان لیر
 گئی سنانے جبکہ گرد آفرین
 یہ سکر ہوا شاہ اندوین
 تو اریانو نکا ہے پشت پناہ
 تو جلدی ہونچ زابلستان
 ہوا تو ناو پر زور ہے
 ہوا نامہ طیار چپ سہریر
 وہاں کے کسٹم کو نامہ دیا
 وہ بولا کہ کسٹم میں یونچل ام
 تولد ہو اوس کو اوس سے سپر
 یہ پھر سوچ کرے لگانامور
 تھمتن سے کہنے لگا پھر یہ کیو
 وہ بولا کہ کیا اضطراب
 یہ پھر کیونے روز رستم کہا
 یہ بولا وہ میں رستم نامہ

ہوا وقت پیکار زندہ اسپر
 دلیر اند آئی سبے کارزار
 ہوا یا کوئی طفل پر شمشیر
 سپر لیکے سہرا ب منہ چرب
 دھنیرہ کیا نیزہ کو بس وین
 تو شتاق سہرا بے زود تر
 پریشان ہے سہر سروسے سر
 کہ ہونہر سے گرد ہائی مجھے
 ولے عمد و پیمان محکم کیا
 یہی بصلوت ہے دیکھی وہاں
 تو آواز مردم نہ آئی وہاں
 نہ کبھی جو وہ خدمت درستان
 او دھر گرد ہم قلعے سی بھاگ
 مشابہ ہے سام و زبجان
 قوی باز و جیت مانند شیر
 تو یہ بھی رہی فتح سے نا امید
 تھمتن کو نامہ لکھا پھر وہین
 تو ہے سر گردہ سران سپا
 کہ آیا ہے اک گرد توران سے
 یہاں زور کا اوسکے اک شور
 دیا کیونکہ شاہ نے مھر کر
 وہ جہان ہوا جبکہ نامہ پڑھا
 کہ تیر کی شکل اوسکی ہر شل سام
 کہ تھی حالہ مجھے وہ سہریر
 کہ دھتر ہوئی وان یہ آئی خبر
 کہ ہے طرح حکم گیان خدیو
 ذرا بادہ لعلکون نوش کر
 کہ لے پہلوان سہر و آنا
 لکھوت و اندیشہ کچھ نہ ہار

نہیں کوئی پہونچ کر سے زور کو غفلت ہی یہ صحت ہمد گہ ہوا جبکہ روز و ہم جلوہ گر دوارہ جوا و کا برادر تھا خورد تو وہ دین وہ شاہد شہ ناسور کہ تا وقت وہاں کیوں کیا ہوا پر غضب طوس پر شہ یار تہمتن فرج کا وہیں کا دست سمجھتا نہیں کون کا دس ہجر مخاطب ابھی سو شہسار تو سہل کو کھینچ اب وار پر کروں آتش خشم کو تیز گر کہ سر پر کھو اپنے تاج شہی پنیر اجو کرتا میں تاج شہی یہ لکھ وہیں جنش پر ہوسوار یہ احوال کو در سے پھر کہا جو رستم کو آرزوہ خاطر کیا تو وقت لکھ اسبستانی سے جا یہ ظاہر ہے اور عجیب و غریب پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ کے ہی ہو کر دہر ایک یان خدا کے لیے اے یل نامور سمندر غریب کی پھیلا بہمان زبان پر ہو لو گئے پھر یہ سخن یہ سنکر وہیں رستم پہلون پتندھی دگر ہی ہر میری کشت ترا دیر آنا ہوا ناگوار ہزار رستم گر دہی عذر خواہ کرین آج ترتیب بزم طرب	یہ کتاب کیسکی مقابل جو ہو کہ ہر آخر کار چلنا اودھ تو پھر زابلستان سے باکروفر اوسے لیکھا ساتھ خود وہ گرد ہوا خشکین رستم و گہو پر مرا حلائے نہ ہر گز جب کہا جلد لیا انھیں سے وار خوشندہ پھر ہو جون شہست مے آگ کیا چیز پھر طوس ہے یہ تندی سے بولال نامدار بدان لیش کو خستہ و خوار کر تو خس سے بھی کتر ہی پھر تاجور کہ ملک ایرانین فرماندہی پہونچی نہ تھک کلاہ می روان سوی زابل ہوا نامدار وہ سنکر حضور شہنشاہ گیا یہ زنا رخ کو سب بختا دلا سا تو کر کے تہمتن کو لا کہ عاری ہی ہر دیش ہو کا دس سر فکے عمد ہو عذر خواہ کہ سہراب ہر وہ دلاور جوان تو ایرانیوں پر در آسکر تو ہر گز نجاسوے زابلستان کہ اک طفل سے رستم پلٹیں پھر آیا حضور شہ خسروان نہیں چھوٹی مجھے یہ چورشت ہوا تندر پھر تھجہ پہلے خشتا کہ بندہ ہوں تیرا میں کا بادشاہ بہر ہم کرین عیش عشرت سو	کہ آؤ کجا جب آپ کو جا کر دن رہی اور دور در بزم طرب روانہ ہوا رستم پہلون غرض کہ نرل نرل روان کہا طوس سے یوں رستم غضب زبردست تھا طوس ہر خندہ پھر اونسی سوی رستم سرفراز یہ بولا کہ ہر کوئی نامور مجھے خبر خداوند نیروان پاک ہنو گرم مانند شعلہ نواب تہہ کاری کی تو نے ابا ختیا دلیران گردنکاش و نامجو ولیکن نہ اقبال سینے کیا ہر میری نہ اتونے جو کچھ کہا جو آرزوہ ہو کر گیا پہلون کہا افسے یون شاہ کا دس کو پشیمان ہوا شاہ گیتی تان ہوا وان سے گو دروین تینرا و سکوا ہی پہلون پھینک تو ہو گیا آرزوہ شہ اگر کوئی پہلون جسکو ہر نہیں کہ پشت دہناہ دلیران تو وگر نہ ہوں گردان لڑ ویر یہ تاک ہر اسان ترسان اوٹا تخت سی شاہ قسطیم بلایا تھے اسلے سینے یان ہوا تو جو آرزوہ کشیدل جو کچھ حکم ہو سولاون بجا سحر بانسے لیکر سپاہ گران	رہیگا نہ سہل کا پھر نشان خوشی سی رہے بادکش روز و گئی ساتھ اوسکے سپاہ گران گیا پیش کا دس جب پہلون کہ دونوں کو تو دار پر کھینچ اب کیا رستم نامور سے حذر کیا لاجرم کا تھہ آپ دار جو لیا کے کھینچے مجھے وار نہیں ہی کیگا ذرا خوف و ہا کہ بیفائدہ ہے شاہ غضب تو شاہی کے لائق نہیں رہیا یہ کہتے تھے مجھے بصد آرزو کہ جہنم کی کچھ ارادہ تھا بجاسے رو اتونے جو کچھ کہا تو بیدل ہو و وہیں پر و ہوا کہ یہ کیا کیا اسے شہ نامجو لگا کہنے کو در سے یوں کہ تہمتن ہی جا کر کیا پھر بیان جو آدی زبان پر کہیں دین تہہ ہونکے ایرانیان سہر کوئی گردا دس قوی نہیں نگہدار تیرا ہم ایران ہے تو دلیری کرین آگے مانند شیر کہ ہر جنگ یا نئے گزیران ہوا کہا پھر کہ اے رستم نامجو کہ ہوں چارہ جو تجھے کھیلو تو پھر میں پشیمان ہوا و حبل شہنشاہ نے ارشاد دین کیا سو دشمن کینہ جو ہر و دان
---	--	--	--

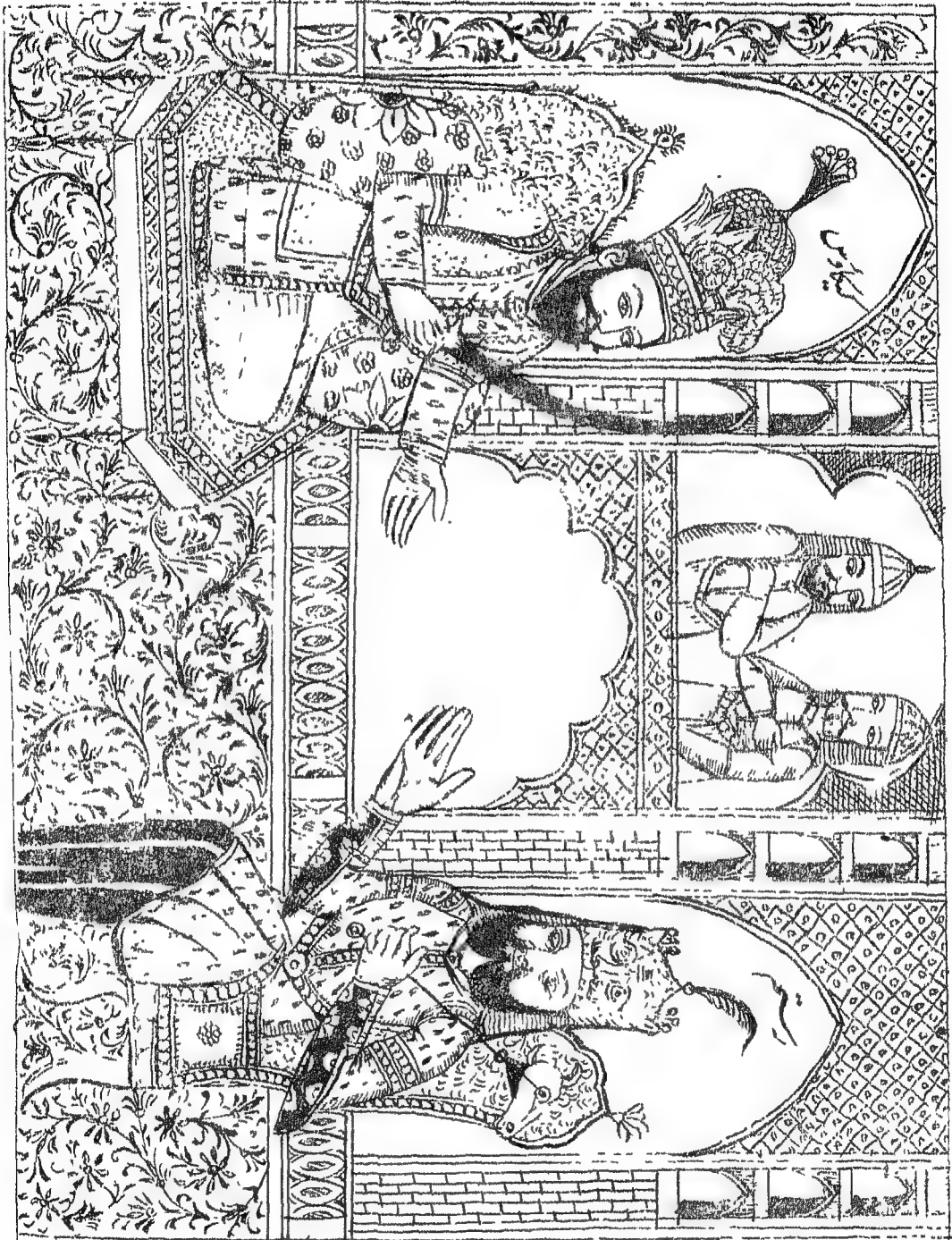
رفیق کاؤس شاہ رستم پہلوان چمن جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر نہیں بل بلین با سیاہ گران جو پہونچا وہ نزدیکی حصرتین جو سہراب نے قلعہ سے کی گاہ جو یہ کثرت فوج آئی نظر کھنیا پھر سراپردہ پیش حصا نظر سے وہ مردم کے ہو کر رہا میں ہر نرم نشاط و طرب اور دھما و دھن اور اسکے آروڑ گیا دھنستے پھر رستم نامور کوئی دیکھے کو جولا یا پسراغ منو دانی دکھلا گیا اب یہاں نچھوون سحر زندہ کاؤس کو یہ کتا تھا اسے بادشاہ جان تکلف نہیں ہمیں کچھ نہیں سنی اور دیکھی بہت رزم و رزم	تو کاؤس سلطان آفاق گیر سوا سکو سہراب نے رون تو لشکر ہوا وان قامت گون تو دیکھا کہ پھر بیکران سپاہ تو ہوتا کہ ہوش اور کھوسر بفرمان سہراب عالی تبار لگا کرنے احوال ریافت وان غشی سحری لعل پتہ میں ب لگا پوچھنے یوں کہ پھر کون تو اور اک شخص فل گاہ آیا او دھر تو زندہ کاوان کشتہ پایا چراغ خبر لیکیا آن کر سب گمان ملاؤن تہ خاک و خون طوس کردن کیا میں سہراب کا پیا بعینہ ہی مشکل سام سوار	دلیران ایران کو کر طلب چھپا کر دلاشک سے دشمنان گیا پھر وہاں شاہ کاؤس بھی یہ وہاں کے کہنے دیکھ تو یہ سہراب بولا ہرسان نمود گیا اوس سراپردہ میں ات کو جو دیکھا تو سہراب ہی تخت پر کوئی نرم میں زندہ تھا پہلا تھیں اسے اک مشت مالاخت جو دیکھا تو افتادہ ہوا اک جوان یہ سہراب لوگوں سے کہنے لگا عوض زندہ کا صدمہ چاکے کو زبان پر تھا سہراب کو یہ سخن جوان قوی پھل وز دہند یہ چاہے خواب چرخ غیر زندہ کیا	یہ بولا کہ کالج سہرستم کے سب سنان ہو گیا ہر گزئی شہر و کہ پھر کس قدر لشکر جنگ جو کہ ان قتل اک دم میں سب فوج کو خبر کے لیے رستم نامور چپ دست میں اوسکے کناپا پڑی اوسکا دسکی نظر نگاہان تو کشتہ ہوا زندہ خفتہ خفت کہ سرگز نہیں اوسکے قالب میں جان کوئی آکے جاسوس کاؤس کا کردن ایک لشکر کو میں غرق خون ادھر شام سے رستم بلین قدا و سکا ہے مانند نخل بلند پیدا اور سپہ میں ہم ہو جنگ پرباب سننے سہراب رستم کی رزم
---	---	---	---

داستان جستن سہراب

نشان رستم از بجیر و ہومان و بارمان و نیا فتن صرغ

سر چرخ مہر جہان تاب نے کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو تو بخشون رہائی کچھ بندے بجیر اور سہراب بل پھر دین یہ کسا کی جلدی تبا تھو تو سودہت کسا کے نیمہ کسا وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما کھڑا ہی جہان کا دانی در شر اگر چہ تھا واقف دلا و بجیر	کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے کرد اپنی آہستہ فوج کو وہ بولا و ہر ملوس منوختہ گئی وان بالا ہی حصرتین کہ با تھی میں جسکے بہت بڑے وہ بولا کہ یہ بجیر ہے طوس کا خداوند ہے خیمہ سنج کا کہ ہی کی تلم سنج و درویش کہ ہی خیمہ رستم شیر گیر	جب آہستہ اپنا لشکر کیا بجیر دلا و کر کو کرے طلب دروغ آگے مردم کی ہر فرشتہ یہ سہراب کہنے لگا اچھو بجیر وہ بولا کہ اے گودرز باغ و جاہ کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ کہا پھر یہ سہراب نے بعد ان سوا اوسکی چون تخت کاؤس لے دل میں اندیشہ و ہی کیا	یہ سہراب سے اور بارمان کسا کہا کہ کسے رستم تو مجھے اب بھلا کیلے کوئی مجھے دروغ پلنگے سراپردہ گودرز نظیر یہ خوشاہ کاؤس کی بارگاہ یہ کسا ہے مجھ کو تبا میدانک سراپردہ سبز کسا ہی وان کہا اک سراپردہ میں تخت ہر سدا کہ میں ترکہ جنگ آبا
---	--	--	--



سے نام رستم کا اور ناگمان یہی ملحتی تھی کہ اب زینار کہ ہو یا ویر شاہ کا ٹوس کے کہا دل پہنچے آو کہ مانچ ویران کہا پھر غرا غور سے کر بکا کہا پھر پھر اب نہ ہے کہان	کے جنگ پر خاشاک و دہان نہ تباؤن نام مل نامدار یہ او کا سر اریہ سنہ بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان کہ کس نامور کی ہے یہ بارگاہ سر اریہ رستم پہلوان	وہ غافل ہوا کشتہ ہو ویر کہا یوں کہ خاقان چین پران وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا وہ سب کہتا ہوں کہ عجیب ہی اوسے سہرا بکچھ کہا یہ سنکر دیا اوسے پانچ ویر	قیامت ہو بر پاروے زمین سہ لیکے بھیجا ہے اک پہلوان کہا نام اوس کا نین جانست کہ ظاہر کیا اوس نے کچھ اور اب کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کہ وہ زابلستان سے آیا ہیں
---	---	---	--

کہا پھر براوستہ رہ لطف سر
 جواب او نے اوسکو دیا پھر
 اگر جان کی خبر چاہے ہے تو
 کروں در نہ تن سے ہر اس حد
 کہ کیا ہے یہ تنہی تو غلب
 یہی جبین ہو تو بہا نہ ہے کیا
 تن اوسکا جو مثل تما درخت
 کہا سنے سہراب نے ہجران
 ہو اغر وہ وہیل نو جان
 لیا نیزہ و گزرو تیغ و خنجر
 عوض زندہ کے رات کھائی تم
 اگر پاس نہ ہو در غرت بھی نہ
 یہ ایک لگا کھینچنے انتظار
 کوئی جنت اوسکا ہوا ہم نہ
 چراتا جو دل رزم سے جو شہا
 کوئی جلد رستم سے جا کر کو
 دو ان طوس پیش تھمن کیا
 کوئی اور جا کر موسے زندگان
 دے طوس نے جب کیا یہ بیان
 یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
 تو سہراب فریون کہا ایجران
 یہ سنکر وہیں رستم نامدار
 وہ میں ہوں لاوریل نامجو
 وہ کہنے لگا سنے یہ داستان
 یہ سنکر اوسے یاس افزون ہوئی
 ہوا زخم کوئی نہ وہ ان کا کر
 بہم ضرب بر ضرب بھی بدین
 کہ نہ ان رہا دیکھہ نہیں کہو
 حرقہ میں ہوا ترسرا باہن

کہ تہا نشان تھمن مجھے
 جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
 تو کہہ رہی اب مرے روبرو
 کروں قید سہتی سے تجکو ہا
 عبث ہے مجھے ساتھ یہ کینہ اب
 کے تن سے کر شوق سے سر جدا
 زبردست دست و توانا تو
 کہاں تو دیکھے میں جنگ آدن
 کہ رستم کا ہرگز نیا نشان
 شتابان ہوا سوسیدان جنگ
 کروں تہ کاؤس کو صبح ہم
 تو اگر مقابل ہو کاؤس کے
 کہ آج اب کو لسانا مار
 ہوا تب غر و شندہ وہ شیر
 تو کیہ ان نام کاؤس اپنا رکھا
 کہ بار انہیں ہے کسی گرد کو
 تھمن سے یہ یاد اسب کہا
 یہ اندیشہ آج ہو کینہ خواہ
 تو ناچار پھر رستم پہلے ان
 ستیزہ ہون چلے کیونہم
 نہیں ہو کسی کو یہ تاب تو ان
 لگا کہنے اسی کو دک خامکار
 کہ دیو پید سیہ کار کو
 کہ شاید تو جو رستم پہلے ان
 بہم جنگ پھر زگر وون ہوئی
 وہ نیزہ شکستہ ہوئی سر
 شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
 مجھے آخرش کج سرا سر عود
 مجھے خشک یکہ کٹ کام وود

تو ہو قید سے تاکہ جلدی رہا
 پھر وہ تندہ کہہ اسی تجھ
 تھمن کا نیم بھی ہو گا مگر
 کیا آج پھر اوسے انکار صاف
 تھمن کی تجکو خبر کچھ نہیں
 یہ کہہ لگا کہنے پھر یون ہجیر
 سہریران و دیوان پیل لینگ
 جہاں میں ہیں اسی خداوند زور
 بلند ہی ہوا سے خود آنکر
 جہر قلب میں شاہ کا دست تھا
 سواران ایران کو میدان میں
 سوا اسکے ہو جسے غم جنگ
 ولیکن نہ نکلا کوئی مامور
 کہ شامو کو غیرت ذرا چاہیہ
 یہ آواز کاؤس فری میں
 جو اوس گرد و چہرے ہو کینہ خواہ
 کیا تھا یہ رستم فر اوسم قرار
 سپاہ اوس سب پہلے ان کو
 پہن کر نہ خوش پر ہو سوا
 کہا یون تھمن نے اچھا چلو
 جو مجھے مقابل ہو میدان میں
 نہ سختی اب پختہ کار وون تو
 کیا کشتہ اکدم میں ہنگام جنگ
 وہ بولا کہ زہنا رستم نہیں
 ہوئے لیکن نیزہ ستیزہ کنان
 دیروں پھر کھینچ کر تیغ تیز
 لیا ہاتھ میں پھر عمو و گرن
 ہوئی بارہ بارہ زہر کیت سلم
 جہر گاہ پھر دو فون ہتا دہر

کروں تجھ پر مصروف لطف عطا
 نہیں یہ تری بات کچھ نہیں
 تو زہنا راب مجھے پنهان نہ کر
 وہ لایا زہنا پیر گشتا صاف
 تو کھینچے ہے کسوا سے تیغ کین
 کہ رستم ہے موشع و دیہ
 مقابل ہوا اسکے ہنگام جنگ
 کہ رستم کو سمجھیں ہیں مانند مور
 زہر اور جو شش کیا زیب
 او دھر جا کے سہرے یون کہا
 تیغ کھینچو یکن اک آن میں
 نہر آزا مجھے ہو سید رنگ
 کہ تعادل میں ہر اک کو خوف و خطر
 نہ جنگ درون سے ڈرا چلیے
 کہ اسی نامداران ایران زمین
 ہر اسان و خائف ہو یکسر سپاہ
 کہ پہلے کر و گناہ میں کارزار
 تو پھر یون نہر آزا اوسکے ہون
 گیا سوسیدان پر کارزار
 گئے جبکہ کیو وہ پیکار جو
 کروں گئے تھمن قتل اک آن میں
 نہ جنگ و و نسی پر خاش جو
 نہ جانے ہوئے مجھے شیر و پانگ
 میں و سکا ہون اک جا کر لہرین
 لگی جلنے ہا ہم شان پر شان
 کیا گرم باز اکرین و ستیز
 لٹھے اسقدر ہر دو جنگ دران
 رہا پھر زہنا گشت وون میں دم
 وہ سہراب اور رستم نامجو

خدا رست کرنے لگے اپنا دم نہ زہار دیکھا جہاں میں شہر بہم دوہین لیکر لکمان وغیرہ پڑ کر کریمہ گر اجد از ان تو دینا جیل کو زہن سے ہلا اوسے چھوڑ شہر اپنے بس وین یہ ہنسکر لگا گئے شہر ابچہ تو رکھ جمع خاطر کہ وقت بگا تھن اودھر کھینچا تنگ کین یہ رستم کو پھر دل میں آیا وہین شتابی چکا درگی موڑی عنان ذرا صبر کر شکیو کج ایچو ان اوسے بھی نشتی رزم کی تاب پھر تھن کو شے کیا پھر طلب تن اوسکا ہوا تہن کو بھی سخت تر تسلی اوسے دیکھ شے نے کہا کہ سہراب ہر چند ہے خرد سال سبا و اگر گشتہ ہوں وقت رزم تو مان باپ سے جا کے کہیو ہی زوارہ سے جب کہ چکا یہ سخن تو بدخواہ پر کر مجھے فتماب یہ ہومان سے ہولا کہ لے نیکر وہ پاتا ہوں اوسیں سراپا نش یہ سہراب کو اوسنے پاخ ویا ولیکن یہ رستم نین زینا	ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم نہ سہرگ کوئی دیو آتا ظہر دیر ان جنگی لگے کرنے جنگ لگے زور کرنے وہ دونوں جوان ولیکن نہ شہر ابچہ سے ہلا لیا ہاتھ میں گرز از روی کین کہ ہر جنگ کی تھیں کچھ پھر تسے ساتھ پھر کے ہوں مچو شتا بان ہوا سو ترکان چین سبا واک سہراب از روی کین کہا لگے سہراب یوں کہ پان سحر تو ہی اور میرا گزیران گیا اپنے لشکر میں سہراب پھر جب یالو پوچھا وہ احوال اب موثر نین چہ پیٹن و تہر کر گیا ظفر باب جس کو خدا لے اوسکو سے زور و قوت تو پھر رزم کا اوس کیجو نعم ہوا وہ جو کچھ ہے تقدیری لگا کرنے کر یہ یل پلین بر اندیش مغلوب ہو شتاب عجب پہلوان ہی مرا ہم نبرد مری کان جو کچھ کیا تھا بیان کہ رستم کو ہوں خوب پہچانتا یقین جان تو اسے یل ناما	تھن بھی یل میں کئی لگا پھرتے میں سہراب یوں کہا سے دم میں ترکش تھی سہر کیا پہلے رستم زور اس قدر کیا زور اوسے بھی ہر چند جو مارا تھن کے بالائی سر تھن یہ بولا ہوا دل تمام وہ سہراب پھر لیکے گزیران کہوں کیا کہ اگہ میں یں ان کہیں شاہ سے جا کہ روز بو تو جنگ لیر لسنے وقعت یں سو اس کے گراب ہی خواہان وہا لسنے وہ سہراب جسم کیا وہ بولا کہ شاہ فخر خدا اثر اوسید کرانین زینا شہنشاہ سے خدات ہو ملین خدا جا کر کیا پیش او مچر سوزال لشکر کو لیجا پیو عبث زاری آہ و سوز و گنا کہا کر کے زاری کہ احرار کا اودھر پلین کا یہ احوال تھا قوی باز و سخت چنگال ہے گمان ہی مجھے یہ مرا ہے پر تھن کے ہر شکل ہی یہ جوان وہ سمجھا کہ یہ رست گفتا رہی	کہ اس قدرت و قوت زور کہ تیر و کمان سے ہر جنگ ہوا پر نہ اک تیر بھی کار کر کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر نہ ہرگز ہمارا رستم نامور تو رنج ہوا رستم نامور قریب آگیا ایچو ان تکت شام سولشکر شاہ آیا وہ ان نہاروں کو قتل پیروچو ان وہ غیرت سے ضائع کرے آجیکو عبث ہی یہ میا کی زلف یں تو پھر ہر مقابل سے بیدار سراپہ دیوین اپنے رستم گیا یڑا ہی دلا رستہ یہ خرد سال مراز و سباز و دم کارزار زور سے جا کر لہا یہ سخن زہے بخت گر ہمقرین ہو ظفر خیال اود دل میں نہ چھلایو بھلا چارہ کیا جبکہ او مفضا تسے ہون کر کم کا میں سپید اودھر جا کے سہراب جنگ آنا بعینہ وہ رستم کی مثال ہے جان پہلوان رستم نامور تھا و کی صورت بھی ہر شکل ہمارا ہوا خواہ و غنوار ہے
--	---	---	--

جنگ رستم و سہراب بروز دوم وزیر آدن رستم درشتی

جوا مھر تابان جو پرتوشکن وے نرم سہراب کا دل ہوا	تو سہراب رستم پلین سوالفت و مہر مال ہوا	پہنکر زہر خش پر ہوسوا تھن سے پہلے ہوا صلح	گئے سو ہی سیدان کی کارزار کہا وہین پہنکر کہ اچھے تند خو
--	--	--	--

صہم کیا تو فی ابل میں کیا بہم محفل آراومی نوش ہوں تو کیا سو ہوتا اور کوئی جوان نشانی جو کچھ چاہے جو عیان تو شاید کہ ہے زلزل کا سپر کو تھا یہ دل میں یل ملین بست سینے دیکھا فراز نشیب جو دیکھا کہ رستم جو اب گرم گین سین چاہتا یہ کہ رستا جوان کیا زور رستم فداں حشریش جو کھینچا پاکیزہ کمر بند کو گرا خاک پر جب یل نامو کیا خیلہ رستم فدا سوخت واپ تو سو کو کرے اوسے تن سجد یہ سنکر وہ اوسکا اوٹھا سینہ سے کہا جبکہ ہوا ان سے یہ ماجرا نہ دیکھا تھا گاہے فراز نشیب ہوئی بیوقوفی یہ تھے کمال گیا جبکہ رستم سوے خیمہ گاہ اوسے ابتدا میں تھا زور سجد ہوا تھا تاس با کا خود تنگ غرض کر کے شہنشاہی دیکھا	ارادہ لڑائی کا یا صلح کا بیچنگ فی دمی طرب کوش ہوں یہاں آنکر ہو ستیرہ کنان وہ نام تیرا جو مجھے نہاں یل پیلین رستم نامو نہیں طفل کا اعتبار سخن نکر مجھے گفتار مکر و فریب تو ناچار سہراب بولا وین مے ہاتھ سے کشتہ ہو گیا گیا لگے سہراب کچھ پیش تو سنبھلا نہ پھر رستم ناچو تو سہراب بیٹھا دین نیند پر لگا کئے سہراب ایہ جوان مگر ہو دگر بار زور آدما غرض ہاتھ اوٹھایا وین کیسی کیا اوسے افسوس لیون کہا تو اک طفل تھا تو کیا بایں رہائی تری اوسے اب جو حال رہا شکو زاری کنان تا بچا زمین جاک ہوئی تھی سرگام کہ کچھ زور کم ہوئے یا کو کار ہوا زور پیشین کا پھر خود تنگ	یہ تیرا تم تم نہون رزم خواہ کرین عمدہ چان محکم بہم مرد دل میں پیدا ہوئی تیری کسینے بت یا نہیں نہینا سر صلح چہ نہ تھا وہ جوان یہ پاسخ دیا پھر کہ سن ایہ جوان کمر باندھ پست سپون اتر تو نائل ہوا سو کے کشتی اگر یہ کہہ وہ دونوں مل نامدار ہوا وہ خروشنده چون پست زمین سے بہم پست رستم ہوئی لیا بھیج پھر خیمہ آگون یہاں کے یہ آئین نہیں نہینا اوسے قوت و زور سے لاویر گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد کہ عیاری دکر سے کینہ خواہ تیرا دام آیا تھا شیر زبان یل نہ جوان نے کہا کیا ہو غم دعا اوسے مانگی کہ اب باخدا وہ عاجز بہت وقت فقار ہوئی تھی سنا جا اوسکی قبول خدا فی نیرالی اوسکی دعا	کرین رہتی اور شام دیکھا پیشیاں ہوں بکینہ خواہی تیری نہو کینہ جو تو بھی زیر سپر تو کر نام کو اپنے اب آشکار پر امین تھا رستم چیلوان سین میں بھی کودک لگے جو جوان کہ سرگرم کشتی ہوں اب ہمدگر تو مان میں بھی کشتی کو صبر جوان لگے کر کے کشتی کے فن آشکار کیا زور سے اوسے رستم کو پست خرابی تیر چرخ پر جسم ہوئی یہ چاہا کہ اوسکو کے غرق خون کرے زور کو کوئی ایک بار کے شوق سے قتل پھر وہ دلیر طرف اپنی لشکر کے خندان شاہ رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ دیا چھوڑتے کیا قہریان کر دنگا اوسے زیر پیر مسجد وہی زور سے مجھو پہلے جو تھا زمین پر خرام اوسکا دشوار تھا مرد اوسکی وہین ہوئی تھی حصول وہی زور اوسکو کیا پھر عطا
--	---	--	---

داستان کشتہ شدن سہراب و رستم بر زور دگر و نوحہ نمودن رستم در شاہ

سحر دیکھ کر قوت و زور تن گیا شاہ و خرم سوی زنگا تو پھر آج آپا سوے کا زار وہ کرنے لگے پھر دشتی بہم کر کر بند سہراب کا	ہوا شاہ دمان پہلوان زمین ہوا جا کہ سہراب کینہ خواہ عزیزانی شاہ نہین جانار ہوے نائل زور دشتی بہم زمین سے لیا پیلین فدا تھا	سپاس نایات پروردگار یہ سہراب سخت سی کئے لگا تہمتن یہ بولا کہ جیک ہوا جا بہم خوب زور آزمائی ہوئی چاک کر زمین سے اوسے پھر	بجالا کے اور خورش پر ہو سوار کہ جنگال سے میرے ہو کر بار تسے ساتھ ہو گا ستیرہ کنان نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی سرسینہ پٹھا وہ ازور و جگہین
--	---	---	--



یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما وہ چنستہ جگر کھینچ کر ایک آہ تمنا سے دل کچھہ فصل ہوئی مرا باپ تھکے بچہ بچاوان جنگ سے چنستہ تن ہی سنایہ سخن لگا کرنے اوس سے یہ کہ یہ کینا یہ سہرا بے سنگے پانچ دیا نشانی تو دیکھ اپنے برہ کر کے وا دہ مہر جو دیکھا درہ کر کے وا پسر کو کسینے بھی مارا نہیں یہی سب ہی بہتر کہ ہو نہیں ہاک	جو پھر ادھم کھڑا تو بے شک کیا یہ بولا کہ تھے بخت میر سیاہ ہلاکت ہم جان دھسل ہوئی کہ بجا ہاک ان کرے جوان تو غمگین ہوا رستم پلین ترجیاس رستم کا کیا ہو دشمن کہ صد حیف امی کر دشور کشا کہ مہرہ ہر بازو یہ میرے بندھا تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا نہین یہ ہوا جو رہ کر کہین کردن انچر سینے کو خنجر سے چا	غرض کھینچ کر خنجر آبدار یہاں میں جو آیا تو یہ بھی مرزا جو دریا میں اب ہو سکے گنیز کہا نام کیا اوسے تب یوں کہا پڑا اوس کے بیوش بس خاک پر کہ میں ہی سیہ بخت رستم ہوں آہ بہت گرم الفت مراد دل ہوا نہین غم سے آہی طاقت کچھ یہ بولا کہ امی جان من بیگناہ نچھوڑ گیا زنا رنجک یہ غم یہ سہرا ب بولا کہ کیا فائدہ	کیا سینہ و دل کو اوس کے دنگار کہ دیدار سے باپ کے نہوین شاد ویا جاہی بالائی سپنج برین کہ ہر نام رستم مرے باپ کا جب آیا فراہوش تھا کہ کر جہاں جسکی آنکھوں میں ہو سیاہ وے تو ادھر کچھ نہ مال ہوا جو کھوں ذرہ اور دکھاؤں کچھ تو کشتہ ہوا با تھہ سے بے آہ رہو نگار گشت رنج و الم نہین چارہ زنا ریش قضا
--	--	--	---

تیرا پتا تھا سہراب بسمل او دھر
 تو مجھے یہی دل میں پہرچو جان
 گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
 سوز رگہ جا کے لاؤں بسر
 جو سہراب ہووے پھر کینہ خوا
 کرے ہر خان در بیتا ہے
 اوٹھا کر ستر ستم نامور
 ہوا ہاتھ سے میرے ایسا تم
 یہ مکہ و مدین کھینچ خجہ لیا
 زوارہ نے پارہ گریبان کیا
 جگر پرے زخم کاری لگا
 ہیمیر سیخت سے بارہا
 مقابل مرے جبکہ رستم ہوا
 کوئی کیا کرے کسا ہے اختیار
 یہ احوال سنکر ہوئے نوحہ کر
 یہ سہراب محنت نے پھر کہا
 بجل تکوینے کیا اپنا خون
 نہو جا کر تروٹوئے پھر کینہ خواہ
 اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر
 جگر خستہ نے جو کہ اوسم کہا
 جو میری خاص تر نوشدارو وہ لا
 لگا کئے سنکر یہ شاہ جہان
 پر ای میری رنجستہ صفات
 کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
 سوا اسکے سہراب کی گفتگو
 کے تھا وہ مردم ہر دم یہی
 سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
 تہمتن یہ سنکر ہوا دروند
 کہ سہراب کا کام آخسر ہوا

جو دیکھا کہ خوش بل نامدا
 و بدین کو کھیل سکے پیش
 کیا حکم شہ نے کہ کیا رگی
 تو کجا دے تدبیر کچھ اور بیان
 سواران لشکر گئے جب دھر
 یہ جاننا کہ زخمی بہن نون جوان
 ذرا پارہ اور چاک کر سپہن
 مے رکھو دسہر پیر پیر کا
 پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہات
 کہا پھر یہ سہراب کیا ہو جا
 بل پلین کے سر پان نشان
 مجھے نام رستم بتایا نہیں
 رکھا اونچی بھی نام اپنا نہا
 پس کی اعلان کے ہات تھی
 لگے کوٹے سینہ دسہر وہاں
 نہ تم گریہ و نالہ اتنا کر دو
 کہ زہرا اب رستم ارجمند
 کہ مولد مر ملک توران ہے
 پیر بعد میرے مدارا کرے
 کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
 دہن آگے پیش کشنا ملا
 کہ جس سے سہراب پھر تندر
 کہ کیا کیا مجھے ناملا کم کہا
 سخنامی و شوار کہ کنگر
 سمجھ اپنی دل میں کہ نہیں ہے
 جب ایسی دلا دھوئے پہلو
 کہا یوں کہ خوی بہ شہر پار
 محل میں تھا اوسم شہر کو
 ہوا سے رستم پارہ دون

کھڑا ہی بہت دیر سے بے سوا
 اوٹھا ایک لشکر میں شعور و خور
 او دھر جاؤ دوڑا کے اب باری
 کہ ایسا نہیں اب کوئی پہلو
 تو دیکھا کہ رستم بڑا خاک پر
 لگا زخم کاری ہوئے ناتوان
 لگا کئے یوں رستم پلین
 پس کو کیا تھے ناحق ہلاک
 لگے ہونے گردان فتنہ صفات
 وہ بولا کہ ہے درد مجھ کو کمال
 مے مان مجھے کیے تھے عیان
 رکھا ملے غافل جتنا نہیں
 کیا مجھے گئے نہ ہرگز عیان
 اترے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
 کیا دیدہ ترے دربار دان
 ذرا صبر کو دل میں آہاد دو
 نہ پونچا وہی لشکر کو سیر گزید
 مری جا کے بازی وہ میدان
 تلطف مدام آسکارا کرے
 کہ جا کر حضور شہ نامجو
 ہوا نوشدارو کا وہ خواہ
 تو انا و زوار آؤ چاق حویٹ
 زبان پر جو آیا وہ اوسم کہا
 اوسے قید کوئی نہ یان کر سکا
 جہان میں تو مرد جہان دیدہ ہے
 ہے پھر یہ اورنگ آخسر کما
 بیان کیا کردن تجھ پر آشکار
 برآمد ہوا تب یہ ہو چکی خبر
 گیا نقش پراوسکی زاری کرن

فغان کر کے کتنا تھایہ ویدم سنے جبکہ مان او سکی تب کیلے وہ خیمہ اور سہاگہا بہت گیا شاہ کا دس ستم کے پاس ہراک کو سہے آخر ہی رکھڑ کیا عرض رستم نے اسی تاجدار یہی عرض کرتا ہوں اب بار بار کہ رخصت او سکون ہو ورتا پذیر گیا اپنے تیرا سخن نوارہ سے رستم نے چھوٹا	مے ہاتھ واجب ہیں کہ قلم جو کچھ وہ کہے سونہ سچا کہے حاکم کر گیا خاک پھر سہر جو دیکھا تو وہ ہی بہت ہوا کوئی دیر چاک کوئی زور ہوا سو ہوا کچھ نہیں اختیار یہ طعنت کرم کا ہوں امیدوار یہ سن کر لگا کہنے یوں شہر کا مجھے پاس خاطر جواری ملتی کہ جیوں ملک ساتھ ہوا جان جا	جگر گوشہ کو اپنے میرے سوا غرض کھلے تابوت میں بخش کو ہوئے اوسکے ماتم میں پیروں کہ سخت ماتم ہے اور قدر سنجھ اب تو دا نا دہشتیار وے یہ صیت ہی سہا سب کی کہ ہواں کی حیرت کچھ کم تھا ہوا اب جو جگو یہ بیخ و الم کرین مجھے گو تر کسے کشی زوارہ گیا ساتھ جب خطیر	جہان میں بھلا قتل کسے کیا گیا سو سے خیمہ میل نامجو خروشان و گریان و نا کہ کمان وے کچھ نہیں چارہ اسے نیکو گیا بانی و صبر دنا رست کہ تر کو نہ کچھ نہ لکھ نہ کشی نہوہ و پراگندہ اوسکی سپاہ تو میرے بھی دل کو ہوا درد غم کہ زمین نہ زنا رست کشی گیا اب جیون سے ہواں گزر
--	---	--	--

مسعود کا وں بایں فتن رستم تابوت سہراب طرف سیستان آمدن تہمینہ

باقابل و دولت سو خنگاہ غرض لیکے تابوت سہراب خروشان گریان گو گرتاک کہ بر باد و بان شو محشر ہوا گئی جب سیکو سہنگان سہر یا کھینچ مردم نے پھر ڈوگر گلی باب سے کہنے اسی نامجو کہا اوسنے اسی خستہ نازین گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ تھمن سے جا کر تو کہ یہ سخن کے ہی ہی دل میں اب غم جہم یہ سن کر سہرا سہر رستم ہوا سہر پدین او سک پونجی کچھ کہا اے اے سو می خانہ چلو مے گئے رستم کو لاو شتاب گیا پیش تہمینہ جب پہلوان کچھ ہاتھ او سک لیا زال نے	روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ پراگندہ دل شہر میں جب گیا قیامت تھی بر پا زین فلک غضہ ایک روی زمین پر ہوا تو تہمینہ کو غم ہوا است ولیکن جلے سہر بر روی کیا قتل رستم نے سہراب کو سپاہی رستم کے ہم نشین سیستان بادل کہنے خواہ کہ تہمینہ اپونجی اسے پلتن کہ رستم کو تیرے قلم و تیرم پشیمان بہت دل میں افسوس نخل آئی تہمینہ پر دیے تب شبستان کو شک گلستان کو کہا جسے یوں انچو کھر کو زار تو کھینچ اوس پر پھر حراست یہ تہمینہ سے پھر کرا زال نے	میل نور رستم سپاوان سیہ پوش ہوزال ہو چادیاں وہ رودایہ رستم کی مان اس کیا دین پھر لاش کو زیر کا کہ آتش وہیں کر کے فروخت تن نازین بھی ہوا داغ داغ سیستان کھینچ جلدی سپاہ دیا شاہ نے جب آو یہ جوا قریب آکر اوسنے اک پہلوان وہ لائی ہی ساتھ انچو کھر فرستادہ پیش تہمتن گیا وہ سہا تھ لے زال و رودایہ ننگی و وہیں ہوئے ہر گھر لگی کہنے تہمینہ اے نیکو میں پوچھوں یہ اوس کے کہ یہ جا کر رستم کا چیرے شکم کہ تقدیر پر کچھ نہیں اختیار	گیا ہونے خست سو سیستان ہوا ساتھ تابوت کے وہ رون ہوئی دیکھتے تابوت کو نوہ گر دل پر ورنہ ہوا دردناک گئے آگ میں بادل خستہ جہان سکی اٹھ و زمین تھا پھراغ تھمن سے چلا تو ہو تہمینہ خواہ تو پھر دل میں کھا کہ بہت چچ پچا روانہ گیا اور کہا یوں کہ ہاں دلیران و گردان جنگاں و دان سنا تھا جوسنے وہ کیسے کما گیا سو تہمینہ وہ نا مجو کیا نوہ سہراب کو یاد کر مے دلو رستم سے پونجی ہو کیا کشتہ کیوں تو نے فرزند کو کہے غرق خون او سکو سید و غم نہیں چارہ پیش قضا نہیہا
--	--	--	---

عدم سے جو پھرتا ہو سہراب کا تو کرستم و زوال کا حربہ دار
 غرض خوب سمجھا کر وہ نامور گیا لیکے تہینہ کو اپنے گھر
 رفتن تہینہ بہشتان رستم پیلوان یقینم زال زرو حاملہ شش نش
 از رستم و بعد انقضای مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق
 سپردن تہینہ بغم و الم سہراب یک سال

وہ تہینہ اور رستم نامدار
 قہر باز و گلچ و لالہ نام
 بہمن و ان لکڑی لیل و نہار
 تہینہ نے رکھا فرامرز نام
 ہوا بعد نہ ماہ سپید آب
 لگا پرورش پانے وہ مہ لقا
 گئے آہ کرتی تھی گاہ بخوان
 وہ مہ بھی جان اپنی انجام کا
 سیاوش کی آگے سنو داستان
 بہمن و ان لکڑی لیل و نہار
 تہینہ نے رکھا فرامرز نام
 تصور تھا سہراب کا صبح شام
 رہی زندہ با شمع و غم ایک سال
 نہ غم سے رہائی ہوئی نہ نہار
 دل و سکا تھا نالانہ ہو چکا
 نہ غم سے رہائی ہوئی نہ نہار
 دستان تولد شدن ملکہ زادہ سیاوش

از بطن دختر شاہ بلغار و برای تسلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

لوئی میشہ حرم و دلکش
 شہی ناگمان ایک دست نظر
 حاکم و نون لٹے سے لقا
 او سکا جہان بین نام
 بن کا جو بہر بادشاہ
 رشتہ نو بہر شکار
 شہ زمار سے
 اب جیون سے
 کی حنفیہ سے
 جسے حکم سے و نا مجو
 کر کے ہمارے شہ نے دیا
 گئے نو مہینے جب اس کی گز
 کہ اسے شاہ اس کے پریشان ہیں
 کہ نزدیک دریا جیون کے تھا
 پری پیکر و موش و سیمبر
 تو نے کون تیری حقیقت کیا
 وہ نسل فریدون کی دوا لگا
 شنگ دلا و رشتہ او نہ جا
 نہ کو ششت خورشید و شنگ
 نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے
 یا اب پرانگی نے اثر
 ہوئی آگے اس دشت میں انہاں
 لگے کرنے پر غاش با بہر گر
 وہ لے شوق سے اس پر پھر کو
 پر پھر کو پاس اپنے رکھا
 تو بہر ہوا پور رشتہ سے
 ہوا سنے عکین حسن داوودت
 گئے ایک دن ان کے شکار
 لباس اور زیور تھا شاہانہ
 بہت ماہ پیکر یہ کہنے لگی
 مجھے چاہتے تھے بہت تاج و زور
 مرا باندھے ساتھ و سکا تھا
 کہ مجھے جب کرا سبات کا
 نکل گھر سے اور پھر پر ہوا
 غرض جبکہ رقتا سے رہ گیا
 وہ دونوں جوان او پہلے ہو
 بہم بعد پر غاش پایا قرار
 گئے لیکے جب شہنشاہ کو
 بندہ عاقل ہا ہم بآئین دین
 نظر کر کے طالع میں شہزادہ
 سیاوش کھا نام شہزادہ کیا
 بہم طوس اور گیون کی سوا
 کرشمہ رستم آن وغیرہ غضب
 کہ دختر موہن شاہ بلغاری
 و لیکل یہ چاہے تھا میرا پیر
 نہ زمار بجانی مجھے یہ صلاح
 تو بصلوات انکارینے کیا
 شتابی سے لی سینے راہ فرار
 تو پھر راہ میں چھوڑا و سکا دیا
 خدنگ نہ کہ وہ کھیل ہو
 کہ لے چلے پیش شہ نامدار
 ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ
 ہوئی حاملہ پھر وہ نہر چین
 نیم شہنشاہ سے کہنے لگے
 لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

دلیکرن دل شاہ تھا پر ملال اسے زابلستان میں لجاوین سہروردان کے حوالے کیا سیاوش جہان میں ہوا بے نظیر مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر کیا عرض شہزادے یونکہ اب	نکاح تربیت کا کچھ اوسکے خیال سہروردانے شاہانہ سکھلاؤ میں جو ہے پھر وہ مصروف صبح و خیر سند دانا شجاع و دلیر کہ حاصل کروں پایہ یون روان ہو جیسے بال شاطوط	کسی اندون رستم آیا وہاں کیا شاہ فرود میں اوسکو پھر طریق نہر و شکار و ادب سیاوش فرستم کو پھر لکھو یہ سکر مہیا کر اسباب جاہ وہ بولا کہ تجھ بن نہیں جاؤ بکا	لگا کئے امی خسرو خسروان غرض لگیان زابلستان میں گرد سہروردانے شاہانہ سکھلاؤ میں کیا یون کہ اسے رستم نیکو زر و نعمت و آپ فیل و گھوڑا تھن فری پھر یاس خاطر کیا
---	--	---	--

باریاب شدن سیاوش بحضور پدربیت رستم و پیشوارفتن سہروردان سپاہ

گیا ساتھ شہزاد کے آپ بھی بہت لڑتے مصروف سپہ کیا منصور آپ پر شہزادہ تاج سپاہ و رستم کے یا سہروردان یہ کہنے لگی شاہ کا اوس سے جہاندار بہ را۔ بہر بہر سیاوش سپہ عاشق تھی وہ نہیں ہوئی گرم تھرا اوس سے جب پری اونیزین اپنا ملک کے بہر خوشی خداوند موت و دوسیم کا یہ دختر جو جہاندار میں تیرے حضور رہا اسکے خاموش وہ نامدار یہ کیا ذکر جو ہر و شفقت کے وہ کہتی تھی تاک کہول اپنی زبان کیا سبکو نصرت انہلی رہی تو بلاشتابی سب کام دل سپاہ جہاندار کا اوس کے تھکا کر ہوئے سر کو وہ نامدار یہ سب جو ملک زادہ نامور نہ کیجھا کوئی چاہہ جز افتخار ولیکر چکر کہہ اور کچھ آرزو	حضور شہنشاہ با صد خوشی سیاوش کی خاطر خوشتر کیا رکھا اوسکو مشغول کسب و مال سیاوش کے حکمرانی وہاں کہ امی شاہ یہ آرزو ہے مجھے سیاوش کو راضی کر امی سیر سیاوش گیا جب و سہروردان نہ سمجھا کہ خرافت بادی سیاوش سے سو یہ کہنے لگی شہنشاہ بہر ہفت ہیکم کا کہ ہر یسن میں رشک غلمان نہ پاخ دیا شرم سے زینا تعب بنین گرداوت کے یہ تنگ لب تہ تھا غنچہ سنا سیاوش سے پھر یہ حکایت تھی کہ حاصل مجھے سو و آرم دل سراسر مرے تابع حکم ہے یہ چاہے تھا لے کر راہ فر کہ تندگی سختی کروں کچھ اگر بنا چار بولا وہ منہ سن نہا ادب ہی ترا محب کو مادر لگی	اوسے لیکے پیشوا کے سب سہروردان کے ہوئی لگی یہ دل چاہتا تھا پھر شہر کا کہ اتنے میں سودا یہ جہن سیاوش کو اک دختر خواندہ طلعت اسنی شہزاد کو جب کیا پکڑتنگ آغوش میں شوستے کئی دختر خواندہ رہر جہن سوا موبدان سے مجھ کو عیان یہ سکر تمنا ہوئی یہ مجھے تو اندین کر ایک کو اب قبول کیا یہ بھی اندیشہ دل میں سوا کر کہتے ہیں سب سحرنا وہ سمجھی کہ ہی اسکو سرم حجاب ہوئی منتفضی مت ہفت لیا مجھے بعد کاوس کشورستان فریب اسنے خندا اوسکو دیکھ اوٹھا جب تو سودا یہ فریب سبا داغض بنا کہ ہوگا یہ پڑ عقد دختر جو تو نہ کن سیاوش نے یہ بات جہنم کی	ہوا دیکھ کر شہر قرن ہزار تو رستم کو بھی آفرین ہو سکی کہ ملک اسکو دے ماورالنہر جہاندار کی زوجہ اولین اوسے کتنی راسا تھ اوسکے تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا لیے اوسکے لوبے کسی دوست کہ سب سے بادشاہ ہونے تھیں تسے تخم سے اک سپہر جوان کہ وہ سپہری دفتر کے ہونے تمنا لی تاکہ ہو سکے حصول کہ یہ مان جیتی مری کچھ نہیں خدا و اس بہتر سے اور حراز جو دیتا نہیں بات کا کچھ جواب کہ عاشق ہوئیں تجھ پہ محال کر ونگی میں فرمانروا سے جہاں لب آپ شہزاد محسن کو اپنے لیا بوسہ پھر کچھ پھر بن تک بلا کوئی سر پر لائے یہ یہ البتہ میں نے پذیرا کیا تو سودا یہ کی حج خاطر ہوئی
--	--	---	--

کیا اوسکو خدمت بابت و طر ہوا شاہ و جہنم شدہ فدا کریم زور گو ہر و نعمت سیکر ان یہ سب نعمت و فخر رشک ماہ کہا جاکے اسے شاہ کو زہین وہ لائی زبا تیر خنہ سے دوش تہ سنجاب ہو مجھے دل شاد کر تو بحر بانو سے شاہ کشور کش کیا شاہزاد سے نے انکار جب سپاوش ہو جانے شتابان ہوا غرض فتنہ کو اوسنے برپا کیا خوشامیدہ ناخن سے رخ کو کیا یہ سن کر گیا حسد و نامور کہ شاہ سپاوش نے یان آن کے بدشوری اوس ہوئی مین رہا کہا یوں کہ اب راز کر آشکار یہ بولی وہ سودا یہ جسد گر معطر تھی پوشاک سودا یہ کی اگرچہ منظور تھا کھینچ تیغ سبا داکہ برپا کرے کچھ فساد شبستان میں گئی نازنین یہ سودا یہ شاہ نے پہر کہا نہ سمجھی بول میں جسدہ سا وہ بات اوسکی شہ نامدار ہوئی حاملہ ناگمان ایک زن حضور پہر کے طلب زود تر شہنشاہ کا اوس پرسان پر جب کنیزان یکایک خروشان ہوئے کنیزوں نے کا اوس یوں کہا	کہا پھر یہ کا اوس وقت شب دیا اوسکو ہاب شادی تمام ترے واسطے شیشے لائی یہاں تجھے رونگی ایک کن مین بیا سپاوش کے پاس آتا نہیں کہا کچھ نہیں عشق میں تیر چو مجھے بند سے غم کے آزاد کر بھلا کس طرح مجھے ہو چھٹا وہ سودا یہ فتنہ انگیز تب وہ دامن چھوڑا اگر گریزان ہوا کہ اکبر کی شور و غوغا کیا پریشان کیے بالی سرتا ہوا یہ احوال سودا یہ کا دیکھ کر پہچھاڑا مجھے زور سر پر سے مرا پاک عصیان سے دامن رہا نہ کہنا سب زراستی زمینار کہ باطل ہے گفتار یہ سب سپاوش کا دبا بہ تھا کوتاہی کر کر کو اوسکے جد ابیدہ تیغ خل ملک میں لڑا وہ دہرنا نہ تھی مثل سودا یہ بہ جہین سپاوش کو دیکھا تو ہو چھٹا نہ آئی ذرا بھیمانی سے باز پڑا نکر تا تھا کچھ زہینا ہوئی خوش ہ سکر یہ ظالم غن کیا شاد دیکے اوسے سیم دور سپاوش کا تو یحیو نام تب وہ سرگرم فریاد و افغان یوں غلانی حرم ہے جو تیری شہا	کہ دختر کو میری پذیرا کیا سپاوش کو پھر اوسے روز سوا اوسکے اسباب شادی جدا نہ آیا وہ شہزادہ کا مگار شہنشاہ نے اوسکو تنقید کیا جوانی یہ میری ذرا کر نگاہ یہ سکر لگا کہنے وہ نامدار یہ کتا نہیں تھے اصحاب اوتھی تخت سے ہو کر خیمہ کین لگی کہنے سودا یہ کر کے فغان کیا پارہ پارہ گریبان کو کنیزان بھی اوسکو اشاریے دے لگا پوچھے کہہ حقیقت ہو کیا کیا یہ ارادہ کہ بخیرت دہاک سنا بت قصہ ہوا غضب کیا اوسنے احوال سارا بیان لگا سونگے اوسکے پھر خستہ ہوا شاہ سودا یہ پر چشم کین ولیکن یہ اندیشہ دل میں کیا سوا اوسکے تھا مبتلا اوسکا بہت خرد تھے اوسکے فرزند تو خاموش ہو راز کو کر نہا یہی شہ سے کہتی تھی صبح و سہا اسی فکر میں تھی وہ بترن با لگی کہنے پھر اوس وہ کہہ جو کنیزوں کو میری ہوا دم جہر بہم خنہ تھی ایک ن آن کو ہوا اسکے بیدار فرمان روا ہوے اوس پیدا دوم دہر پہر	ملکہ زادہ نامور نے شہا یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور تکلف سے مینے میا کیا گئی پھر حضور شہ نامدار ملکہ زادہ ناچار پھر وان گیا نہ نہ ٹوڑ نہ مارے شک کیا توقع یہ مجھے نہ رکھ نہینا کہ اس کام سے رکھ مجھے نہینا سپاوش کے دامن کو کھڑا ہوا بلا کیا ترے سر پہ لائی سونان کیا چاک چاک اپنے دامن کو لگین کرے غوغا و غوغا رہ مکر سے اوسنے خط سہر کیا کے سر پہ دامن عصمت کو چا سپاوش کو شہ نے کیا پھر طلب وہ راز نہ فتنہ کیا سب عیان شہ نامور جہنم و نامور کیا خوار دس جیلہ کو دہین کہ پر زور ہے باپ سودا کا کہ تھی حسن مین غوث مدام غرض اسیلہ در گذر اوس سے ہو غوار عالم مین کر کے فغان سپاوش کو پہنچا عقوبت شہا کسی جیلے سے اوسکو کیجے کہ کہ اس حمل کو کر دے اسقاط کرین تاکہ غوغا وہ سب رہبر وہ سودا یہ اور جہنم و نامور یہ پوچھا کہ یہ شہزادہ غوغا ہو کیا کہا شہ نے لاکو او نہیں زود تر
--	--	---	---

وہ کہہ داشت میں بیگینہ پر شاہ یہ بچے سپادش کو چن تم سے وہ فضل دیکھا سپادش کا اب وہیں اوٹھکوی الفور باہر گیا یہ ظاہر کرو گئے ہیں تم سے کہا بعد کیہ فتنہ لے شہر بار جو آخر شناسوں نے ظاہر کیا نہیں رہ گئے تار یہ زمینار رہا سنے خاموش کاوس شاہ	دکشاہ حیرت میں کرنے لگا کہ خواب آو کیا تھا مجھے کہ کیا کام اوسنے کیا ہو غضب طلب اہل نجیم کو دان کیا خبر از پنہان سے اب دو مجھے یہ تم کیاں سے نہیں زمینا تو سودا یہ سے جا کے شہ نے کہا نہیں انکی کچھ بات پر اعتبار کہ پیارہ شہزادہ تھا بیگناہ	جب اس نے سے پوچھا حیرت کیا یہ سودا یہ فرسکے شہ سے کہا شہنشاہ خاموش حیران ہوا دکھائے اوٹھیں مرو و وہ پہر وہیں طلحہ بخت کو دیکھ سکے کیا راز پنہان ناپاک زن وہ بولی کہ امیر شاہ جو ہر شناس سیادش کو داجبے دینی سزا بداندیش از بسکہ سودا یہ تھی	یہ بخت فرت گزاشت کیا مری بات کا ٹھیکو باور تھا بہت اپنے دل میں پشیمان ہوا کہا انکے طلحہ میں کر کے نظر لگے غور کرنے وہ شام و سہر عیان سرسبز پیش شاہ دین تہمت سے ڈرتے ہیں نخر شناس سزاوار سے قتل اہل خطا شہزادہ سے یہ کہنے لگی
--	--	---	--



حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب کھایوں کہ مرنے ہو نہیں کھا کر اگر ہے گنگار جلیاے گا خطر کیا ہے اسی شاہ فرخ خضرا خداوند غفار کو یا در سیاوش کو شہ فرخ مین یا ولیکن شفاعت سیاوش کی	ستم ہر ستم ہر غضب ہو اسکے ناچار تہ شاہ وگر نہ نہ اندازا پاے گا نہین رستی کو بھی نہ گزول سیاوش گیا آگ مین خنجر سر چشم پر او سکے بوسہ دیا بہانہ ہی چاہے تھا کاوش بھی	کیا اور کرتا ہے مجھ کو خواب یہ شہر اکہ شہ نہ راہ نامدا ہوئی آتش افروختہ جب پا خدا ہے نگہان مرا ہر زبان نہ ہو نچا اوسے کچھ نہ نہینا ہو سخت سودا یہ پر شمشیر سر خون گنداشہ دین پناہ	یہ لکھ لیا ٹپے آگ کے دھیر لگا کھنے تہ شاہ نے ہوجا کہ ہے واقف آشکار ورن سلامت وہ نکلا پھر انجام کھایوں کہ کرتا ہوں شکوہ ملک غرض اوسہ کی مرمت کی
--	--	---	--

دستان فتن ملکہ راہ سیاوش جنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودا یہ از بسکہ بکیش تھی خطرناک رہت تھا وہ نامدار یہ پہونچی خبر اون فون ناگہان ہوا دشمنان اور کئے لگا کبھی ضلع جو ہوں کبھی کینہ خواہ سیاوش نے کاوش یوں کہا کما شہ نے مجھ کو کماں یہ تاب یہ مقصود تھا اوسکو اس بات کو وہ بولا کہ اوس نے کتر ہوں مین حضور شہنشاہ جو ہر شناس کہ وہ آپ تکلیف ہرگز نہ اب او نہیں الغرض دیکر سالن جنگ دبا پر جو تھا حکمران تازیان نہ ہرگز رہی طاقت کارزار دلاور تھا اگر شیوزاوس کا تھا نام رہا خوب در ورتیک کشت خون گریزان ہو چو گنڈے شہ تاب کہ ہو کر وہان بلخ سے سپیشتر سہراں پہنچے یہ اوس کے کما سیاوش نے فر قوم اسے کیا	سیاوش کی ناحق بداندیشی دعا مانگتا تھا یہ لیس و نہا کہ توران سے بال شکاریان کہ امی نامداران جنگ آزما یہ رکھتے مین دل مین خیال تبا کہ اسے شاہ شاہان کشور کشا جو شہرے فدا پیش افراسیاب کہ دوری ہو اب خصم بد دوست نہ اور قوت مین ہمسر ہو نہیں کیا پھر تھن تے یہ التماس رہو بان تارام عیش مطرب روانہ کما شاہ نے بیدیک سو آپ نے کینہ خواہی دون ہوا جگے محصور انجم کام کا ہوا دیکھ کر تازیان شاکام کیا فوج ایرانچے اونکو زبون گئے خشتہ دل پیش افراسیاب گذر آب جیون سے باکر و فر کہ جلدی کوست کام فرما زرا لکھایہ کہ اسے شاہ کشور کشا	ملکہ راہ کے قتل کا قصد تھا کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال ادھر پھر ہوا عازم افراسیاب بداندیش ترکان ثخوت شعا سپہ کھینچ کر بلخ تک لگی بار مجھے بھیجے سو افراسیاب زبردست تجھے ہ ایوان یہ بہتر ہو مین آپ لیکر سپاہ یہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ آزما کہ ہمراہ شہ راہ نامدار ملکہ راہ اور بندہ کافی مین پنا وہ شہ راہ اور ستم نامو ہوئی فوج ایران جو گرم تینر یہ سنکر سو بلخ پہونچا شتاب بہم متفق ہو پھر ہیرنگ ہوئی رزم کی پھر نہ تاش تون ہوا بلخ مین دخل شہ راہ کا سپہ دار توران سے ہوزر مخوا تو لکھ شاہ کو ناسیہ نامدا کیا حاکم بلخ کھا کر شکست	یہ تدبیر تھی اوسکو صبح و سا شہتابی کمین یاں مجھ کو بلخ یہ سنکر جاندار عالیجناب نہین عہد و پیمان پر استوا کروں اونکو آوارہ و قتل فوجا کروں جگے اوسکو تباہ و فرجا تو ہی جنگ مین دگر سب بلان بداندیش سے جگے ہوں مخوا سدا فوج توران پہ غالب رہا مجھے بھیجے رخصت شہ راہ پہی جنگ ترکان ثخوت نشان ولیری سے پونچا بلخ پر تو بس سولی و دہن اہ گنہ سپہ لیکے داماد افراسیاب ہوئی شہ راہ دیسی خواہان جنگ تو ناچار گر شہ راہ و تازیان یہ شہ راہ نے پھر ارادہ کیا کے اوس کے لشکر کو یکسر تباہ وہ کھینچو لکھے جو تجھے شہ راہ اور اپنا ہوا بلخ مین بند و
--	--	--	---

لڈر جانوں میںوں سے گر حکم ہو	سپہدار توران سی ہوزم جو	لکھا شاہ کا دوس نے یہ جواب	کہ جسخت پیکار افراسیاب
اگر وہ نہ جیوں سے آیا دھر	تو ہرگز او دھر کا ارادہ نہ کر	سیاوش بفرمان شاہ جهان	ہو بلخ میں پھر تو وقت کسان

آمدن کرشیوز داماد افراسیاب ہدایہ ترو سیاوش بدرخواست و آزر دگی کا دوس طلب و

جہان پندار توران و ہان	گئے جب کہ کرشیوز دنا زبان	گزارش کیا اوسنے احوال جنگ	یہ سنکر اڑا اوسکے چہرہ جنگ
گیا خواب میں شب جوار اسیاب	تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب	سواہول سے اوسکے گرم فغان	سنا جب کہ کرشیوز آیا دہان
یہ پوچھا کہ لے سرور نامو	تجھے خواب میں اب بڑا کیا نظر	جو یکبارگی تو خروشان ہوا	سراسر ان ہوا دل پریشان
یہ کہنے لگا اوسے افراسیاب	کہ اسوقت دیکھا نہیں یہ خواب	کہ اک دشت میں سیکڑوں پھیل	مری فوج بھی پڑ دہان اور میں
نمایان ہوا ابر میں ایک مار	سواہول سے ایران کے آشکار	وہیں باد صحر ہوندا ہوا	پھر اوسین سے اک فوج چلے ہوئی
کیا میرے لشکر کو اوسنے ہلاک	ملا یا ہراک کو تہ خون و خاک	پکڑ کر تجھے لیکے مردان	شہنشاہ کا دوس بھی تھا جہان
چوان ایک تنہا رشاک رشید و	وہ بیٹھا تھا نزدیک و شاہ	اوٹھا دوسین و کھینچا اوسنے	کیا چاک پہلو مرا سید مرغ
ہوا دلکو از بسکہ اسوقت درد	خروشان ہوا پھر میں ای نیکر	لگا کہنے داماد افراسیاب	کہ عکس ہوئی ہر تعبیر خواب
نہ ولین ذرا خوف اندیشہ کر	میرے مجھے ہوئی شمع و ظفر	یہ تعبیر اوسکی نہ آئی پسند	کیا لے سے ہرگز نہ خوف گزند
طلب اوسنے دانشوروں کو کیا	مفصل کہا اجرا خواب کا	ہوئے سکے خاموش اشلون	کہ متبادل میں ہر ایک کی جان
لے لے ایک نے عمدہ چان لب	سپہدار توران پھر لوں کہا	کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو	سیاوش لے شاہ ہو صلح جو
وگر نہ خرابی پڑے سے نظر	مبادا کہ ہو جاے نوع دگر	پند آئی گفتار اختر شہنشاہ	عطا کی اوسنے نعمت بقیاس
روان پھر کیا شہ نے داماد کو	سواہول زادہ نام جو	فقط نامہ اوسکے حوالہ تھا	تخلف بھی انواع وہ لیکیا
گیا جبکہ کرشیوز نام جو	سیاوش اوٹھا و دین تعلیم کو	وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا	پے آشتی اوسنے کی التجا
سیاوش ہوا دیکھا شادمان	پھر اک زرم آستہ کی دہان	ہوئے محفل رہش مطرب	گئی الغرض جب گذشت
اوٹھا دوسین داماد افراسیاب	ہوا جلے سرگرم آرام و فوا	سیاوش نے رستم سے پھر لوں کہا	کہ اے پہلا اوصاف اب ہر کیا
ہوا آشتی خواہ افراسیاب	متمن نے سنکر دیا یہ جواب	کہ بخواہ عاجز ہوا جبال	کیا آشتی کا تب اوسنے سوال
لے سخت سکار ہے بد نہاد	نہیں اوسکے کچھ قول پر جمنا	فرستادہ کو دیکھے یہ جواب	کہ گردان و خوشان افراسیاب
جنجین ہم کہین سو وہ آدین ہیا	برسم گرویان رہن جادون	تعلق غی ایران کے جو کچھ کہو	کہ اوسے بھی اب دست بردار ہو
بہین اس طرح صلح منظور ہے	وگر نہ رہ آشتی دور ہے	سحر جبکہ کرشیوز آیا دہان	کیا اوسنے مرکز خاطر عمان
یہ احوال لکھنے اوسنے قاصد شہنشاہ	روانہ کیا پیش افراسیاب	کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول	ہوئی آرزوی دلی سب حصول
سجارا و حوزارم اور جان بھی	سمرقند و سنجال کے تھی سبھی	عزیزان و خوشان فرخ نہاد	دلبران و گردان عالی نژاد
متمن نے جنگ کیا نام تھا	روان پیش شہزادہ اوٹھ گیا	ہوا شاہنشاہ نامہ مدار	متمن کو بھیجا سو سے شہر
لکھا صلح کا شہ کو احوال سب	کیے تھے توران کے اس سال	سختی خبر شاہ نے پشتر	کہ بخواہ کو خوب آیا نظمہ
اڑے ہول سے جسکے ہوش جا	ہر شہر میں اوسکو پھر خود ہر	سوا اوسکی اختر شہنشاہ نے بھی	کہ شاہ کا دوس تھا یہی

کہ تیرا معاون ہے پردہ دگار حضور شہنشاہ جو رستم گیا یہ پھر رستم پہلوان نے کہا تہمت نے آزدہ ہو گیا کیا کچھ تامل توقف درنگ	ظفر مند ہوگا تو اسی شہر پار کیا اجاڑا سب بیان صلح کا کہ ہر جنگ سے صلح بہتر تھا کہ حاضر ہو گھامین بیان خسرو نیکبخت ورامہ جو کرم جنگ	تہ ہوگی افواج افراسیاب لگا کئے تپ بادشاہ جہان کہا شد تو تم غدر کرتے ہوگر روانہ کیا طوس کو پھر شتاب سیاوش کو پھر ایک نام لکھا	وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب نہیں صلح منظور ہے پہلوان تو میں اور کو بھیجتا ہوں دھرم جہاندار نے سوسے افراسیاب کہ تورانیوں کو تو یان لیکے آ
---	--	--	--

آزدہ شدن بادشاہ را دہ سیاوش از کی کاؤس و رفتن نزد افراسیاب پیش آمدن و
بتفطیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہ را دہ سیاوش

پڑھا شہ کا نام سیاوش جب دیباستے پانچ کہ بہتر ہے کے قتل ہر ایک کو ہے یقین سوا او کے سودا یہ ہر کینہ جو نظر آوی جب یہ گزند و ضرر یہ سنگدست ہو کے اندوہین سمجھ اے ملکہ را دہ نام جو تو بہتری اوس کے کیل و نہا لکھا یوں کہ اے خسرو نامور مرزا محمد و پیمان ہر استوار غرض کہ چھ نہیں شاہ کاؤس سے نہ ہو چکر جہان مانتہ کاؤس کا متھار ہر غریزان خوشان کو اب کہ مجھ کو سمجھ محمد و پیمان چیت کہان طوس کو اب ای نیکو تو میں نے کیا شجکوا بہن پسر تو جو چاہے شجک وہ اقلیدون یہ نامہ پڑھا شہنشاہ تو چہ جب کہ دن عرض کیا ہر پھر عیا یہ جا کہ مجھ کو کسے تو ہا کہ گیا آخر آتش میں یہ خاکسار سپہدار توران کو عاجز کیا	ہوادل پریشان آزدہ تب کہ لاؤ سبج حکم کاؤس کے کہ دلین بھراؤ سکی ہر بغض دین مری دشمن جان ہر وہ رشتہ جو تو پھر جاؤن کیونکر حضور پر یہ گو درو بہرام بولے ہین کہ ہرگز نہیں اعتماد مدد رہون میں حضور بد عواد مراب پانی نہیں سب اگر سر بھی جے تو یان زینا نہیں ہے مجھے کام کو طوس رہون اس سے دان میں کبھی سوا کیا میں صفت بعیش و طر تسے ساتھ ہر صلح میری دست کہ سو آنکے مجھے اب ہم نبرد محبت کروں میں بطور پر زور گنج و اورنگ و ہر نیم و ہوا سب سے غم کے آلاؤ قہ کہ پہلے تو اسی شاہ کشورستان خدا کا نہ ہر گو کیا خون پاک ولیکن بالطاف پروردگار زروا فر دہ لکھے سے لیا	سران سپہ کو بلا کر کسا وہ بولا کہ خوشان افراسیاب مے عمر پیمان کا پھر اعتبار خدا جائے کیا عالم ناچار یہ دلین ہے بیان چھوڑ کر سب نہیں مصلحت یہ قرن صواب دبشا شہنشاہ نے پھر یہ چوڑا یہ کہ کہ دین ایک نام لکھا عویش کی پھر بھیجا او دھڑلور نہ پھر دینیں ہر عہد و پیمان یہ ہر قصد اب زیر چرخ برین بتا دیجیے کوئی ایسا مکان گیا پڑھکے چہرہ میں افراسیاب وے دوی کینہ ہو کاؤس سے جو منظور رکھ کر تو پاس و وفا کہ دن بلکہ فرمانبری روز و مجھے بعد کاؤس بہادر گر دہن غم توران صہم کی کیا شہم محب کو سودا یہ نے ستارہ شناسوں نے جو کچھ کہا سلامت ہا کچھ نہ ہو چکا خسرو بجوبی یہاں آئشی ہر بہم	کہو سو چکر مصلحت ہر کیا جو ان جاوین تو شاہ عالیقا نکوئی کر گیا یہاں بہنار مے سر پہ لاوی بلا کی با سپہدار توران کی لجن پنا کہ بد خواہ تیرا ہے افراسیاب کہ ہے گرجے قتل افراسیاب سو شاہ توران روانہ کیا کہ ہو تے اب آگے رزم جو رکھوں راہ و ہر مروت نگاہ کہیں نہ درجا کر میں کن گرج کہ جا کر دن میں قاتل ہا لکھا اوسے نامہ کا پھر یہ جواب وہی جنگ پر خاشا ہو طوس سے ہوا میری خاطر پر سے جدا تو آشوق سے یان لفظ طر کہ دن ملک یران کا تاجور اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا کیا پھر غضب شکو سودا یہ نے وہ زہنار تو نے نہ باد کیا کیا بلخ کو فتح یان آن کر وے تو نہ راضی ہوا ہر قسم
--	--	---	---

<p> سوخا نہ خضم لیتا ہوں راہ روان کر چکا جب تو بہرام کو تو کر دیکھو اور سکے نقولیں سب گیا الغرض سو افراسیاب پیادہ ہوئے دور سے دیکھ کر ہو سہ پہنہ اوسکے زرنشہار ہوئی تیرے آنے سے رونق پیا مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شہر کہ مجھے مخمور ہے تو اسے جوان حقائق شنو عاقل و سہ گو ہوا شاہ شہزادہ چشم شہ فزون تھا سیاوش کا اغلاز و جا ہوا جبے مہمان افراسیاب کہ اس شہر میں ہو سکے گزین تو میری وارث تخت و تاج و کلاہ نہ زہار ہار روز و شب اب کہین کہ گل شہر تھا نام رشک بہا ہوا خوش ملکہ زادہ نامور کہ ساتھ اور کے کیوں ہوا کھلا تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار کہ زن چاہیہ شوق سے تین چار مری پرورش میں مثال پر پنیر کیا شہ نے یہ اتنا س کہا جا کے گلشہر سے یوں کہ کہ راضی ہو نہیں کیجیہ اب شہاب فرنگیش کی ہونگی خدمت گرا فرنگیش کی مان ہوئی شاد کام بصد شادمانی و عیش و طرب بصد شہت و جاہ تو قیر و شان </p>	<p> ہوا سخت ناچار و محبور آہ وہ نامہ سو خند و نا مجو تھے اب جو اپنے طوس کی حجب وہ دریا چون گداز شہاب او دھڑا شاہ اور شاہزادہ او در شہر سے تا در شہر بار کیا تو نے توران کو گاستان دون و بریط و شام و جام ملکہ زادہ کا پھر ہوا مرغ جوان نکور کو خوش خلق و پاکیزہ سنی حبت گفتار لطف و کرم غرض روز و شب شیش گیتی کہ تو میری دل و جان افراسیاب یہی اب ہے مقرون کا زین بفضل خدا بعد کا و س شاہ یہاں ہے نزدیک ایران میں حریرہ کی تھی حنتہ کلندا جو دیکھا رخ و لب و سیمبر کینے سیاوش سے پھر یہ کہا تو ہو اگر اوس خت کا خوشنگا یہ میری رسم شامان عالی وقار کہ مصروف ہو خند و نامور کہا جا کے سو بکر سلطان پاس ہوا شاہ شہزادہ نامور دیبا سنے گلشہر نے یہ جواب ہسان کینان میں کیل و بنا گئی لیکے اسباب دی تمام پھر اپنی طرف سے بھی اسباب رہا سات دن جشن شامانہ دا </p>	<p> تو تم مجھے تجھ اب کچھ نہیں میں کب لکھا ملک تقدیر کا کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ روانہ ہوا لیکے نہ صد سو خوشی سے وہ آیا دین پیشوا یائین و خواہ و طرز نکو مجھے دیکھ کر دین ہوا کامیاب کیا جشن شامانہ تہ تیبا یک برسم پسندیدہ نگریم کی ہوا مرغ و دانا و مرغ سنا کہ تجھ با ملکہ زادہ مہمان ہوا ہوا وہ پرستندہ شہریار سیاوش کو اک روز اوسو کہا و فرم مجھ سے شام و بکھ بسرک عیش و طرب و شب تو ہو شاہ ایران بجاہ و شم تو اوسے خوشی سے پذیر کیا کیا ساتھ شہزادہ کی گفتار نکرتا تھا کا و س کو گاہے یاد کہ چکا نہ جسک حضور آفتاب دگر بار ساتھ اوسکے ہوں کھدا لگا کئے اوسکے وہ خوشید جا کہ میری رتبہ تو برتر مجھے وہ مردہ خوشی سے سنایا دین فرنگیش کے ساتھ ہوں کھدا کہ تو شاہ توران کا داماد ہو ہو خانہ شاہ افراسیاب ہوا اوسکے ہر ایک شان و ن ہوا خواہ و دختر کا سمجھا اوس </p>	<p> عوض مہر کے تو ہو چشم گین جو میری سر نوشت اپنی وہ ہو گیا طلب کر کے بولا وہ خوشید جا یہ لکھا ملکہ زادہ نام دار یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا کیا لکھا کہ آہستہ شہر کو سیاوش سے بولا یہ افراسیاب سپہدار نے پھر یائین نیک تواضع مدارا تو غلطیم کی تو میری نور پرستہ کی قباد میسرے قفا خر کا سامان ہوا جھکا کر ادب سے سرنگا کوئی نامدار ان بان و بٹھا بہت تجھ پر میری مہربانی شاہ تو ہو کھدا اے ملکہ زادہ اب کہ ہستی سے جب جا سو عد جو دیشہ نے شہزادے کیوں کہا اوسے دیشہ نے بادل پر صفا لگا رہنے ساتھ اوسکو دزات شاہ فرنگیش سے دختر افراسیاب سیاوش یہ بولا کہ اب کیا گیا طلب کر کے پھر موبد خاص شاہ عجب کیا جو اپنی دختر مجھے مصور سیاوش پر آیا دین خری ہوا جارت تو اسے دلزا یہ بہتر ہے ہکو بھی اسے نا مجو یہ لکھا خوشی سے وہ گل و شہاب ہوئی جا کے گلشہر خدمت کن فرنگیش کی مان نے سو پایا اوس </p>
--	--	--	---

کیا کھڑا رسم و آئین تھی کہ جبکہ نیند موت کے یان بیا سنی جبکہ کاؤس نے یہ نہر نہوا یہ پسر کی جدائی کا درد سپہدار توران سے پر غماش کا	فرخیش کو ساتھ شہزادہ کیے سوا سکے ہو کر بہت شادان کہ وہ بادشاہ زادہ نامور کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سر ارادہ ہو گاؤس کے دل میں تھا	درویش کو سپان فیماں نہ دیا نہ فراد کو دیار ختن گیا بلخ سے پیش افراسیاب خفا ہو کے شہ سے سویتان رکھا نہ نے سو تو دن و رات	بہتر اور سکودانے ملا اس قدر گیا لطف سے شہر پار ختن ہوا شاہ کے دل کو اک خطر اب روانہ ہوا رستم سپہ سالار لکھا یون کہ پھر آگوائے نامجو
--	---	---	---

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا و روانہ
شدن طرف دریای گنگا طیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع
و دلپسند و حسد بردن کرشیور و امداد افراسیاب و رغلا نید نش افراسیاب را و

سیاوش لکڑا دہ نامجو فرگیش کو لیکے با فوشان تعمین کے مردمان جا بجا لب گنگا اک جا بچھ پختی بنایا وہاں ایک حصہ چین ہر اک جگہ انواع نقش و نگار سپہدار کاؤس عالیجناب لکھی سبکی صورت بخوبی وہاں سوا اسکے بھیجا بہت مال و گنج سیاوش لکڑا دہ اس واسطے سپہدار توران ہوا شاد کام حضور سیاوش روانہ کیا سیاوش سے رکھتا تھا وہ نصیب دے دیکھتے سینہ میں پوشیدہ تھا بہت ساتھ اس کے ہار لکھا تو پھر دل میں اس کے ہوئی لکھ تو ظاہر کیا یون کہ اسے تاج دماغ اور کا تخت سے کسے بھرا	گیا سوی شہر ختن شادان کہ ہو وہاں خوب آب ہوا لکڑا دہ کو لگے دی آگہی حضور اس کے تھا پست چرخ بصورت گاہ ان جلوہ گر تھی ہا رنگ سپہدار افراسیاب بنائے ہر مکان غیرت گلستان حضور لکڑا دہ بیدار و بخت گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اسے رکھا پھر خوشی و فزود او کا نام تھا لکھ بہت بھیجے اس کے سوا یہ چاہی تھا کجنت بیدار دین لفظ ہر تھا ملاح شہزادے کا نہ آیا وہ دینک کے پیشوا زیادہ ہوا انصاف و کین و حسد سیاوش سے غافل نہ ہو رہا انکی میری تعلیم اس سے ذرا	ہوا جبکہ رونق فراخی ختن خبر دو کہ سکین گزین جا ہو کہ ہر اک مکان مثل بلخ جانا بنائے درون حصا لب لب کیو و مرث و جمید فرخ نہاد زیر پاں ہم رستم و سام و زال سنی شاہ توران نے یہ جو خبر پر پھر گھر شہر شک چین ہوا اون دنوں اسے پیدا ہوا وہین طفل کے ہاتھ کو زعفران گیا لیکے کرشیور نام دار کہ شہزادہ رہو نہ اس کا ہے گیا تہنیت نامہ لیکے جب زیرگی و خودی کا آداب وہاں وہ حضرت ہونما کا لیکر ہوا نہیں وہ سیاوش جو تھا پتر ذرا بہت کی اب اسے سپاہ	مرض سپہدار توران سے ہو نہ ہرگز خوش آئی ہو اسے ختن آباد و دیش فطرت ان رہون لکڑا دہ نے کی سکونت وہاں مکانی چھٹے خاطر پسند فریدون سنو چہ اور کی قصبہ یہ جتنے تھے گردن ماضی و حال تو بھیجے وہاں اور اہل ہنر کہ تھی حاملہ وقت عزم خستین کہ تھا حسن میں رشک شہر و قمر لگا اور بچہ کا اس کے نشان سجک سپہدار توران دیار نکلیا و کے اقلیم توران سے ہوا شاہزادہ تہنیت طلب لکھا یا بجا وہ ثریا نشان گیا بلخ سے جب پیش افراسیاب بیان کیا گردن و مکان میں کر و فر وہ کسے ہے دل میں خیال تباہ
---	--	--	--

<p>اطاعت سے تیری نہیں اور کھانا سخنا کے بھل کو فرسیا لگا کئے یوں شاہ توران میں مناسبت یہ اور بہتر ہے کہ دیکھا سیاوش نے توران دیا یہ ہے صلیبت شاہ جہند یہ سنکر لگا کئے افرسیاب سیاوش کو نامہ دیا کہ جب یہ سنکر وہ گرشیز بدینا فریب اوئے اسطخ ووش وہ خامش رہا کچھ پانچ دیا سیاوش کو افسے دیا یہ جواب مہین چاہتا زیر چرخ بلند نہیں ہو گمان یہ مجھے نہ پتا کیا اسطخ او کو شہ ہلاک ارادہ یہ اوئے مصعب وہ بولا کہ ہوں بہر رستی بلکہ جہل اب تو ہو گر ہوشیار یہی مصالحت ہے کہ جادون وہاں غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار کہ امرو مور بادشاہ وہاں ذرا بھی شفا ہو تو با چشم ہر حضور شہنشاہ توران دیا ذیل اوئے محکو کیا ماسخت کہا یوں کہ ہرگز نجاؤں ہاں گیا او طرف شاہ دیکر پنا ہدی رست نہ دیکھ سکے تمام فرگیش یہ سنکر گریان ہوئی کہا افسے چل تو بھی اسی دریا</p>	<p>یہی سوچا جو وہ ہر صبح و شام سمجھ اور کھائیں میں بیچ دیا کروان کو ضائع تو لازم نہیں کہ بھون اویش کاوس کے سب حوال یا نکا ہوا ہکار کہ لکھے سیاوش کو اب کر کوئ کہ پیش سیاوش تو پھر جہاب کہا ٹھکے افسے یہ با صد طر یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نرا یہ شہزادہ نامور سے کہا قسم دیکے شہزادے نے پھر کہا کہ ہے بد گمان شاہ افرسیاب کہ ہوئے تری جان کو کچھ گناہ کہ پھر کرے کچھ قسم شہزاد خدا کا نہ ہرگز کیا غوی کہ کہ کھینچے مجھے زیر چرخ جفا غلط شاہ ہو ہے گمان ہی وہن میں بلا کتب زینا بجا لاہون فرمان شاہ جان کہ ہاں لکھے عذر آیکا ایکبار یہی آزدی کہ حاضر ہوں اُن قدم بوس حاصل کر دن آنکر جو پہنچا تو بولا کہ اسی شہزاد کہ مینی ہٹایا مجھے نہ تمنت جو چاہے کرے بادشہ بیگان کہ تاشا ہر اوی سے ہو کینہ خوا لگا کئے شہزادہ ذوالکرام کمال او کی خاطر پیشانی فرگیش نے تب یہ پاسخ دیا</p>	<p>اگر ملک ران میں برپا دنا وہن و خول میں یہ لایا خیال پنہ جو کوئی لادے اپنے حضور سنی جت گنتا رافر سیاب یقین ہی کہ شہزادہ ہی پتا ہمانے سے اور سکھ طلب بھیجے دلا سا او کینہ اب لایا ہاں کہ پیش شہنشاہ والا جناب روانہ ہو ہوئے شہزادہ ہی کہ جانا مناسبت نہیں ہاں زبان تک سخن کو ذرا لکھے تو ہے اک ملکہ زادہ پست سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا یہ سنکر وہ بدکار کئے لگا فرام کیا تو نے لشکر جوان کیا ہے یہ رز تجھے عیان لگا کئے گرشیز بدینا سیاوش فرسوسو طر سے کہا ملے افسے ہر بات کو رد کیا فریب و دان ہوا کا رگر ولیکن فرگیش رہجو رہے وہ گرشیز مدبر کو مسند جو سیاوش ملکہ زادہ منور ہے نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار سنی شاہ توران فریب جت سیاوش جہدم سنی پھر کہ جانا میں گر پیش افرسیاب سیاوش ہی ہوئی کہ امرو مور کہ اب ہٹایا ہر محل محک ہے</p>	<p>اگر دارا شاہ والا نرا کہ شہزادہ دیکھ دینے دیکھے کمال ونا سا کھادے ہو دانش دور تو کینہت نے پھر دیا یہ جواب کہ ہے ملک شہزادہ سب بیگان نہ تاخیر کردا اب دستبجے غرض لیکن نامہ ہوا وہ روان سرچشم سے جاؤنگا میں شہزادہ تو باطل مری بات ہو بیگان وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان حقیقت ہی کیا مجھے فرما پے مری جان اور دل سے غور کہ سلطان نے دام محک کو کیا کہ اغریٹ او سکارا ہر جوتھا شہنشاہ توران ہوا بد گمان ملے مل میں اپنے تور کھو ہاں کہ اے نامدار گرامی نرا کہ دوسو اس ہرگز نہیں جو ردا کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا لکھا نامہ شہزادے نے زور تو ناچار یہ بندہ مجھ پر ہے روانہ ہوا دینے نے نامہ دماغ او سکا اب غرض دور ہے نہ میرا سخن کچھ سنا نہ ہینار ہوئی مشتعل آتش قہر تب تو گفتا کہ گرشیز حلیہ گر تو بیشک مجھے قتل کرنا طاب گزیراں ہوا اب سو ایران دیا کہ دنگی میں کیونکر کھلا راہ طر</p>
---	---	---	--

لیے وہ ان سے ساتھ دروہ نام	سواران جنگ از مالک ہزار	سلامت تو لبیا غرض جان کو	مجھے چھوڑ کر ان روانہ ہو تو
اوسے دیکھ کر رہو تو شاد کام	تو کچھ نہ دوس طفل کا کہیہم	کہ پیدا پس گر ہو ای سجن	روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
ہوا کا شجر پہ بیٹھ دھنک	ہوا میں گرم ہوا رنگ	مقابل سیاوش کے ہو جانتا	یہ سنکر خستہ افرا سیاب
سہدار تو آج پھر یون کما	سیاوش کو بے اسپ آخر کیا	رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہا	ہے سر ہرقتل ایرانیان
تو میں جان کو اپنی دھڑائیگا	سیاوش کے نزدیک جو جایگا	دلیری و مردانگی میں ہو فرد	شجاع و دلیر و قوی ہو یہ مرد
سیاوش ہے اس نام و خطا	پہلے کیا تم اور یون کما	کرے تیر کا او سکوا آجکا	یہی صلہ ہے کہ کیسر سپاہ
سیاوش کو بس لگیا کر اسے	بھجیم آخیش لاکے مروہ	مگر زندہ او سکوا کیرے بھی	بھلا قتل پاں کیسے تہیے
نہیں چاہے جلد ہی شہر لگا	کہ نہراویکے قتل میں رہنا	تو یون پہلو ان تسلیم نہ کیا	تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
کہ تھے کیتلم غیرت گلستان	ہوا دیکھ حیران وہ سرکار	مکا پھر سیاوش کے آیتاب	روان چو کہ پھر واکنے افرا سیاب
لگی کہنے یون باول دروہ	فروشان گریان توں کیا کیا	پراگندہ گیسو و خستہ جگر	فرگیش آئی مصو ر پور
تم جھپٹا پر رکھا کیوں نہ وا	کیا قصہ کیوں او قتل کا	سیاوش تیرے پاس لایا پناہ	کہ ایران سے آ کے افرا سیاب



<p>نہ دھم کا بھروسہ اس کی چہرہ منہ سار سخت قائم ہے کاؤس سیک اوٹھایا نہ خوان سیاوش پر تھو کہ دیدار چشم کی تھی آرزو اسے تو نہ سمجھا بجا سے پر خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ پتھر دل بدسگالان ہر اسان کرے سیاوش پہ دل سلیم کا جلا مے تخم سے ایک فتح پسہ کیا ت سے شہزاد کا جس بد ہوئی خوشی روئیدہ اک ان گیا سیاوش کے مشہد پہ آئی دوا سپہدار و س یہ بولا کہ بان نہ تخم سیاوش کا سچو نشان کہ مانع ہو اس امر سے شاہ کو روار کھ نہ ایداسے پیارہ زن کے خلق نقرہ اس و دمدم تو بھیجے فرنگیش کو میرے گھر تو لانا مے پاس ہے نامو کہ بدبخت کرشیوہ کی نہ سا گراشہ کی نظروں وہ ناگا</p>	<p>کہ دنیا کا ہرگز نہیں تھا ابھی رستم دانا بھی زندہ تھا نہ خاطر میں لایا ذرا اسکی بات حضور سیاوش گئی مایہ خور رکھا شہ نے شجواب ان پسہ تے خون پر کا باندھی کمر خدائی شکل کو آسان کر سیاوش کو میدان میں لے گیا کہ پیدا کرے داور و ادگر پھر اک شست قاتل لاکر کھا روان خون و سکا زمین پر گیا فرنگیش گریان نہ کہ کسان وہ گشتیوزاوستو حاضر تھا وہ کہ گرجا و اسکا حل بیگان نہ طاقت رکھو تھا کوئی ناجو یہ بولا کہ اے سہرہ نہ خجمن جو کوئی کرے دخت برہنم شہنشاہ کو جو بایں خطر اگر ملے اس سے پیدا ہو جدم پھر ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز پشیمان ہوا جسہ و ناما</p>	<p>برای خدا بخش اسکی نوجوان کہ نظروں کرین خلق تھیر دہم ملے بر سر جسم آیانہ شاہ ہوا بس شب تیرہ روز سفید کہ آیا وطن چھوڑے تو بیان جواب عہد و پیمان یوں پھر گیا کہ غصے میں لرزائی نہ بندید بجلم سپہدار آیا وہاں سیاوش ہوا پھر سنا جات ہوا کہ لے دشمنوں سے مر اقام بجلم سپہدار افراسیاب اوٹھتا ہوا سواوس سے عالم تمام لگی کہنے نقرہ بیاںک بلند تو کر ضرب شلاق اب اقتدار ہوئے ل میں نقرہ بیاں سرسبز کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب کہیں بھی نہ ہرگز یہ دستور طلبکارا ونگیہ پر ز زمین ترے واسطے مے بخشا سے فرنگیش کو اپنے گھر لے گیا سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہ</p>	<p>فکر خستہ و خوار مجھ کو تو مان سمجھ بات کو اور ست کر کو کم ہوئی گر چہ زاری کنان شکست فرنگیش آخر ہوئی نا امید یہ کہنے لگی جو کہ ناری کنان خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا مجھے بات یہ نہیں تھی امید غرض دوسرے روز اک پہلوں گیا ساتھ اسکو وہ گریہ کنان دلیر و جوانمرد جو یا سے ہم کیا سر کو آویختہ پھر شتاب کہ پر سیاوش ان گن کا ہر نام سپہدار تو ان کو وہ دروند شتابی فرنگیش کو باندھ کر جو حاضر تھے اوس بہر میں نامو گیا سنے پیران و شتاب کہ مروی سچو بات بس درے فرنگیش خواہاں نہ نہیں کہ شاہ مے یوں کہ لیا سے جوشہ نے کہا سونہر رکب ہوا خستہ انگیز از رو گین</p>
--	--	--	--

ولادت کینسر و از بطن فرنگیش خواب پریشان دیدن افراسیاب

<p>فرنگیش پیاری خستہ جگر رکھا نام کینسر وادس طفل کا نہ لایا غرض میں افراسیاب لیے شمع اک شخص آیا وہاں کہ بیدار ہو خواب سوز و تر ہوا خوف پیدا جو دیکھتا ہوا</p>	<p>رہے تھی تارام پیران گھر پھر اندیشہ پیران دلیں گیا بیابان میں کو کوک کو بھیجا شتاب سیاوش بے دنبال اسکے دہان شقاوت پہ ایام کی کر نظر اوٹھا کا پتا شاہ افراسیاب</p>	<p>جو نو ماہ گذری تو پھر ایک پو کہ لیا بون گریں شاہ جان او دھر خواہمیں شاہ تو انکو شب لیے ہاتھ میں تیغ الماس کا شب چشمن ہو اور روضہ طرب طلبشہ فی پیران کو وہاں</p>	<p>تولد ہوا حسن میں شک حور تو صنائع کرے طفل کو بیگان لفظ آئی یہ واردات عجیب یہ کہتا ہے وہ سر در نامدا کہ پیدا ہوا شاہ کینسر واد جو حاضر ہوا وہ تو اوس کے کہا</p>
--	--	---	---

کہ یہ کج بھٹکو ہویدا ہوا لگا کتنے دوا سے شہ ناجو ہوا خوف و اندیشہ اسد منجھ اور اب دوسرے ناسخ اس طفل کو غرض اس طرح سے میں لایا نہیں سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک ستی بات پران ولیہ کی جب وہ پروردہ ہو کر سیاہ بنیں جیہ کرین تریست تاکہ شام سحر سیاوش کے فرزند کو سرو مان ولیکن یہ پہونچی خبر اب سبھے مگر لوگ کہتے ہیں دیوانہ ہے وہیں پیش کیخرو ذوالکرام غرض لیکن دشت سے مردمان لگا ہو چنے اس کچھ شہر بار ستی گفتگو طفل کی ہے جیہ جو کوئی بیابان میں پروردہ ہو نہیں کچھ بدو نیک کا اس ڈر سیاوش کا جو ساختہ ہر مکان ستی جب یہ گفتار فرمایا فرنگیش بس دم کہ پہونچی وہاں فرنگیش کو خیر و مسہ جبین	فرنگیش سے پور پیدا ہوا بیابان میں چھٹکوا و پائل کو کہ منالغ کرے تو سبادا اسے کرے قتل کر کے شہ ناجو اسے لاکے بھٹکو دکھایا نہیں سے تھا دل تابو خرفناک رہا وہ سپہدار خاشوں تب ہوا دس برس کا بالاطاف سکھائے اسے الغرض سبب سیا بنیں ال کے تھو تاکہ وہاں کہ اس دشت سحر ایک چھان شعور و خرد سے وہ میگاہر یہ پران ولیہ بھیجا پیام اسے بالباس شہانی وہاں وہ پانچ لگا دینے دیوانہ دہا سپہدار ہنسکر لگا کتنے تب نہ کو دن ہو کیوں آئندہ نوجو ہنیں کینہ جوئی کا ہرگز خطر عیان ہو فرار سیاوش ہاں تو پران ولیہ نے کشتاب تو پران پایا وہ شہر مکان خبر یافتن شاہ عالیجات کیسا و س از	کیا اسے اقرار تب یوں کیا یہ سنکر لگا کتنے اور سیاب ہوا ایک تو ظلم یہ مجھے آم تو ایسا ہو چکر آوے بلا تری متری جا ہوں گم گاہ وہ دیکھے تھا خواب پران نہ لایا زبا نیر سخن کو ذرا تو پران ولیہ بھیجے وہاں وہ تیران نفاشہ کا چرخا کا نہ زندہ رہی کو دک شیر غور خوشی سے اٹھا لیکیا اپنی کھر یہ پران سے بولا پھر فرمایا کہ دیوانہ نہ بنکر تو یان آہو کیا تا جو کو سلام آئے جب کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا کہ یہ طفل دیوانہ ہو بیگان کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ نہ جو چاہو تو لیجا کے اس طفل کو یہ کہہ کر مسکن گریں کچھ ہو حرا کیا بس فرنگیش کے لکڑا دے کے شہر پاک پر خبر یافتن شاہ عالیجات کیسا و س از	کہ اس طفل کو اب مریاس لایا کہ یان کیوں نہ لایا دیا یہ جو سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ تو ہو کر خنار قہر خدا کہ ہو ملین ترا بندہ ٹیکھا پر اکندہ خاطر تھا ہر صبح و شام تہ تو چھا پھر اس طفل کا ماجرا نہ منند داناو کار آگمان لگا ایک دن کتنے اسے شہر بار نہ گردنہ تیری ہو خون رینہار کیا اسکو پروردہ مثل سپر کہ دیکھ نہیں اسکو بلا و شتاب زبا نیر پریشان سخن لائیو ہوا کچھ سپہدار شہر مندہ تب سوال اور تھا وہاں جواب تھا یہ بولا وہ پران ولیہ ہاں نہیں ہی کسی کام کا زینہار فرنگیش کے اب حواسے کرو رکھے پاس پ اپنے فرزند کو کیا گھر سے پھر آہ نصرت آو جو دیکھا تو رویدہ ہوا ک شہر ہوے اس کے سایہ میں مسکن گریں
---	--	---	---

کشتہ شدن شہزادہ والا تبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان
و غریمت تھتن با فوج گران برائے انتقام سیاوش طرف توران جنگ
با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کا کوس نے خیر کہ رستم کو زابل سے لائے یان	کہ ترکوں نے کاٹا سیاوش کا سر یہ سننے ہی وہ رستم پہلوان	ہو اسکے دلگیر و اندوگین روانہ ہو زابل سے آشتاب	کیسور و اندہ کیا پھر وہیں حضور جہاندا کو کیوان جناب
--	---	---	--

سیاوش کا اسکو ہوا یہ اہل
 گیا اس سبب سے وہ ہاتھوں
 وہ بولا کہ شاہ آفاق گیر
 یہ دیکھیں ہر سخت پیدا کر
 کیا قتل دان اُسے سودا یہ کو
 کروں قصداً سو افراسیاب
 ویران و گردان ایران دیار
 وہ ہو پختہ جو سرحد میں تو رہے
 وے وقت پیکار کے وہ جوان
 عزیز دل شاہ افراسیاب
 کہ رزم سرخہ کو کر کے اسیر
 لیا طوس نے خنجر تیز حسب
 تصدق میں شہزادی کی روح کے
 کرے جو یہ الحاح تزاری بیان
 نہ ہرگز کروں رحم اے پہلوان
 وہیں پھر سرخہ کرو سیاہ
 گئی جب خبر پیش افراسیاب
 غرض یکے پھر لشکر بھجوا
 دو لشکر مقابل ہو جب وہاں
 کروں کجا میں ساتھ رستم کے جنگ
 تو میں ملک نصیب بخشوں تجھے
 اگر ساتھ آئے کرے کارزار
 یقین ہو کہ یہ پہلوان دیس
 غایت کیا اور کہا یوں کہ ہاں
 کہ وہ رستم تیلن ہر کسان
 یہ بولا کہ ایک ترک سے آن کر
 خروشان ہوا تھے میں جہنم پست
 ہوا گویا جی بے تہ تنگ
 پر اس ترک نے کھینچ کر تیغ کین

کہ قاصر ہے جسکے بیان سے علم
 کیا بلخ سے لیغے سو کر اجل
 تو اُسکا بھلا کیوں اُڑا لنگہ
 کروں تیں اُسکے جدا کجا سر
 نہ بولا ورا وہ شہ ناجو
 بیتامت کروں کجا بریاشتاب
 گئے پھر رستم نامدار
 مقابل ہوا ایک گردان کے
 ہوا قید ہستی سے آزاد و
 پے جنگ و پیکار آشتاب
 حضور بدرے گیا وہ دلیر
 یہ کینے لگا طوس سرخہ حسب
 مجھے بخش اور دگر خون سے
 کہے تو اسے جان دون دان
 کروں قتل ترکوں کو یاوں جان
 روانہ کیا پیش کاوش شاہ
 گیا کہ یہ اُسے شال سحاب
 روانہ ہوا شاہ افراسیاب
 ہوا کہ دے جتا بان نہاں
 کروں غرق خون اسکو بید رنگ
 اور اک دختر مجھ میں بن جتنے
 تو جانیر ہو پلیم نہ ہمار
 کرے وقت پیکار رستم کو زیر
 تھمن سے کر جا کے چال کچان
 جسے لوگ کہتے ہیں شیر زبان
 نہ ہرگز لڑے رستم نامور
 ہوا گرم کین ترک چالاک دست
 مدد کو فراہز تب بید رنگ
 کیا کینہ خواہو نہ کو زخمی وہین

یہ بولا کہ تھا اسے شہ نامدار
 کہا شہ نے سودا کی سخت ہر
 جو کوئی کہ ہو سرور و خمن
 رہا شکے خلموش شاہ جہان
 تھمن لگا کہنے یہ بعد از ان
 یہ کمزور ہیں یا سپاہ گران
 حنیہ و کبر اور سر و جوان
 کہ اس گرد کا نام آباد تھا
 یہ حبشہ توران کو پہنچی خبر
 فراہز زور تھمن وہین
 کہا طوس اُسے اعزامور
 کہ تھا شانہزاد کجا میں دوستدار
 سر رحم آیا و طوس دلیر
 یہ بولا کہ تھمن خدا کی قسم
 شتاب اسکی تیں سے تو کر جدا
 شہنشاہ نے دروازہ قلعہ کے
 عزیز اس شکر کو تھا وہ سپر
 شتابی سے پہنچی کارزار
 برادر جو ہر ان کا تھا پلیم
 کہا شاہ نے تو نگہ گر شہ نہو
 یہ پیران نے سکر گارش کیا
 کہا شاہ نے پلیم ہر جوان
 یراق اپنے پھر پلیم کہ تمام
 وہین پلیم سوے میدان گیا
 یہ سکر وہین کیو جنگی سوار
 یہ کمزور ہیں کیوں نے بید رخ
 کہ میں گیا کیوں کے تیرہ بند
 گیا کر کے تیغ مرا نشان علم
 ہوئے جبکہ زخمی فراہز گجو

اُسے خوف سودا یہ تابکار
 مراد لب تنگ آتش آہستہ ہر
 یہ لازم نہیں ہو جو محکوم زمر
 گیا پھر شہستان میں وہ پہلوان
 کہ ہر شاہ شاہنشاہان جہان
 روان سو توران ہوا پہلوان
 سبھی شہنشاہ خون تورانیان
 وہ یعنی کہ حاکم تھا سحاب کا
 تو شہزادہ اس سرخہ نامور
 مقابل ہوا اُسکے از رو کین
 کہ شل سیاوش اُسے قتل کر
 بہت اُسکے غم سے ہوا شکبار
 یہ بولا کہ سے رستم شیر گیر
 ہما نثار کشوشت کی قسم
 یہ شکر اُسے فوج اُسے کیا
 کیا اسکو آویختہ کینے سے
 ہوا اُسکے غم سے بہت فوج گر
 سو پہلوانان ایران دیار
 وہ بولا کہ اُسے شاہ کیوان علم
 ترے ہاتھ سے رستم ناجو
 کہ رستم ہر گرد نیرد آزار
 دلیر و قوی باز و پہلوان
 دیے اور اک تو سن تیز گام
 یہ گردان ایران اُسے کس
 گیا سوے میدان پے کارزار
 یہ چاہا کہ کیجے اُسے نیر تیغ
 کہ زمین سے جدا ہو مل جہند
 گیا نیز سے کو پلیم کے قلم
 تو پہنچا تھمن بھی کر کے غرا

یہ بولا تو کرتا جو جسکو طلب تھمن سے کہنے لگا پلیم تھمن یہ بولا کہ نہ یہ رفلک یہ کہہ کر ہوا ترک سے گرم کہن کہا دلین رستم نے ایسا سوار کہ بندہ میں سپہ سوار کے دین سرخاک پہنچا کہ کو دال کر اسے بخش اب دخت و تاج ویر سیاوش کی جان پر کیا وہ خفا نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا کہ اسے نامداران توران دیار سپہدار نے پھر مکر رکب اُسے جبکہ رستم نے مانند کاہ ہمارا ہوا بقتل منظور کر وے جسے ہو گا نہ زینہار کیا آپ ناچار پھر قصد جنگ تو اب مجھے ہوا نگہ ہم بند یہ کہہ کر گیا سوے سیدان شباب سپہدار نے نیزہ اک آن کر یہ چاہے تھا پھر رستم ارجمند تھمن نے مارا جو نیزہ شباب غرض ترک نے زرش کو زود تر لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب دلیری سے پھر رستم پہلوان وہین لشکر رستم نامور سفر شنگ چوں آڑ دہائے دنا ہوئی فوج رستم ظفر باب جیب رمدانہ کیے لبس و مین مردان وہ آیا تو بیران سے نہ کہا	وہ رستم بھی آیا خبردار اب یہ خوش طرہ مردی کہ تم اور ہم بچا ہی کبھی میں ہرگز ملک اور اس ترک نے تیغ مار چیں نہ تکیوں سے دیکھا کبھی زینہار کیا بندہ نیز سے کو از رو کہین خروشان ہوا رستم نامور کہ یہ صلت ہو بہت دلپذیر اب اور وے تو کیا کر گا ونا کہ یکسر سپہ کار بون دل ہوا کہ کو کونسا آج جنگی سوار سران سپہ نے یہ پاسخ دیا اٹھا زین سے چھینکا سب گاہ تو پھر گھا کوئی نہ شمار سر جو اس اڑد با سکرین کا زار گیا سو جرمیدان غرض بیدار یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر خرد مقابل ہوا اسکے افراسیاب جو مارا سر رستم نامور کہ بندہ میں کہ کے نیز سے کو بند لگا بر سر سپہ افراسیاب دلیری سے مارا جو گز آن کر سوارا و گھوڑے بہ ہو کر شباب ہوا سو ہوا مان جو حکم کنان تھمن کے شامل ہوا آن کر گئی فوج ایران تعاقب کیا ہوا شاہ توران کو نڈشتہ تبت کہ تا شاہرا دیکوئے اوین کہاں رکھے اُسے یہ پاسخ دیا	یہ سنکر وہین عطف کر کے عثمان کہین جنگ میدان میں اور خفا کہا پھر یہ دو فوج چھاؤ تم شکستہ ہوئی لگ کے بس خود یہ یہ ترک دلاور ہی چالاک دست اٹھا کر اسے زین سے جون پر کاہ کہا یوں کہ اسے شاہ توران یار بامید دخت و زور و ملک و گنج یہ کہہ کر سختی دے دشوار دخت نہر سپہ رخ روز دگر آفتاب مقابل تھمن کے ہو دیگا مان کہ تھا سپہ اسم اکیل نامدار کہے تاب پھر کون ایسا خرد یہاں ہاتھ سے زہری ہر ایک کو کہا پہلوانوں نے جب یہ تھمن کہا شاہ نے دان بباگ بلند کہا جا کے یونہی شاہ توران اب ہوئی بارش تیر پہلے ومان تو جا پوچی چم کر تک سنان زمین سے سپہدار کو لے اٹھا یہ بیتیابی اسدم ہوئی سپ کو ہوا زرش اس خبر سے درمند گزیران ہوا چھوڑ سیدان کو تو ہومان نے لی تیرا راہ فرار نہ تورانیو نہیں رہی ناب جنگ غرض اس طرح ترک کشتے ہوئے کہ شہزادہ کبھی نہ ونا جمو کہے لوگ اور اسکو لاؤ شباب رکھو اسکو دریا چھینکے اودھر وہ آیا سو رستم پہلوان نہ تھمن میں یہاں اب یہ فوج ہار توقف نہ اب در میان لاؤ تم ہوا ایک پردہ رستم کا سر تو انا جو زور چون پیل مسک کیا جانب قلب توران سپاہ یہ ہی پہلوان باشکوہ و وفار یلان کو تو کہتا ہے پامال رنج بھرا وے وہ کہہ دینے زرخبت جو کھلا تو بولا یہ افراسیاب کہ ہے شکے خاموش سپہ پہلوان تو انا و زور و زنجبگی سوار کہے جو تھمن سے جا کر بند تو کہ قتل اسے ضرور تاجو تو غلجیں ہوا سسر و راجمن کہ اسے پہلوان رستم ارجمند سیاوش کا گنیہہ بالطف رب لگی چلنے با ہم سنان بعد از ان رہا خیر سے لیکے جسم جو ان وہین ایک جانب سے ہومان گیا کہیں گزرا وہ شہ کینہ جو برہا ایک قائم مل ارجمند بچا لیکیا اپنی وہ جان کو گیا اسکے ونبال وہ نامدار قراری ہوئے سر بہ بید رنگ کہ شتو کے تاج خیشے ہوئے پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نو حضور سپہدار افراسیاب کہ ہرگز نہیں ہر وہاں کچھ خطر
--	---	---

دیا بھیج شہزادے کو پھر دیا بہت ملک تسخیر آستے کیسا	کہ تا کوئی اسکا پناہ و نشان بہت گنج اور خزان وافر لیا	سپہدار توران کو کر کے تباہ سران سپہ کے لگا ہاتھ نہ رہا	مہمن ہوا ملک توران کا شاہ تو نگہ ہوئی وہ سپہ سر بسر
کیا قتل ترکوں کو بلبس جا بجا مہمن بعد فرو جاہ و جلال	کہ اک ترک وان خربت رہا رہا ملک توران میں پناہ پناہ	جو لیتا کوئی نام افراسیاب روانہ کیا لشکر بے حساب	تو رستم آستے قتل کر مانتا ب بدن مال سلیمان افراسیاب
مہمن نے پھر قصد ایران کیا غرض گدگد کر کے رخصت ہو کر	طلب کر کے تباہ گدگد کر گیا افراخز کو ملک کر کے سپرد	اگرے گیو اب الگ کر جب تیر ہو آستو ایران و تہان روان	تو خیر و نام بردار کو شگفتہ دل و خرم و شادمان
نہو مال و اسبان یازین نہ رہا اعلامان ترک اور گنج و گہر	کیا نہ افراسیاب پیش کاوش مہمن خوش ہوا شاہ گیتی پناہ		

رقن کیو تبتلا شش کمن و نشان یافتن ملکر اوہ معاہدہ طرف ایران و جنگ با کلبا ویران

یل نامور گنج کی سوار کیا کو نہ ساتھ اپنے وہ لیک گیا	ابن مردہ رستم نامدار فقط آپ تھا یا کہ شہید بر تھا	رہا کہ جتا لیتا ہوا رہا بہر نشان اسکا کوئی پتا نہ تھا	روانہ ہوا سو دریا سے چین ہوا جہادہ پیسا یل نامور
ہر اک سے تھا پیرسان ستر کی زبان ہر اک رہا سپہ کو وہ جنگی جوان	نشان ملکر اوہ جگر نشان کرے قتل تھا دشمن کا بیان	کہ چو چاہے تا کوئی جا کر کہین کہ سکن کا اپنے تبتا ہر نام	خبر پیش سالار توران زمین ملکر اوہ کھنڈ و ذوالکرام
رہا ان ہو گیا گویا بے اذان جو دیکھا تو پھر آستے وقت سحر	یہ گود زلزلہ ہوا یہ گدگد روانہ کیے چند مردم او دم	شہابان ہو کر زیر پیچ فرین خورش گور پوشش بھی چہر	ولیکن ملا گیا ورن کو کہین بجائے نک تھا وہاں آشور
جہاں میں آستے جزیرہ کا نام اوٹھا تا ہوا محنت و رنج و درد	شہید روز تھا گویا مور نور بیابان نور دی سوس گم تھا	گیا گویا دیکھا چین سے گذر لگا کتنے افسوس کر کے کمال	نہ مقصد کا پھر ہاتھ آیا گھر گئی رایگان محنت ہفت سال
نہ تو اب اسکو تھا اور آرام تھا کہاں خسرو نامور کا نشان	سپا یا تو عاجز ہوا پہاوان کہ پھر چلیے اب سب ایران دیار	سے مردی نے اجازت نہ دی دو چار کے چاکر چہ چند کس	حیا نے بھی نہ رہا رخصت نہ دی لیکا یکا ہو سے آن کر ہنفس
نہ تو اب اسکو تھا اور آرام تھا کہاں خسرو نامور کا نشان	کہ پھر چلیے اب سب ایران دیار رکھا رسوے واد کو ہزار	تو گشتہ کیوں ہا کیلا ہیران سیابان میں آگیا ناگمان	مجھے شوق ہے بیشتر صید کا کہ ہر سے ہوا جاؤ گے تم کہ ہر
نہ تو اب اسکو تھا اور آرام تھا کہاں خسرو نامور کا نشان	کہ پھر چلیے اب سب ایران دیار رکھا رسوے واد کو ہزار	تو گشتہ کیوں ہا کیلا ہیران سیابان میں آگیا ناگمان	فلانی جگہ ہے وہ فرخ سیم تو کیا کیا رہا ورن نے مقام
نہ تو اب اسکو تھا اور آرام تھا کہاں خسرو نامور کا نشان	کہ پھر چلیے اب سب ایران دیار رکھا رسوے واد کو ہزار	تو گشتہ کیوں ہا کیلا ہیران سیابان میں آگیا ناگمان	کہ ایسا ہوا آستے ہو بچے گزند و لے خسرو نامور کا نشان
نہ تو اب اسکو تھا اور آرام تھا کہاں خسرو نامور کا نشان	کہ پھر چلیے اب سب ایران دیار رکھا رسوے واد کو ہزار	تو گشتہ کیوں ہا کیلا ہیران سیابان میں آگیا ناگمان	یہ دیکھا کہ بیٹھا ہے اک نوجوان نمایان ہو یکہ دست فرجے

کہا اپنے دلین اُسے دیکھ کر
 مگر ہے سیاوش کا فرزند تو
 کہ ہے گیو گو درز کا تو پس
 لگا کئے پھر وہ دل نیک رعو
 مرے باپ کا ایک ایوان ہے
 ہم رستم و طوس و گو درزیاں
 یہ ہولا کر اے خسرو خسرون
 پراک اور بھی عرض ہر خسرو
 سقر حسیہ ہر کو تھا ک نشان
 سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا
 یہ دیکھا تو خدا دان ہوا پہلوان
 کیا اوسکو گھوڑے پر اپنے سوار
 فرستادہ پراک اوس چلتے پر
 ہوئے جب مقصد پہنچا کامیاب
 غرض گیو و خسرو قرین طرب
 سبا و اکہین مردمان خود
 دہان ہن اور اک گردنہر اودام
 یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان
 سوار راہ نہ ہو کر دہان سے بھی
 یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
 سہ صد لکے ساتھ اپنے مردان
 اوسے دیکھ کر گیو جنگی سوار
 سنی تھی یہ آخر شناسوں بات
 رہی گاہ محفوظ آفات سے
 ہر اک طرف گھوڑے کو دھکے تھا
 پھر گیو جنگی پہنچے بے غصہ
 کہا گیو سے شاہزادے فریون
 مدد سے شہا تیرے اقبال کی
 ہو رہی راہ ہراہ وائے روان

کہ شاید ہے یہ خسرو نامور
 ہر انداز کچھ نہ نا جھو
 یہ سنکر وہین پشت زرین کو تر
 کر اے باوشہ زادہ نا جھو
 کہ خوبی سے رشک گشتان
 جو آوین تو پیمان لون بیکان
 شکوہ کیا فی ہر تجھے عیان
 کہ باز و کو اپنے دریا کجے وا
 سرباز و سے خسرو ان کیان
 و وہین اپنا بازو پر نہ کیا
 اوست ہوا وہین بچہ کنان
 جلو میں ہوا گیو نسخہ تبار
 گئے جب تو بانی اودھو کج خبر
 تو بس بچر گئے سب پر اشتیاب
 گئے کج خبر فریون کج یاس تبار
 خبر پاکے ہو پچھن یہاں نکل
 بہت کل پسند اور ہی تیر گام
 بسوی در گاہ سپان و دان
 فریون کج خبر و گیو بھی
 کھڑا من تھا وہ پیش و سپاہ
 گیا کر کے یافرشقاوت شمار
 ہوا اسکے آما وہ کارزار
 کہ ہو گا کچھ خوش صفات
 غرض جمع خاطر تھی بہت
 نہ ترکہ نکل خاطر میں کچھ کا تھا
 گیا پیش کچھ نہ نامور
 کیا تیرے بیدار محکو کیون
 مخالف کی سب فوج بالکل
 وہ کھایا جو کچھ ہاتھ یاد رہا

وہین گیو نے اوسکو کر کے سلا
 یہ سنکر کہا اوس جوان وہین
 دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا
 مجھے تو نے پیمان کیونکر لیا
 کچھ صحت پہلوانان نام
 و کے سطح تو نے جانا مجھے
 تیری شان سے یہ ہر کار
 نشان کیاں تا یہ ہر کار
 کہ تھا فیہ ارشاد کو تکیاد
 یہ سنکر ہوا جبکہ بازو شاہ
 سپہدار ایران و توران کا
 قرین طرب وائے ہو کر دہان
 کہ اک گردنہر اودام کا
 فرستادہ گو درز کے بھی ہن
 وہ بولے کہ تاخیر کجے نہ بیان
 یہاں سے ہر نزدیکی کج خبر
 سیاوش کے گلے کا ہر کھنڈ
 وہین کر کے لایا اسیر کتبہ
 روانہ ہوئے سواران یار
 روانہ کیا اُسے گلہا و کھ
 اودھو خواب میں تھا وہ نکل
 پیکر گزارا کھینچ کر تیغ تیر
 جہان ناچار بادشاہ عظیم
 وہ گرد و لاوریل شیر زاد
 جو میدان میں غلبہ ترکان
 کیا جنگ کا ناجزاسب بیان
 وہ بولانہ تھا یہ گوارا مجھے
 ہر اشاد و ان خسرو پاک زرین
 گیا جبکہ گلہا و پیران کے یاس
 عیان اسکے چہرے تھا پیران

گزارش کیا یون کر اذوالکرام
 کراے پہلوان محکو ہی یہ یقین
 ادب سے زمین بوس حاصل کیا
 تباہ اوس نوجوان نے یہ پناخ دیا
 بنایا مجھے آگ ہر اک نام
 ہوا نام معلوم گیو نہ کجے
 کہ ہر تو ہی کچھ نہ نامدار
 تشریف گزین خاطر زار ہو
 دلیل درستی و تسل تراو
 نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
 بیان ماجرا اسکے آگے کیا
 جہان تھی فریون آئی وہاں
 یہاں سے ملکر اودیکر لیک گیا
 گئے پھر کہیں گیو پایا تین
 ابھی ہو چے سوئے ایران و
 کہ سپان سلطان تورانی یار
 اوسے جا کے لایا ایل ار چند
 نہ تھا وہ سپاہ و بھی اک کھنڈ
 ہوئی ساتھ تالیہ پر و دگا
 یہ نال کچھ نہ نام جو
 کہ ہو چکا اودھو گھوڑا کج خبر
 بیابان میں برپا کی اک تیر
 بتا یہ فضل خدا کے کریم
 کہ رکھنا تھا اس قول پر ہما
 سراسیمہ کسیر گزیران ہوئے
 ہوا شک خسرو تاسف کنان
 کہ یہ چین کرنا جا کر کجے
 کہا ہر جہاد ہزار آفرین
 عیان اسکے چہرے تھا پیران

<p>اگر گویا کاجا کے احوال جنگ وہ کھلایا داتا تھا یہ بار بار سپہ لیکے تو راستہ چھو بیکران سپہدار پران کینہ پڑوہ ہر اول تھا اور سکا دل اور پشیم نمایان چھو اور سے جب علم جگایا وہین خسرو و گویو کو ستیزندہ افواج تو راستے ہوں ابھی تو نے پیکار دیکھی نہیں کہا چھو پشیم و نے او شیر مرد یہ سنگار دیا گویو نے یہ جواب نہ بہ شتم سے زہا کہ کتر ہوئیں اور اہو زبانی سے دھڑکے بہاں ہر افاق درد و مہ بار بہت یہ لاکر وہین گویو جنگی سوار ایشن سے لگا کئے وہ پہلوان تو ہجو گیار آیا حوایران سے یہ لکھا اور تھا یا جو گز گران نہ بہر گز با گویو مرو دین تو جو شش سے کرک ایشن کے گز نہ بہان وینہ چھو زبانی ہین راہ میں خبر اراپ ایک جوان نہ بہ پار و او پیکر کر وہ ہین کونین ہر و زون کو تری چھو جہا نہیں بجز راستہ شیر مرد کیا کشتہ خستہ گزہ اس کے کوئی زہرہ اس فوجین جو وہاں سے چھو گزہ باکو و فر یہ گھار جنگی مل نامور</p>	<p>ہر اسے کہ اسے آندہ بیدنگ وہین سار و پشیم کو کیم وہ عار سوا آپ پران وینہ رودان کہ ہر زہرہ پشیم تھا لیکہ کردہ تو ہی دست و گزشت ہین تو سوچی و گزشت فوج شیم ہو سے جبکہ بیدار و نامور ترن ٹیل ترکان کو داغ فوج وہاں دیکھو اسے پشیم چھو گزہ کہ وہ تھا مد و تیر و وقت ہیر کراستہ زبانی یا زبانی ہند او وقت ہین کیسے ہین تھن نے دی چھو شاہ کمال اور اقبال شاہی مد و گزہ گیا سو میدان یہ کار زار کہ تو کون ہو تک چھو آجوان چھو لچلا شہ کہ تو ران سے تو دیا سپہ سپہ وہ ہوان یا پشت و شش یہ قائم چھو ہی کا لہر سنان کار گزہ لگا گویو سے کئے از زہر گزہ کہ میں آن پہونجا بگز سنان نوحن اسے ہنناؤن چھو گزہ بکڑے گیا شمار دین سے نہین ہجو کوئی بھی حرا ہر زہر ہر زہر و سوار و گزہ تو ران تو پشیم ہمت مرویدان چھو جہا ناز خسرو و کو لیکہ اور ہو اسے پران و پشیم خطر</p>	<p>اگر اک پہلوان باہن فروغان وہین پران کو تھا کچھ لقمین وہین گزشت و شک مد و زقاب تھن کنان کا ہونجا و ہان وہین خسرو و گویو شش و ہان کہ پران و لیکہ بآیا اور تو کئے لگا خسرو و نامور وہ لولا کراستہ شاہ فوج نہاں مر سے تن میں ہجو چھو کچھ ہان اور تو ہر تنہا او و گزہ چھو تھن کے ماتہ بیکہ ہین بہت اسے ران آزما یا چھو لگا کئے چھو گزہ فوج نہاں بہند تیرا اگر شاہ تو دیکھ اور تو شش لیکے تیرہ چھو وہاں پاش اسے کہ ہین شش یہ زہر دی تو کر کے کمان لگا لکی ضرب گزہ گران اس قدر سپہ چھو کر لیکے نیزہ ہین ہو غرق غرین ہر ہان کہ تو نے مر فوج کو دی شش تسے سر پہ لانا ہو کیا کیا وہاں اس جو اندر نے یہ جواب تری تاب کیا ہجو ہین تھن کو دیکھا ہجو تو نے و ہان اور اب فوج کو تیری ہین کہ ہزار کر کے چھو نا بکار نہ تو ران چھو پشیم اور سیاب ہوانا امید اپنی وہ جان</p>	<p>گزیران چھو قین سو پہلوان ہو اسے یہ ماجہ شش گین نہ کشتی تھن زہرہ بیکر کی تاب ملک زہرہ منزل گزہن تھا جہان کہ ہو چنے وہان چھو رانیاں وہین تاکہ لیکہ و سے پانہ کر کراستہ پہلوان ہین ہی تو لکھی ہان تو ہر ہوجوان بلکہ ہر زہر سال یہ شایان ہین تو کر کے کا زار رکھے ہر بہت ساتھ انہو سپاہ مد و وقت پیکار چھو ہین برابر غرض اپنے پایا چھو کہ رکھتے خاں تو اسے نا بکار سر چھو کر تہا ہو گیا تو لکھی ہو گویو سے وہ جنگ زہا سر از زہر ران مل ہین یہاں سے تو جانے ہین پایا روان غون ہوا برتن و گزہ جو مارا دلا و تیرے از زہر گزہ ہو کی بس تہ خاک چھو پشیم کیا سر بلند و گزہ کہ شش تہ خاک و تہا ہون تجھ کو ہلا وہی ہونین اس ترک خانہ نہاں مر سے ساتھ ہو اس کے جنگ کہ تہا گئے یا زہر پہلوان تہ تیغ کینہ ہین اک آن ہین تھو لچلون سوار ان ہان کردن ملک تو لکھی کیسے خراب لگا کئے اس مرویدان سے</p>
--	---	---	--

کہ جادوگر گزرتھیں اب بیٹے کی
 یہ لکھو وہین گویو جنگی جوان
 وہین پھر ولاد رہے چھینکی کسند
 مے اس جوانی ذرا جسم پر
 اور اک ہاتھ سب اسکے ہر دم ہاتھ
 کن اسکے دی ہاتھ میں جوان
 ظفر باب ہونے پر چرخ بلند
 بصد عجز پیران زاری کنان
 کراے گویو یہ ترک ہو دستدار
 رکھا آسنے خسر کو چو پان گھر
 شب و روز حاضر تھے خد شکرار
 و گرنہ ہمیں شاہ توران زمین
 اگر بے نیکی کے اے پہلوان
 غرض اسکی جان بخشی اب ہو ضرور
 کہ گلگون کروں آخر نئے زمین
 جو بیکے ذرات سے خنجر سے غرور
 غرض گویو نے اس طرح سے کیسا
 حقیقت جو کچھ تھی سو یکسر کہی
 کیے مردمان سو چوچون روان
 سپہداران توران بھی پھیلے لڑا
 وہ چلتا تھا ہر روز سجدہ کر کے
 سکے رفتہ رفتہ وہ جب گھاپ
 کہایوں سندھو تر ہو پاس گھر
 گز زبان نے پانچ دیا یہ کہ خیر
 کہ گویو نے تب کہ اسے نوجوان
 گز زبان نے پھر یوں کہا ایگزیر
 کہاپہ گز زبان نے پھر گویو سے
 سوا اسکے یہ ہوشیاری چہ
 مے اور چندین زرہ لیجیے

رہائی تجھے ہاتھ ستارے دی
 ہو اسوسے بدخواہ حملہ کن
 ہو کی جا کے گرویشیں پیر گز
 کوئی زخم ہوتا تھا کار گز
 چپ راست تھی ضرب گز گز
 گیا پھر بے جنگ تو ریشمان
 گیا پیش خسر و بل ارجمند
 وہ لایا تھا غدہ خطا بر زبان
 مخالف ہمارا نہیں زینہار
 براندیش سے تانہ پونچے خسر
 بی خدمت خسر و نامدار
 کیا جابے تھا قتل از رو کین
 ہوئی اک خطا اس سر دیہان
 تیکے تو لطف و کرم ہو جو دور
 لگا کتنے پھر خسر و پاک دین
 تو پھر بیگمان ہو زمین لاکھ لکھ
 کہ جسطح خسر و نے فرمان دیا
 ہوئی شاہ توران کو جب آگئی
 کیا حکم یوں برگزبان کہ لکھ
 ہو آپ پھر خوج لیکر روان
 لیے ساتھ تورانیوں کا گروہ
 تو جیون بطنیانی آیا نظر
 تو کشتی میں جاشو قسوی بیٹھ کر
 بلکی نہ کشتی سندھ کے بغیر
 ہمارا خداوند زادہ ہی بیان
 حوالے مرے کیجیے یہ کینز
 کہ دو تاج زراست لیکر مجھے
 نہ اسکے لیے کچھ نہ ہمارا کہ
 نہ ہٹ اس زرہ کے گویو کیجیے

یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے
 وہ پیران گز زبان ہو بند گز
 اسے ترک اس وقت حملہ کن
 یہ دیکھو دلیری گز رہا بند
 وہ پیران کو لایا وہاں چکر
 مقابل نہ آیا کوئی زینہار
 کیا عرض اسے خسر و تاجو
 زرہ سے عنایات تھوقتا ہین
 فرغش نے بھی کہا یونکہ لکھ
 بخوبی وہاں بھیج کر دایہ کو
 رہا ہو پیران نے خون کیا
 تو ہر گز نہ کھن خون اسکا روا
 تو ہر گز شمار اس خطا کا نہیں
 گز اس پھر اس پہلوان کیا
 کراک ہاتھ خنجر پگستاخ کر
 رہا کہ اسے بند سے لہذا ان
 روان ہو پیران لہشتاب
 تو غصے ہو میں اسکی آنکھیں اب
 کراشکل کی ایک ن مردود
 ہو اگر ملیر شہ کینہ جو
 مے ہر زمان فضل لطف خدا
 گیا گویو وہین گز زبان پاس
 یہ شکر لگا کتنے وہ پہلوان
 مگر تم یہ اسپ سید مجھ کو دو
 نہ لگا بہ گھوڑا تجھے زینہار
 یہ شکر کیا گویو نے یہ بیان
 پھر اس یاس پہلوان کہا
 وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے
 گز زبان یہ کہنے لگا ایگزیر

لیکن میں کب چھوڑتا ہوں تجھے
 کر دیکھی نہ زینہار یا بے جنگ
 لگے چلنے وان تیغ و سر سنان
 کراک ہاتھ سے کھینچتا تھا کین
 جہان تھا ملکہ زادہ نامور
 ہو سے جادو پیادہ دست فرار
 کروں قتل پیران بدیش کو
 لگا کتنے یوں خسر و پاک دین
 یہ اپنا نکو خواہ ہے بیگمان
 کیا پرورش اس گزبانہ کو
 شراکٹ نکو کی کیا لایا بج
 کہ یہ ہے نہراوار لطف عطا
 کچھ اسکی طرف سے نہ کھو لکھ
 یہ کھائی ہو بیٹے قسم خسر و
 تو اب کان میں اسکے سوراخ
 کہ تاسو کو یہ سو سے تہرا ان لکھ
 رہا سے گیا پیش افراسیاب
 لگا کرنے افسوس افراسیاب
 جد خراجوین تم قتل لکھو کرو
 کہ جانے نہ سے خسر و گویو کو
 مددگار تھا خسر و گویو کا
 گز زبان لگا کرنے گفتار پاس
 سندھ ہوئی راہ میں ناگمان
 گز پھر میدان سے بخوبی کرو
 ہمارا نہیں اسپ کچھ اختیار
 کہ اسکی ہو یہ مادر مرہبان
 نہ لگا یہ افس کہ ہو بے ہوا
 یہ بولا کہ یہ تو نہ دوں گا ستجے
 طلب کین ہیں بیٹے جو چاہیے

<p>اگر لازم نمی آید که گریه و دمان گذریا نسیه پاک جانکین هم هرچین مرغانیو نکو خط که ترک نکا یفر را سینه غضب و چو گن گذرا تها پا آب بت کو فضل خدا سے مبارک ہر فال فرنگیش او رگیو جی بعد ازان ہو سے لوگ حیرت زدہ دیکھ کر جو دیکھا مشتایان ہوا کینہ جو تر سے ساتھ آئی بہت کم سپاہ نہ کر قصہ تسلیم ایران کا قلم و دین ایران کے آئے بت رقم کر کے اک نامہ با صد طرب کہا جا کے تم پیشوائی کر و شتابی سے آرایش شہر کی سر و چشم پر اسکے بوسہ دیا لگا کھنڈہ سے یہ تاجہ ہو سے شاد و خرم ایر و وزیر</p>	<p>لگا گویو پھر کرنے نرمی دمان کہ ناچار دریا میں آئے ہیں ہم جو اس طرف دریا جاؤ گذر توقف نہیں یاں مناسب ہو فریدونیکو لا تا تمان کا وہ جب لگا و کو اسے تو دیریا میں ل کیا ایسے جیوین گھوڑا رون گذریاں تعجب میں تھی سرسبز فرنگیش کی خبر دگیو کو لگا کھنڈہ ہواں کا ایر بادشاہ لگیا ان توروہ ملکے ران کا فرنگیش و کینہ و دگیو جب کسان زمیندار کے طلب و بین طوس و گریو گودرز کو بھانہار نے بانشاط و خوشی اور تخت سے پھیل میں لیا طلب کر کے پھر اکیلا و رنگار نہ تھا ہوا خوش شہ بند نظر</p>	<p>تو مایہ گذر ارا تھو کا کبھی لگا کھنڈہ متی گویو فرزند تخت کیسی نہیں تمام زہار ہو یہ لگا اسے خسرو خسروان یہاں کر کے یلغار ہو کر شباب فریدون افضل خدا سے کریم تو غیر شد میں آیا وہ فرج معشا کو اقبال تھا ہمد و خوش کئی بیو جیوین کے فرسیا اور تھیکا سفہ نے لہا وہ کیا کہ ہر فوج ایرانیان پشمار بعد رنج و غم سکو تاران زمین ہو سے پیشتر پھر و بالے رون ہوا شاد و بڑھکے وہ کیلون گلاہ گئے اور بھی ساتھ دالالان ہوا دیکھ کر چشم تر شہر بار او بے خصوص رشتہ سر فراز وہ بیجا تو شادان ہوتا جاہار</p>	<p>اگر نہیں سے وہ کے تمام ایک ہی و کین گذریاں رہا تھو تخت وہ سمجھا کہ یہ وہ گھنڈہ رہے پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان مبادا کین شاہ افراسیاب پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم سنی گویو سے جیوین خسرو کیات گذر کر گئے وائے پا آب پس پھر تے میں پونجا و ران شال آب تو وہ ہر گذریاں کشتی منگا تو ہر گز نہ جایا نسیہ دریائے پار غریب پھر گیا شاہ توران ہر بجا لاسے وہ فکر نیروان و ر وادہ کیا پیش کاؤس شاہ گئے پیشوا ہر سہ نام آوران جب آیا وہ کینہ و نامدار وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز کو اس تخت پر بیٹھ آکا مگار</p>
--	---	--	--

کمر بستن ایرانیان با طاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار
 و اتخواف طوس از کیخسرو و انخوا نمودن فریزر سپہ شاہ کاؤس را و مہیا شدن
 سامان جنگ فیما بین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن
 کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریزر و کیخسرو را
 برائے جنگ قلعه ڈرہن و تباہ شدن لشکر فریزر و قہیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان والا سران یہ خسرو کہ پور پسر ہے مرا بھے دوہین خسرو کو فرمان پذیر کہ تو شاہ کاوس کا بچہ پسر سہت او سے انوار انوار اکرام کیا حبش کو در نے اپنے گھر بزرگان ایران کو سب ہاں یہ کہنی لگا گید سے ایوان نہ خسرو کے آگے مین ہر گر جھکاؤں تو ایو کیو یان او کو لایا دلاور جوان و قوی چنگ ہر یہ گفتار سن گدو فرخندہ نو شنا خوان تھا ہر چند وہ پہلا کیا طوس کا ماجرا سب ہاں یہ کہنی لگا گیا اس پر سو سوار پسر اور غیرہ تھی ہفتا ہشت پکھے ساتھ تھا کاویانی درش جو ہو گرم بازار پیکاریان بہم دیکھا چنگ جوئی شباب خبر شاہ کاوس کو کیجیے جو پوچھا یہ فرمان جاندار کا مناسب ہوا در یون صلہ کیا طوس نے عرض نہ پیش شاہ کہ ہر پور شاہ ملائق پنا یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا کہے روج کو اب سیاوش کی شاہ لبان فریدون فرخ ہضال فرہیز کو ہے بی طاقت کما تو کیوں جبل کا کار فرما ہوا	وہ جتنے تھر گردن ازان ہاں جگر گوشہ نور پھر ہے مرا سو اٹوس کے سب صغیر و کبیر سزاوار دیہم وادنگ زر خوشی سے دیا طوس کو گنج زر رکھا اک مرصع وہاں تخت نہ لفرمان کاوس شاہ جہان تو اب طوس کو جگے لایا نہ اوں جنگی کی امتا کروں یہ رنج او کی خاطر اوٹھا پیش سزاوار دیہم وادنگ ہے یہ بولا کہ کھنہ و نا مجو وہ طوس ہر دم تھا نفرین غضبناک سنکر ہوا پہلو ہاں سو طوس جنگی بے کار زرا عرض اس شتم سے کیا جو در کہ تھا فح کی وہ نشانی درش تو بس شہ ہو فوج ایرانیان کری قصد ایران کا افراسیا کہ شاہ جو کچھ سوں لہجو کہ لے گرد گودرز جنگ آزا کہ تو او طوس تو ہی تان سلاح کہ ہوں چاکر و بندہ بار کاہ وہ ہر وارث تخت تاج و کنا سیاوش مین پور تھا شاہ کا نئے ہاتھ سے رسم و آئین تھا و کو دریا جیو مین ڈال کہاں یہ دلیری یہ جرات کما مگر تجا ہی طوس سو دھوا	یہ اونے لگا کئے وہ شہر یا تم اسکی اطاعت کرو اختیار تھی مغزو بقیل جو طوس تھا اطاعت جو خسرو کی تیر خود سر حنج خورشید خشنود جب سر سخت کیخسرو و نامدار وے طوس بقتل و بیدریں دا کیا گیدو جب طوس لایا تیب وہ ہر عقل و ہوش خرد و سخی فرہیز فرزند کاوس کا کروں اب مین و سکی پرتندی بد تدبیر و فزانگی فرہیز عرض ہو کر آشفتنہ و شکمین بزرگوں نے گودرز کہنے لگا دلیران جو باشوکت و جاہ کیا طوس بھی سنا بید رنگ مقابل ہوئیں جیکہ دونوں پیا ہمین کچھ بھی ہرگز نہ ہوا ندا پیام او نے بھیجا یہ گودرز کو جو ہو پچی شہ نامور کو خیر سپہ بھینچی اب کیلے طوس ج گئے طوس گودرز یا لے ہم جوشہ سر شاہی ہوا تو ہاں نہیے کو شاہی حضور پر ہو کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ دلیرانہ آیا وہ عالی ستار دلیران حکم شہ دادر یہ سچ ہے کہ نوذر کا ہر پور	کہ امیرانداران ایران دیار خوشی سے حکم شہ نامدار فرہیز سے جا کے گئے لگا کرو نہیں تھے عقل و دانش سی دو ہوا جلوہ گردوسر روز تب ہوا رونق افرابجاہ و وقار نہ آیا تو گودرز سنج ہمار کے ہے تھر خراباب اب نہین ہر سزاوار تاج شہ رکھے ہے دلیری و فہم و ذکا سجا اوں رسم و رہ بندگی دلیر و شجاع و جوان مردہ حضور پر کیو آیا وہین مٹاؤں جان سے نشان مین وہ سٹ ہزار اوکے مہار تھے سواران جنگی لیے بید رنگ لگا کئے تب طوس زرین کاہ مگر شاہ توران کا ہو مدعا کہ پیکار سو قوف اک دم کھو کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس خرابی پہ کیوں تو باندھی کمر حضور جہاندار کیو ان علم فرہیز ہوا بادشاہ جہان نہین ہو گئے زہنار اے نامور مناسب ہی ہو کہ کاوس راہ کہ ہے وہ خیر از راج رطلاہ کیا کچھ نہ خوف و خطر نہ ہار بھتے تاج خسرو و نامور تو دیوانہ ہے اور وہ ہتھاندہ نو
---	--	---	---

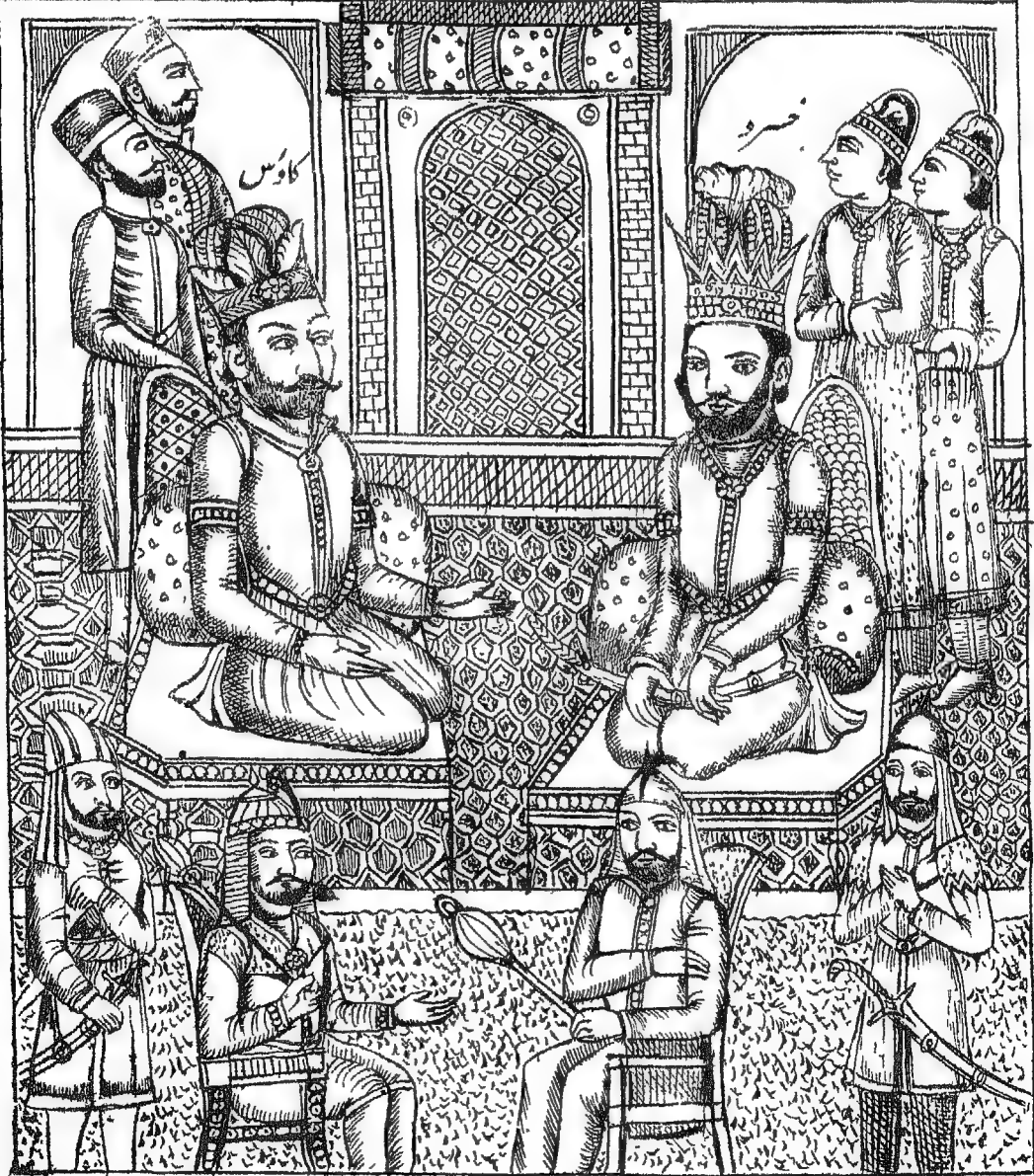
<p>کہا طوس نے یوں کہ خوش بخت ترا اب تھا مفلح نہ توان ہماری جو کی بندگی اختیار توس گوش جان کہ چھڑ گیا مرا اب تھا کا وہ نیک مرد فرزند کا دیانی درخش یہ طاقت کمان اور تری کیا اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر کرے تیر خوش سیر تیر گذر کہ با حق بہم کیسہ آورنو حے دیکھے لائق سروری لگا کہنے شاہنشاہ نامجو دین الہ کر تا ہوں تدبیر نیک بلند ایک قدم میں جیل کرے فتح جو ہوسا کہ دین کہ اور اس سے تدبیر بہتر نہ ہو فریر کو شہ نے وضت کیا مواہر دم ہوتی تھی آتش فشا ولیکن در و در نہ آنا نظر شہنشاہ نے بعد اسکے بار و فر بتا خواب میں اسم اعظم دیا لگا کہنے یوں پہلوان کہ ل جو کہ چار و سکو خسرو فرزان یا بلند ایک ہوئی با لگ و دم و د کہ یکبارگی تیر باران کرو نمایان ہوئی روشنی مبدم مواظفہ تیر با کج وزر پھر اس سال کے بعد خبر گیا کیا فتح اوس قلعہ کو بھی دین</p>	<p>تو کہتا ہوں کیا اب غنما سخت غریب ایک آنکھ اسفان مواہر وہ سالار عالی تھا نہیں بھگو آنکھ سستی ہر عار تو دین کیا دلیری دین فر وہ کا وہ ہر طوسی نہ کیفش جو ہوسا قلعہ میرے تو ہنگام تو دین ہوں شجاع بے ہنگام ستان میری تو روجہل کا جا نہ بولو زیادہ بسل بیت سزاوار شایستہ برتری کہ دو یوں دین یکساں کر کہ خوشنود دوری ہوسا ہر سکوہ نزدیک دریا نیل اوسے بادشاہی ایران زمین یہ سنکد فریر بولا دین سپہ لیک طوس و سکی ہر گیا ہوئے سوختہ دان بہت پہلوان ہوئی فوج جنگی تیر بہر کیا دو دین خسرو کو نصرت دھر خدا نے غرض رحم او سپر کیا سرنیزہ اب باندھ کر اچھوان وہی کیو جنگی نے اوس دم کیا کہ جھڑے رعد کا ہونقان تو قف کو اب راہ سیر زندہ ہوئی رخ وان تیر کی یک کلم ہوئی ہم قرن آکے فتح ظفر حضور شہنشاہ کشو کش بفضل خدا جہان آن فرین</p>	<p>ہوا مجھے گستاخ یوں ہر نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ دیا و وہین گودز فریہ جواب کہ خوبی بشر کی ہر مرزا کی کیا عہد چاک کا اوسے چاک کہ جبکہ پس دین ہونگی بٹو کہا طوس ای سرافراز پیر گران کوہ ساگر تر اگر زب ہوئی جبکہ با ہم یہ گفتار سخت یہ گودز بولا کہ کیجی طلب دلیر شاہ اوسے کیجی کہ دین جو تیر بلند ایک کا یہ کہہ کر کیا شہ نے اوندک طلب نکلتی جو آتش و بان دمام یہ کی جبکہ گفتار کا دس نے مجھے پہلے ہی بادشہ حکم ہو وہ پہونچ جو نزدیک حصن شکیں کیا بستہ یک ہفتہ گرد حصا فریر ز اور طوس مو قف جان سپاہ گران لیک پہونچو جب ہوا جبکہ میدار وہ ظلم جو تو رکھ اوسکو دیوار پر قلعے کی وہ کا غد کھا جبکہ دیوار پر شکستہ ہوا سب جادو سخت لگی ہو پھر بارش تیر وان در و ز نمایان مواہر دین بنالیک خسرو کی گند گیا وہا نے سپہدار عالیجناب ہوا شاہ کا دس بس دیکھ کر</p>	<p>مگر آپ کو یوں گیا بھول اب نہ زہنا ر تھا صاحب غر و جاہ کہ خاموش ای طوس خانہ خراب بہر سندی و خلق و فرزانگی نہ لایا ذرا دل میں کچھ خوف ہاک مرا تیر و تیر ہست جو شن گرا یہ گفتار تیری نہیں دلیر مری تیج ہی آب البرز ہے لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت فریر ز خسرو کو پاس آہ اب بلندی دجاہ دشمن دیکھے تو پھر دوسرا مجھے سہوے قفا وہ جب آواں یہ کہا آواں بت اور اوس قلعے میں دیو کا مقام کہا تب یہ گودز اور طوس نے کہ جا کر کر و نشت اوس قلعہ کو تو دیکھی زمین سیر آتشین تر و دیکھا خوب لیل و نہار پھر آئے خسرو شہ شیر وان کہنے لگا کہ اوسے کو وقت شب رقم کر کے کاغذ یہ اوس اسم کہ تا کا مشکل ہوا سان ابھی ہوا ظاہر اک ابرار یک تر لگا کہنے تب خسرو نیک بخت بہر وان ہو دیو تیج وان کیا قلعے میں خسرو پاک دین کہ نعمت وہ ہم سیر پیخ تھا کیا جانب ملک افراسیاب لگا کہنے امیر خسرو فرما</p>
---	---	--	--

نژادوار اورنگ افسر ہے تو
جو سمجھا کہ زیبا ہے خسرو کو تخت
رکھا سر پر خسرو کے دیمک
اطاعت کرین کی لیل دنیا
لگے چاکری کرنے شام و سحر
رعیت تھی آسودہ و شاد و بک
مہر میستان سے او دہر کو کھڑا
او تخت تخت سے خسرو نالدا
کہ لون کجا تر کوں خون پر

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو اور ممتاز ساختن و کمربتن اور توران

تو دو مہن فریہ ز اور طوس
ہمیشہ تھا مصروفی نصا و
ہوئے شاد و خرم یہ سنگد خضر
گئے پیشوا کی کو سردار سب
ہمارا بزرگ ہی گرا نایا ہے
اطاعت سے خسرو کی پھیل رہا
بہت اوس کے راضی تھا لشکرا
و مہن بادل خرم و شادمان
جب آیا قرین پرستم نامدار
مدد گار میرا ہوشام و سحر

سپہر خلافت کا میر ہے تو
جہاندار کاؤس فریہ ز تخت
ٹھہرایا جہاندار نے تخت پر
کیا حکم ہے کہ سب نامدار
یہ فرما دیا جب کہ کاؤس نے
سپہدار گھسرو خوش نہاد
یل نامور رستم و زال زر
جو نزدیکی پہنچ تو با صد طرب
کہا یوں سیاوش کا تو دایہ ہی



بہم ملے دونوں ہوئے آشکار مہر ازال سے پھر بگیر شاہ گئے پیش کا بوس روزِ گر وزیر و امیران شہزادگان یہ ہوا کہ کین پدر جب ملک نہ سسرور میں تخت وافر ہو کرو گے مدد کی تم وقت جنگ ادب پس پندار عالی گھر فرہز و گودن زادہ طوس و گویو پس نہ لگا کتنے ہر پہلوان	یہ کئی لگا رستم نادر لگا کر نے شفقت جاگیر شاہ بہم فرستہ و زال زر گئے سب بزرگان ایران وہاں ندون شاہ توران میں قتلک نہ نادان زر و گنج و گوہر ہو یہ رستم نے پانچ دیا بید رنگ خدیو جہان خسرو نامو یہ جتنے تھے گردان گہان یو کہ حاضرین ہم جانفشانی نہ	کہ سو نہیں ترا بندہ کمترین تہقن نے خسرو کو تھپے دیے کیا شاہ نے جن ترتیب ایک ملک سے یہ کیخسرو قاجور نہیں بھگوز نہارا رام و نوب یہ پھر زال و رستم سر شے لے لیا شہا پستہ ملک و اسیاب کرے قصد لختیخو را خجائب شہنشاہ نے ہر ایک سزویں کہا دیا الغرض اوسکو لشکر تمام	تو ہوا شاہ شاہان روسے زمین بہت پیشکش اعلیٰ و گوہر یک باتین فرخندہ و طور نیک کہ تھا جسکو مطلوب کین پدر نہ ہرگز شکست قرار نہ تاب کہ اسے پہلوانان کش و کشا کیا مینے جاکر تباہ خراب کروں کو تھی جانفشانی کین کہ تو تم تھارا ارادہ ہے کیا بتایا دلیروں کا نہ کو نام
--	---	---	---

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار ویلان نادر بزم جنگ فریاد بلی توران

جو سالار ایران از روئے کین فرہز کو با صد و دہ جوان جو اندر گودر عالی و تار مقرر ہے جانب دستار جو میلاد کے تھے نیر کپر نزداد تو اب دلاور سے بھی گزارہ کے تھے یکصد و بیست وہ نیزن کہ فرزند تھا گویو کا یہ تھے جہنم رنا مور پہلوان سوملک توران روانہ ہوا	کیا قصد لختیخو توران زمین کہ تھے اقربا و کسب پہلوان یل نامور کیوں کی سوار بکلم شہنشاہ جو ہر شناس ہوئے ساتھ گتہ کے کیخسرو بچا سی جوان بانٹا دیو جی نہایت قوی زور و صفت کین ایسے شاہ کا دوس یوں کہا ہر اک ساتھ گتھا تھا فوج کین امین و مساعی زمانہ ہوا	کیا وہیں ترتیب سب فوجو کیا شہ فرسردہ فوج پیش غیر ہر سپر کے ہفتاد وشت وہ گتہ تم بھائی جو تھا اوس کا نزداد جنگ دلاور سے ہاں صد ہفت تن تھم گولا دے مقرر ہوئے قلب میں کین تسلیم کہ اسے پہلوان نیزن جنگجو غرض کہ حضرت شہنشاہ کا تہقن بھی لب کرباہ گراں	باتین چپ و طے نہ کو گیا ساتھ وہ طوس فرخندہ پیش جو نگین کین خون شمشیر اوسے دست چپ کو مقرر کیا نہر ازاسی و سہ پہلوان کہ یک دست با قوت و زور بفران کا دوس انجم ششم نہو تا جدا گاہ خسرو سے تو وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ کیا ہر جہر و کامران
--	---	--	--

روانہ شدن فرہز از راہ دیگر طرف توران بکلم شاہ کیتی تان و رفتن طوس براہ کلاہت و خیم و کشتی شدن فرود سپر یاوشن کہ از لطن کا شہر متول شدہ بود و شجون دن پیران پسہ بکلم شاہ طوس و حاجت شہان سباعت کشتی شدن

سپہر کیخسرو پاک دین	کیا جبکہ نزدیک توران زمین	فرہز سے تب یہ کہنے لگا	سودست چپ کیلگ از دغا
---------------------	---------------------------	------------------------	----------------------

<p> رخا گشت میں اس تیر جا میں بوج ولیکن یاوش کاما ایک سپر وہاں جلست کچھو نہیں یہ سمجھا کہ طوس و فریز کو فریز مرز شجاع و دلیر گریا متصل لشکر طوس جب نکل قلعہ سے وہین وہ نامور یہ کہہ جایاوش کہ پرغاش کو یہ گفتار سن رہو وہین گیا سوار اوس کے ساتھ سرگرم جنگ سپر کو وہین او بھیجا او دھر گیا طوس پہر آپ ہو کر سوار شتابی سے بس چڑھ گیا کو پر فرود دلاور کا خانہ وہ تھا گریزان ہوا اوس وہ پہلوان جوش بدیز طوس کے وقت جنگ لگا اسپر کیس کے ایک تیر کہا گیونے یہ کہ آگے بجا یہ کہ شتابان ہوا وہ لمبر ولیکن نہ بیدل ہوا نہ ہمار فرود دلاور نے از روی کین جہان تھا سوار دلاور فرود گیا قلعہ میں ہو کے زخمی جوان نہ آئی تجھے شرم کچھ نہیں سوا اسکے پھینکے بہت خار جنگ لگا کئے یون طوس کھا کر تم پر پھر گلچہرہ کو وقت شب ہوئی خواب سے جبکہ بیدار نہیں غم کچھ اسے مار مران </p>	<p> سقر کیا گیو گور ز کو زور و جوا فرزند شجاع سپر کہ میرا در ہے وہ نامدار یہی بات کہ گور گور ز کو روان سکو سپر و اسل شیر یہ سمجھا فرود جوا فرزند ہوا سدرہ طوس کا آن کر ترسو ساتھ زنار پہ کو نہیں جو پیغام تھا سے متصل کہا کیا رہو کو کشتہ وان میدنگ کہ لئے فرود دلاور کا سپر سپر لیکے کا سپر بے کارزار گیا و اس کے پھر قلعہ میں دلاور سوار دلاور سپر و فرود دلاور گیا بھاگ کر قلعے کے دور فرود دلاور نے مارا خدنگ پیادہ ہوا سہلان دسیر یہ بن سدا و قشہ پش دیا پھر نے میں آیا او دھر پھر پکارا یہ اوس دم کہ ای نامدار خدنگ ایک پھر دلاور دین یہ بن بھی پونہا طوان شل نو لگا کئے تب بن پہلوان دین ایوان مرد جنگی سوا جو خدنگ بن میدان جنگ کہ جلکناں ہو کے ناہجہم یہ آیا نظر خواب سے کہ اب سپر سے کہا قصہ خواب شب کہ سپر سکو آخر فنا پہ کمان </p>	<p> نہ کہ تا بہ ملک یکہ خواب کلات و خرم میں مسکن کین خبردار کوئی نہ جاوے او دھر روانہ ہوا حسد کا سنگار ولی طوس کو کلات و خرم کہ بیان بہر غاش آیا ہو طوس یہ جنگ کہا طوس نے یو کو تو بہت جا سہراہ سوا جوان یہ سپر گیا اوس نے کچھ اعتبار غرض رہو دلاور دھا طوس کا سپر طوس کا بھی کشتہ وان ولیکن مقابل نہ آیا فرود لیا اوس نے کچھ اوس قلعہ کو کیا طوس نے اوس کو آخر زبون نکل قلعے سے پھر فرود سپر جو کشتہ ہوا بادیا طوس کا سپر کو کا سپر بن پہلوان کہ جنگ سے کچھ کرون غرق بن کیا کشتہ اوس تیر سپر کو تو یک خطہ تاخیر کر اور دنگ گیا پہلوان کی سپر سگزر دلیری سپر سے کو جولاں دیا کہ اک تن سپر کی بھاگا شتاب مقابل پھر آتا نہ کوئی جوان پس کوہ جب مھر روشن گیا کرون فتح اس قلعے کو بکمان لگی آگ اس قلعے میں ناگمان لگا کئے گلشہر سے یون فر اگر میں بھی کشتہ ہوا شل نو </p>	<p> پہونچ تا بہ سخت افراسیاب بنایا ہے اگلا و شہر شہین کہ اسے اند جانب کو شکر گزر سو بہت بار ستم نامدار شتابان ہوا بافر و ان کشتہم بغرم و غافح لایا ہے طوس کہ پیش فرود شتابان نو فر کہ ہو بہتیر بیان سے لشکر دلاور نہ آیا سہرا شتی زمینار کیا طوس اوس کے غم سے بکا یہ سپر ہوا طوس گر یہ کمان نہ پیکار کی تاب لایا فرود ہوا آگے تھواریت زہم جو ہوئی فوج تھواری کی غرق خون مقابل ہوا طوس کے شل شیر گیا پھر وہین گید بہر و غا گیا سائنے کے کھڑا دین قسم کی بہر نہ پان سے پھر پیادہ ہوا بن جنگ جو کہ ہر ساتھ تر ستمناہ جنگ ہوا بہر جوشن میں تیر انکر فرود دلاور کو زخمی کسب اقامت کی لایا تو بہر نہ ناب کیا قلعے سے تیر باران دیا سو خیریت دلائے بن گیا پھوون سیکو بھی زندہ وہاں سو سہر سہر سو خیر مردان کہ بہر کچھ زحیم کبود تو کیا جا رہ پیش قضا دلاور </p>
--	--	---	--

ہوا جلوہ گر صرنا بندہ جب
 در و ز شکستہ ہوا پھر وہیں
 دلیرانہ پھر بزمین جنگ جو
 افر کچھ نہ جوشن میں ہرگز کیا
 ولیکن کیلگا سے بدین
 کہ ایوای افسوس شل پر
 پھر اپنا شکم کے خیمے سے یک
 یہ پونہی خبر اس خنر کو جب
 وہاں سے بعد شوکت کرو فر
 نکلے پلاسان ہوا گرم کین
 نرا وہ کو پھر بھارے بند
 پھر اک گزیرین فرما کہ بس
 یہ جہاں ہے تھما بزمین کہ بھٹکے گئے
 نرا وہ کو دان اوٹھالے گئے
 ہوا داسے پیران ویسہ رون
 سو سے کاسہ روئے تو رینا
 غرض مست و مدہوش غافل ہو
 خطرناک بیدل ہوئی سیجہا
 گیا نامہ حسرو نامور
 بسوی کلات خسروم یہ گیا
 دھڑان کھنسر و نامور
 کہ اس کو زندان میں شام چچا
 اگر جو بہانہ تو بید رنگ
 کرے کیا ہم ایک ہو کر
 غرض جب گیا ال ہیٹا گئے
 ادھر نادانان بزمین
 صحت آرمو سے آنکھ بدو
 موی آتش جنگ افر و ختہ
 گئے کیونین جو میدان میں

سپیلے طوس جو انرجب
 گئے ڈر میں سب کھینچ کر تیغ کین
 ہوا اوس جو انرجب کے روڑ
 گیا ٹوٹ نیزہ حکم خدا
 رہا م دلاور نے ماری جوت
 جوانی میں کشتہ ہوا لیسہ
 کیا ایک لوفے وہ میں ہلاک
 خدا جا کر گیا تھچہ لے غضب
 کیا طیس نے کوچ پھر بشیر
 کیا کشتہ نیرن فراد کو کوین
 بکارا وہ آو سے جو ہو کوئی فر
 رہی جنگ کی پھر نہ اوسکو ہو
 کہ سے تاکہ بخواہ کو اوس بند
 تھکا ورپہ اوسکو تھجھایے لکے
 فر جنگ و پر غاش ایران
 کہ شک تھا ایران کا وہاں
 دلیران ایران زمین قس شب
 روانہ ہوا طوس پھر صبح گاہ
 بنام فریزر عالی شہر
 سے بھائی کو قتل ناحی کیا
 فریزر نے طوس کو باندھ کر
 ہوا آپ سالار کی سیما
 دایر وئے آسانے بہر جنگ

ہوا حملہ آور بسوے حصار
 پکڑ نیزہ اوسدم فرود سپر
 فرو دلاور نے از رو کین
 دگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان
 تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرد
 غرض و سکی مان ڈری آئی وہاں
 وہاں آکے بہرام نے طوس کو
 ہوا طوس کو زیر سیجہ کبود
 پھر اک راہ میں اور آیا حصا
 روانہ ان سے لشکر ہوا پیشہ
 گیا سانے نیرن پہلوان
 نرا وہ گرا اسکے جب ما
 کہ لے میں گھوڑا کو کر کے وہاں
 ولیکن نہ پھر جنگ کی لالہ تپا
 سواران ترکان - ایچیل ہزار
 خطر گویے بسکہ پیران تو تھا
 کہ پیران سپہ لکے تپا وہاں
 فریزر کے آئے شامل نہ
 لکھا تھا کہ ہے طوس قسٹ
 غرض طوس کو قید کر لیمو
 کہا سخت و نام و سے بشمار
 لکھا پھر یہ پیران کو نامہ ہا
 فریزر کا جب کہ نامہ پڑھا

دلیری لکے کرے مردان کار
 ہوا زرمجوا کے مانند شیر
 رہا اک کیا زخم اوس پر وہیں
 کہ نیرن کو لے زیر گزر گران
 فغان اک اوٹھا سپر سیجہ کبود
 سپہ فی اس کے ماتم میں ناگہان
 کہاکر کے نقرین کہ لے تند فر
 فراوان غم پور و در و نہرود
 جہان اک پلاسان تھا وہاں ملکہ
 یہ سالار توران نے سسنا خبر
 ہوا کار سنجہ بہ تیغ و سمان
 پریشان بہ حسن رہ بخواہ
 سپہ ان تو لانی آئے وہاں
 کہ لکھا تھا کہ کرے شیش اور سیاب
 بند و دنیا یان و مردان کار
 تو ناچار بس قصد شبنون کیا
 ہزاروں کے قتل ایرانیان
 فریزر کا تپالم دل ہوا
 نہ لایا بجاکم وہ نا بکار
 خطائی سنرا اوسکو اب و بچہ
 کیا انہیں میں ذلیل اور خوار
 کہ شبنون شمعین کا جنگ و دان
 تو پیران نے اوسکو یہ پانچ دیا
 میا ہے یان گز و ر و خدنگ
 دو ایک مقابل ہوئے آن کر
 او دھڑلکار ترک جو باکے کین
 دلیران جنگ آور و سیمنہ جو
 ہوا گرم پیکار یک سیما
 ہزاروں ہی کشتہ ہوئے پلین

جنگ کردن فریزر با لشکر پیران شکست
نور و آمدن نزد کھنسر و در توران

مبارز لگے چاہنے سینہ خور
 ہوا جطرف کیونا گونگن

ہوا خانہ آشتی خوتہ
 تو برپا ہوا شہر اک آن میں

فہرہ کو دیا بھیرن سپہ سالار وہ لے اور جانب سے تو ایرانیان دلیہ ان کے کشتہ جنگام جنگ بشا جانے تھا فتنے گودز بھی تو ہے صاحب گز تیر و خدنگ تاما شامرا دیکھ وقت و غا کردن قتل لشکر کو اک آن میں یہ گودز و گستم جنگی بہم قدم الغرض کر کے حکم وہاں یہ کہلوس پہنچا یہاں آپ کو بھلا کس طرح سے میں آؤں ہاں فریزر نے یہ کہا اوسے جب کردن کیا بیان ماجرای تین روان خون تھا مانند دریا آب رہا زندہ گودز بالست تن ہو کشتہ میدان میں ہنگام جنگ سہی لیک تو اکی غالب سپاہ مواں کے خوش شاہ افریاب روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا کہ کچھ دور سے ہم پہلوان شب روز تم کا مانی کرو جہاں میں نہ کھوں نشان نہینا غرض جبکہ لشکر ہوا پایمال سوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم کئی دن تلک آؤ ماقم رکھا شکیب و صبری تو کر اختیار چھوڑا وہیں قید سے طوس تہمتن لے دوہیں پذیر کیا ملاؤں میں اوسکو تر خاک خون	جدہ کو گیا لیکر تیج و سدا جہاں تھا فریزر نے وہاں فریزر پروان ہوا وقت تنگ کہ گودز کی فوج مغلوب تھی جہاں میں بہت تو دیکھی جنگ یہ پیران و سپہ تو ہی جہاں نچھوڑوں میں اک ترک نہینا لگے کہنے سیران میں کھا کر ہوئے گرم پیکار جنگ آور دشمن اپنا یا بھیج اسی نامجو کہ غالب ہیں سوقت تو لڑیں ہو اینرل جنگجو بر غصب کہ برپا تھا اک دشت میں تیغ سر پہلوانان تھے مثل جہا ہو کشتہ سفتا و شمشیر زن زمین خون سے یکسر ہوئی لڑک ہوئی فوج ایران سر اسر تباہ زروی عنایات شاہی شتاب بڑا نام تھے کیا مرحب ادھر لیکے آؤنگے فوج گران بعیش و طرب زندگانی کرو ما قبل شام شہ نامدا ر فریزر ت بادل پر ملال ہوا اوسکو مرگ براور کا غم شب و روز لکھو نگو پریم رکھا کہ چارہ قصا سے نہین نہینا لگا کہنے پھر حسرت و ناامجو وہ طوس حسرت سے کہنے لگا تلا فی قصیر باقی کردن	سہو قتل ترکان اودھر شہا ہوئے حملہ آور سوئے قلب گاہ ہو واجب فریزر جنگی ستو ولیکن وہیں گویا مرد سپہ نہ ٹھہر گیا پیران کے گرد و بر اگر کوہ سپہ تو کندہ کردن پھر تھے من گستم آیا دول کہ مرچا کے اب کارزار یہ بیزن سے گودز کہنے لگا یہ بیزن جب جا اوس سے کہا مناسب نہیں مجھے اسے نامو علم دار کو قتل کر کے وہاں سرو خلق گردان جنگ آزما جوان نسل کا وری گستم کے وہ خورشیدان نہیران افریاب سوا او سکے ترکان ایرانیان سو خیمہ ترکان کے شاد دل پے سروان خلعت پر گھر پراس فتح پر صرف قانع نہو ملاؤ تھیں خاک و خون میں اگر خوشی سے یہ پیران پاخ دیا اودھر ترک خوشوار تھے شاد کام شتابی روان ہو ہو چکا وہاں کہا یوں کہ مثل پدر سیکناہ بزرگان ایران درستم ہم یہ کہہ دوگ سے پھر اٹھایا او کہ اسی رستم پہلوان جاشتاب کہ محکوم اجازت ہو پھر ملے با پر سکرتو رستم پلین	بیابان ہوا خون سے لالہ زرا کیا آکے ایرانیوں کو تباہ گیا وہیں میدان بکا کوہ لگا کہنے یوں اسے سرفراز پیر رہیگی بھلا خاک کھجے آبرو سر سر بلند ان فکندہ کردن ہوئے شفق کے جنگی جوان نہ منہ موڑے جنگ سوز نہینا کہ تو اب فریزر کے پاس جا فریزر نے تب یہ پاخ دیا کہ بھجواؤں اپنا و قتل اب و علم لیکے آیا وہ جنگی جوان نثار و خم خنجر و تیغ تھا بہت وقت پیکار راکھے فریزر دو صدمہ مرد و الاحباب ہو کشتہ جتنے کروں کیا بیان ہیں بند سے غم کے آزادوں برائے سپہ شاہ لگے گنج و زر دراول میں اپنے یہ تم سوچ لو تو پھر اس جہاں میں بفتح و ظفر کہ حسرت کا اور رستم گرد کا ادھر ایلیران تھے غمگین تمام کہ کچھ نہ سنا ہو تھا جہاں فرود ملا وہ ہو کشتہ آہ گئے اور کہا اسے تر یا علم بہ نرم مرست بٹھایا او کے پے جنگ پیران خانہ خراب کردن کے پیران کا کارزار لگا دیکھنے سرور و جہن
---	---	---	--

تو کی عرض رستم نے انجاوشا	سنو اور چتر و سریر و کلا	اجازت ہو کافی ہو طوس لیر	کر گیا یہ پیران و لبہ کوزیر
جو اوگیا کے فوج اور سیاب	تو میں ہو گا ہم زرم اوکاشتا	یہ سن طوس کو اسے شمشکا	دیا حکم کو درز کو تو بھی جا

بارد گر رفتن طوس جنگ پیران و بارش برف بہر سازی ساحر
وز بون شدن ایرانیان و قید شدن و قتل

سپہ لیکے پیر طوس جنگی جوان	ہوا سو پیران و لبہ روان	گیا کر کے یلغار نزدیک جب	مقابل ہوا کے پیران بھی ستیا
سہم ہر دو لشکر جو گم جنگ	رہی سات دن جنگ گزندہ	ہوا آٹھواں روز جب آشکار	تو میدان میں پیران لا اور سو
جدا ہو کے لشکر سے اپنے گیا	کیا ہم نبرد ان سر کو جدا	بہت گرو ایران ہو گشتہ جب	کیا طوس نے قصد پیکارتیا
کہا دو مہینہ گورز نہ طوس کو	تو قف ذرا کرتا تو اسے نامجو	کہا گیو سے پھر کہ شہر فر	تو ہوا ان کے سب کا ہو ہم نہ فر
گیا گیو دوڑا کے شہر نیر	ہوا ساتھ ہوا ان کے پکا جو	گئے گز تھا کا تیغ و سنا	رٹے خوب با ہم وہ دونوں جو
نہ کوئی ہوا کا مران زمینار	گئے پھر سو شکر انجام کا	دیر و ن نے پھر تیر باران کی	بہت پہلوان اوکے سجان کی
ہاں ساحر اک شخص پر زور تھا	کہ بازو تھا نام اوس شخص کا	لگا کئے پیران کہ اب زور تو	یہا نے تو جاستلہ کو پیر
وہاں جادو دیا تو کر پیران	کہ ہوا برش ف باران پیران	لے کچھ نہ ترکوں کو پیران	تہہ ہوئیں ایرانیان سیر
یہ سنکر مستلہ کو ہر سار	وہ ساحر ہوا جا کے شہر کا	ہوا اب تیرہ نمایان و مہن	ہوئی بارش برف و باران و مہن
نہ گزرتا کہ قتل و بھی اور	برستی تھی لشکر میں ایران جن	سہر کہ جوش سرور تھا کا پنا	ہو جی کے بکار دان و سات دیا
پیرانے میں پیران و ہوا ان	ہوئے حملہ آور بہ فوج گران	بہت قتل ایرانیوں کو کیا	خضر برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا
ہاں جانتی برف اور جاری تو	سواران ایران پٹے تھے نگون	بعد ناری و پیر و جوان	لگے لگنے یہ دعا ہر زمان
آئی تو کر فضل جہاں پنا	تہہ دور ہو برف و باران	قرین اجابت ہوئی یہ دعا	کر محق نہ بیجا رگان پر کیا
کوئی غیب سے مرد فرخ	راہم دلاور کو آ پائلس	کہ انگشت سے وہ خجستہ شعا	کے ہے اشارہ سو کو سار
یہ دیکھی تو گھوڑے سے پہونچ	پیدا وہ کیا مستلہ کو ہر	وہ ساحر تھا از بسکہ شہر کا	نقہ کچھ خد باد سکواں نیا
جوانہ نے جاکے اورو گین	پرشت ہاتھ اوسکے پیران	کہا پیران اوس کہ ہاں تو	تو اس برف و باران کو اب و کر
ہوا قید میں وہ خانہ خراب	پہونچ دو وہ برف باران	اور ترکہ سے پھر گیا پیش طوس	اوسے قتل اگر کیا پیش طوس
ہوا ان تمام اور دونوں سپا	کئی روز مکہ سے سو خیمہ گا	پیر آ پنا سحر ہو کے پیران	ہوا آ کے آمادہ کار زار
لے تھی تہہ پنا ہوا اسے	کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان	زبون ہو ناچار سو عقب	وہ لڑتے ہوئے پٹے آتے تھے
غرض ہاں پیران و ہوا ان	گئے سو کوہ پہونچ شتاب	حصار ایک تھا کوہ پیران	کیا زخمی و سنے نے وان قرار
سرداس کہہ طوس کو سیر	ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر	دوان آئے ترکان پیران	کیا لے محصور دان طوس کو
پیران سے ہوا ان اوس زرم کا	کہ محصور کرنے سے کیا فائدہ	سراہ سہر و دست سب کی	حد ہر جا وین تھا اور ہر کی
سواران کو اوسکے نہ پنا	کہ تھا جس سیر کینہ وہ کینہ جو	بہت قلعہ میں غلام کب تھا	مہیا تھا سامان سہراں قسم کا

خوشی سے دلیران ایران دیا | اوسے صرف کرتے تھے لیل و نہا | بادشاہش ہی باسان و جنگ | دلیران کرتے تھے ہر روز جنگ

سیدن رستم پہلوان در قلعه ہالیون ہمداد و ستغانت طوس آمدن کاموس
و شنگل و پہلوان و خاقان چین بالشک پیکران باعانت پیران و جنگ با
رستم و کشتہ شدن شکیبوس کاموس از دست رستم و ہراسان شدن فراسیا

سختی خسرو نامور سے منجبر یہ سنکر وہیں رستم پہلوان یہ گودرز سے طوس کمنے لگا جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان وہ لولا کہ خاطر کو اب شاہ کچھ تہمتن کے لینے کو آیا و وہیں بہت اوسکی رستم نے جو جوی کی یلان سرافراز ایران دیار ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی لکھا اوسے تھا شاہ توران کو کہ گوہ ہالیون پہ ہے وہ حصار سیدار توران نے دو پہلوان سرافراز گردان چین و جستن روانہ تو کر اور بھی کچھ سپاہ نہ تھا گئی فوج ترکان چین ستغانتی سے پیران شامل ہو وہیں پیش کاموس پیران گیا یہ کمنے لگا جو کہ وہ گرم و تند توس لافن رستم کا وہ نام کتن یہ گفتار سنکر ہوا شاہ دودل تو پیران نگہدار تورانیان تو ہو طرب میں بسا سپاہ گران	کہ محصور ہے طوس والا گھر ہوا سو سے گوہ ہالیون دان کہ آیا تہمتن تو جب پیشوا کہا پھر کہ اے پہلوان جان غم و فکر سے دل کو آزاد کچھ ملا جب تو یہ عذر لایا وہیں گئے قلعے میں پھر لفظ چوٹی یہ بوسے کہ اے رستم نامدا سوئی اوسکے آئے سب کو شکی کہ کہ کے زبون فوج ایرانکو نہیں تاب جنگ و نہیں انبہا کیسے سو گوہ ہالیون دان تو انا و پیل افکن و پیلستن کرے تاکہ ایرانیون کو تباہ روانہ ہوا آپ خاقان چین پر جنگ و پر خاش ہالی جوئے شنا خان ہوا رستم گرد و کا کہ لگے مرے تیغ او کی ہر کند ملا و نہیں سب رستمی خاک میں ہوا بند سے غم کے آزاد دل تو ہی اب ہمداد کا کیا جی ل ہے تا قوی پشت جنگ و ل	تہمتن کو کر کے طلعت بن کہا گیا کر کے یلغار نزدیک جب ستغانتی سے اوسے لفظ خوشی تو ایرانیون کا ہر پشت و پنا پھر آئے ہم سو ڈر پہلوان رہا میں حفاظت کو ڈر کی پنا تہمتن ہر سخت بیٹھا جان ہوئی زبانی ترے آئینوں خبر لاؤں پیران لشکر کی اب کیا میںے محصور ہے بادشاہ جو فوج اور بھیجو تو انکو شہا جو اندر کاموس و شنگل و شہا سوا اسکے خاقان چین کو لکھا ہم بسکہ دو نوہمین اخلاص تھا تہمتن سے پہلے یہ ہو پوچھ و پا غرض آگے جب رستم پہلوان کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر تو کہ تا ہی تعریف کیوں استغ جو سیدائین جا و نہیں دلا ہر دو گیا پھر وہیں پیش خاقان چین سمجھ کر کے میں گرم بازار جنگ لگا کہنے پیران خاقان چین	کہ یاد ہو تو جا کے اٹس کا ہوا خرم و شادمان طوس تبا تہمتن سے جا کر ملاقات کی یہا تو نہایت موئے ہم تباہ در وقت ملک طوس جنگی جوان نہ ملک سکائی شترائے چوٹ سمیں و یار اوسکے سب پہلوان و کہ نہ تھی ہکلو اسپد جان کہ دین بیان آگے احوال پر لک ڈر میں لی ہوا و شنگل پنا کہ وہیں ملاک و اسیر و خراب دلیری کے شیشے کے غم و تبا کہ پیران کی امداد کو خسروا کیا پاس خاقان نے اخلاص کا کہ تورانیان خیرین تھے چین ہوا شامل فوج ایرانیان مقابل نہیں جسکے غم و شیر مے سائے اوسے سیدائین کر کردن دشت کو سر بسر بخون کہا اوسے ایسا شاہ رک و زمین کردن قافیہ فوج ایران جنگ پر زم کیدل میں ترکان چین
--	---	--	--

یہ سکر ہوا وہ قرن طرب او دھڑا کے پیران رخاقان ہم خوشان ہونا سے ترکی وہاں وہ یا دودہا ہن خدا کو کب کہ تھا اشکبوس لہن لاد کا کام لے کر نہ وہ نیزہ بازی وہاں ہوئی کارگر زنی بھی نہ ضرب لے اس قدر گر ز کاری لگا جو زخمی ہو روہام مل پھر گیا ہوا لغو زن جا کے مانہ شیر پھر اشکبوس ہنسہ دازما نہ اک تیر برس ہوا کارگر ہوا اوسکے سینے پہ کیا کارگر جو دیکھا کہ ہر بقی خونابہ تو بہ اگر دیران کے تھا دست خطر سے نہ آیا کوئی نامور کیا رات کو سب آرام خوا لگا کہنے لشکر سے خاقان چین تہمتن سے لیتا ہوا درو کین کیا اسب کو سوی سید کرد تہمتن کا شاگرد لودا سے مل کیا ترک نے جبکہ نیزہ روہاں لگا کہنے رستم سے وہ پہلوا وہ بولا کہ جب سید کو نظر تہمتن شتابی چور سہر گیا کیا زور کا موس درستم جب کہ شہید زپ اپنے ہو کر سوار ہوا او کا گھڑا دہان فرار کیا قتل کا موس کو پھر پان	کیا اپنے ڈیرمین جنگام شب او دھڑا ستم و طوس انجم شتم ہوئے گرم پیکار جنگ و ران فرامی نہ اندیشے کو مل میں دلیر و جوانمرد مشہور عام نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنا پھر اوس مرد جنگی فی جنگام کہ توڑی سپر سر کو حستہ کیا تو اوس ترک نے یہ ارادہ لگا کہنے اوس ترک سولہاں سو پلین تیر باران کپ کمان لیکے رستم نے پھر دتر کیا تیر نے پشت سے بھی لڑ ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھ کر کہ رستم ہے مرد توانا و چست مقابل تہمتن کے باک و فر سحر گاہ نکلا جو پھر آفتاب کہ اے نامداران ترکان چین کہا سنکے کاموس پھر دین دلیرانہ جانے پکارا کہ ہاں کہ در جنگ او سکو نہ پرتی تھی کل تو اواہی جنگی فر دی اپنی جان مجھے مت سمجھ شکبوس ایچوان تو کیونکر نہ غر نہ ہوشیہ ہوا اوس دہشتہ حشرش کا شکستہ ہوئی دریاں دہت کردنہمتن تہمتن سے پھر کارزا یا فوج خاقان میں رو قرار سواران ایران از رو کین	ہوا مہر خشنہ جب جلوہ گر ہوئی لشکر آرا بقصد و عشا وہ انبوه لشکر جب آہا نظر نخل خیل ترکان سے اگ کینہ خوا کیا یا نے روہام جنگی سوا جوانمرد جنگی نے از رو کین او ٹھاکر زار اچو بالاسر کیا جبکہ گر زگران نے ستودہ طرف انچو لشکر کے موڑی عشا کھڑا رہ کہ ہو پنا ترا ہم نہر لے اتنی تھی دہشت پلین رہا تیر جب کچھ دشمن کپ ہوا اشکبوس الغرض ان ہاں یہ بولا کہ جون رستم پلین نہیں ہے لشکر میں کوئی بھی نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ تو میدان میں گردان پکا جو کہو کو لسا آج جنگ آزما کہ رستم سے کرا ہو نہیں کے جنگ شتابان ہوا سے رستم نادر دلیرانہ آیا سو زرم گاہ دوان کر گو میدان میں تیش ڈرو نہیں نہ ہرگز تری شوس دلیری سے کاموس پھر پرتی تہمتن نے پھر دہمت ہوا بلکہ کاموس بن سے جدا تہمتن نے پھر جلد پھینکی کند ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر کوئی لشکر ترک سے اک سوا	دلیر و نکل کینے پہا بندھی کس کیا نہ فلک پر فغان بوق کا کیا سوچ میں رستم نامور شتابان ہوا سوسے نادر دگا ہوا جا کے آمادہ کار زار سحر کر پر گر ز مارا وہین تو اوس وقت روہام نے لی سپر کیا وا نے روہام پھر سو کے کوہ کہ اتنے میں وان رستم پہلوان مقابل ہو پھر اگر تو سے مرد کہ لرز نہ تھا دست ناک و فلک مرد و مرنے تب کہا حربا ماجم او سکا تہ خون و خاک نہ دیکھا کوئی سمنے ناک و فلک کہ رستم سے میدان میں ہو ہم نہر گئے ہر دو لشکر سو خیمہ گاہ صف آرا ہوئے آنکر ہر دو سو عوض اشکبوس جوانمرد کا یہ کس شتابان ہوا سید رنگ مے ساتھ کر آئے کار زار ہوا آ کے کاموس کینہ خواہ ہوا لغو زن رستم جنگ جو کروں کچھ تجکو زبون زور سے رہا کی سو رستم از جنم ہوئی رخس کے سر میں چو کہ بند لے اوسے پھر یہ ارادہ کیا کیا شل خچہ او سے پای بند کشان لگیا رستم شیر گیر ہوا پھر نہ آمادہ کار زار
--	---	---	---

سنو کے خاقان رستم کی جنگ
ذرا دیکھو دور زمانے کا رنگ
جنگ رستم با خاقان چین و کر قمار آمدن خاقان و گر خیتہ رفتن تورانیان
و فتحیاب بودن رستم ہیوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک یہ بہتر ہے عطف عنان بیٹھے کروں صبح اوسکو اکسیر نہ تہمت کے سینے کو ہنگام جنگ تو بختون تجھے سیم در بے شتا پکارا کہ اے رستم سہ فرار کروں شل کاموس بجگو ہلاک جو دیکھا کہ سے تیر خوش گزار علم کر کے شمشیر کو بعد ازان ہو چکر تہمت نے یکبارگی یہ پھر تانتا تیغ بر سہ بکف وے بعد ویرا کے ہویان وہاں وہ کتا تھا وقت دم واپسین نکرتے سیاوش کو گر تم ہلاک وہ لولا کہ اے رستم دیشو یہ سنکر وہیں پیش پیران گیا وہ پہلے گیا پیش خاقان چین اوسے منع خاقان چین نے کیا کہا سکے ہویان اے شاہ چین جو صحر و دریا میں ہو گرم جنگ نہو رزم ساز اوس سے اور پنا دگر بار پیران بھینہ و نیاز بہت چالو سی جو پیران نے کی ہو رستم گرد کا مچ خوان بہت کی ہے مینے پرستندگی	تو پیران ولیہ ہوا سہناک سو خانہ لشکر روان بیٹھے تو بیدل نہوا سے بل اجبند کر دین سحر کہ نشان خدنگ بہت دون تجھے گوشہ ہوا مے ساتھ ہوا کے رزم ساز زمین کو کروں جسم و سر پاک سپر مر یہ لایا وہیں نامدار تہمت ہوا سو بے جگش دون جو کھینچی کپڑا کر دم بارگی بیان نہر بر زبان ہر طرف لگا کہنے رستم سے اسی ہیوان کہ ہونا نہ ترکوں سیر کو گمین تو ہوتا مرا سینہ کینے سی پاک کیس طرح کین سیاوش خود یہ ہویان نے پیران جاکر کہا کہا یوں کہ اے شاہ ترکا چین خرد مند ہویان سے پھر یوں کہا تہمت سے پیکار لازم نہیں مقابل نہوا کے شیر و تنگ کہ البرز ہے نام سے جنگ آبا لگا کہنے یوں اے شہر فرار تو جانکی دسی شہر پرانگی کہا اوس سے پیران یوں کہ فراون ہر سید حق مندگی	لگا کہنے خاقان سیاوش جیو ہیں تاب پیکار رستم نہیں پھر اتنے میں اک گرد جنگی نام لگا کہنے خاقان کہ لا جیو غرض جنگش گر در و در گر گیا رستم گر دھندلکان جو اندر جنگش کے لیکر کیاں ولیکن سپر سے گذرید رنگ وہ پیدیت سیاوش کی گزراں تو جنگش ہوا پشت میں و جدا نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا نہ زہنا ترکان کو برباد کر یہ سنکر تہمت نے پاسخ دیا سیاوش تھا سہراب کی بھی غرض لگا کہنے رستم کہ پیران بیان تہمت نے بجگو کیا ہی طلب بلا ہوا رستم ہیوان تو کیوں پیش رستم کیا تھا گر کہاں تاب ہے لشکر شاہ کو تہمت نے پیران اگلن پلین یہ سنکر ہوا تند خاقان چین سرخ چلے رستم کا سن بیٹھے گیا پاس رستم کے ڈرنا ہوا کہ کینہ سرد نام بردار کا رہا قتل سے مینے اوسکو گیا	سپہاچی بیدل ہونی سہر کہا سکے خاقان نے کچھ غم نہیں یہ کہنے لگا اے شہر و اولکم کرے قتل رستم کو سید نہیں تو دلیرانہ میدان میں آن کر کہا بجگو لانی سیاوش تان کیا شہر سے تہمت روان ہوا اندر خوشن میں جاکر رنگ عقب کی رستم شتابان ہوا اوسے قتل رستم کے و تہمت سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا وصیت تو سہراب کی یاد کر سمجھا اس سخن کو کچھ بھی لکھا بجا ہی جو ہون مئے گرم تہمت اگر آوے تو راز دل ہویان تو جاپاس اوسکے کہ بہر جواب جو ہو اجازت تو دجاؤں کن تسے ولین ہے اوس خوف خطر کہ ہوا ساتھ رستم کے پیکار ہوا جہاگیر و لشکر شکن کیا دور ہویان کو دے وہیں جو کچھ پھر ہو منظور سو بیٹھے بہت دین اندیشہ ترا ہوا یہ مخلص بھی ہے ہندہ با وفا جو کچھ شہر را خدشت تھی لایا
---	--	---	--

<p>یہ شکار لگا کئے وہ پلین کہا پیرتہ پیران نے اچھا تو کر صلح سو قوت کر غم جنگ کیا تھا اسو سلطان طلب ہو اس کے کرے پیر افراسیاب چہرہ کرے سر کو اس کے جا نہ لے اس خاطر سے تیرا ضرر سنا جبکہ خاقان نے احوال کیا عرض فنکھل نے احوال یقین ہے کہ کوئی مل کینہ جو یہ سنکر خوشی سے لگا کینہ شاہ وہ پیشا تھا خاموش تھی غلج گیا اس سے میدان ہوا فخر کمرن جی کو اسے از روے کین وہ اوٹھکر پیا وہ گریز از بجا سلامت وہاں سے اسے لایا دلیری میں لکھا یہ وہ شیر مرد عیش تھی وہ مجلسین و گرن شہ چہرے کے شکل کو انجام کا جسے گرد رستم کے کیسے سوار گئے پھر دلیران پیکار جو نہو اٹکے انہوم سے میناگ یہ کیونکر کہ نہیں کہ پیکار تھی سوارا ۔۔۔ داما دکانس کا مقابل ہوا اس کے پیکار کا دشمن کا نام تھا رستم کے کف تھو کہو کہو کہو تھا جوش کین مہاں سپاواں رستم کینہ خواہ سوارا جن بسکے کئے ہوئے</p>	<p>کہ خالی نہیں صدمہ کی سخن گردن نہیں اب تجھ پر عید تدا نکر اس قدر فوج تو ان کو تنگ سری بات سن گوشے جا تو اب زرد مال بھی دے مجھے جیسا اب تو خالی ہو کینہ سے دل شاہ کا پنیرانی صلح تھی ورنہ دور لگا کئے گردن چین یہ تب نہیں صلح منظور یاں رہنا کر گیا زبون رستم گرد کو کہ بہرے پھر جنگ کیے گاہ کہ جھلکی اوتھو تھا اور رنگ پکارا کہ اسے رستم پلین کیا نہ رستم نے تیرہ وہن سوش کہ چین کشتا مان ہوا پیشکل نے خاقان کا کرکما نہیں کوئی اسکا بیٹا ہم برد یہ ظاہر ہوا یہ گو تو ہی تھا سواران جنگی دیے ششہزار ہوا گرم ہنگامہ کارزار ادھر سے بھی رستم کی ادا کو کر کو کوشش و جہد بیخوف با قیامت نہاں اک پیدائشی تہمتن سے اگر نہر وازا وے اس سے غافل کہ یازوا کیے کشتے صدمہ گیا جوش ہوا حملہ در سوے شاپین گیا جبکہ نزدیک قلب سپا جو صحرا میں کشتہ کر پستے ہوئے</p>	<p>ولیکن دور رہی ہے ایوانجو کہ فرمانبری سے نہیں پھیرا وہ بولا کہ لے مروں نہ خفا جو یہ آرزو ہے ہم صلح ہو کہ کینہ نہر ونا سو کے حضور تو یہ جانتا ہے ترے شاہ سے تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا کہ ای نامداران کہ تو شتاب بلا سے ہوئے کشتہ دو جا گرد جو یہ بات فنکھل سے کہنے لگی وے دل میں پیران تھا چہا عرض شکل گرد و زگر کہوں ہو نہیں تجھے تنہا جنگ اوٹھکر گرایا اسے خاک پر مواو کے دنبال رستم دون کہ رستم کے آکر ہن سب گر گیا یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب وہ بولا کہ ساتھ گر ہو سپاہ اگر بارشکل بقصد و غا ولیکن رستم کو تھا کچھ بھی غم دلیر وے کئے لگا پہلوان بلکہ گران اب ستہ نہ کرو سیاہ تھی یون ضرب گران خوشان ہوا لیکے گران لگا گرانہ جو ایک بال سے سر وہ شکل کہ تھا گرانہ جنگ آرا سواران ایرانان یک ہزار ہوئی فوج خاقان کی حملہ کرنا جو رستم کی دیکھی دلیری ہا</p>	<p>اسیر بلا اس سب سے تو رہوں تان حکم شام و سحر تری بات کا ہے مجھے عہد تو کر شہ فرسودہ ہر کو روانہ گردن پھر مورچہ نشن در نہیں صلح منظور ہرگز مجھے یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا تہمتن کی سہ بات کا کیا جواب بفضل خدایاں میں سپا گرد تو سپا داران نے تائید کی مذمتا تھا اس بات کا کچھ جواب دلیرانہ ہو کر سوار اس پر گیا کئے وہ گرد و لاد جنگ کیا جانتا تھا قسمل اسکا سر وے آن کر شکر حیدان باجی اسے کہیے گراست لگا کئے یون کیا ہوا شہر کا باب تو پھر جا کے رستم سے ہو کینہ خواہ سوزم کہ لیکے لشکر گیا بیک تیج وہ نیزہ کرتا قسمل کہ اس جنگ و یان نہیں کچھ سر سپینان ریزہ ریزہ کر کہ سطر سے بیک آہنگران کہ سادہ نے دی ساوہ جی ہوجا تو بس ہو بیدم گرا خاک پر تہمتن کے ہاتھوں سے مار گیا گئے ہمرہ رستم نامدار قیامت ہوئی ایک کربا وہاں تو خاقان چین کو مواخوف جان</p>
---	--	---	--

پیام او سنے بھیجا کہ اے نامور تو پہلے سفید اور دیم زرد غضبناک سحر سوا شاہ چین سہوئی بارشیں تیر جبر چن پر گرا خاک پر فیصل سے شاہ چین غرض لشکر چین گریزان ہوا نہیں اک و تیر سے یہ دور جبر نہ پہل و نہ اورنگ زرد کار تھا یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو گریزان ہو سے شب کو تو رانیا	نہو گرم پیکار بس صلح کر مرصع وہ اورنگ گنج و گھر سپہ سے یہ بولا کہ از رو چین تہمتن کا ہر گاہ تھا پریشہ ایا باندہ ایرانیوں دشمن سو کشور چین شتابان ہوا ہمیشہ سے مشہور جبر چین شہر چین پایا وہ گرفتار تھا یورش کر کے ہر چار سو گھیر لو	یہ سکر لگا کئے وہ ناجو یرمان بھیجے اسب کہ یہ تھا کر و تیر باران سو پہلو ان یہو چکر جو رستم نے چھینا کئے زود گشت اسبم سہوئی آ شہر چین کا اسب فروان جو زمانیکا ہر دم ہے رنگ کر اسے طوس پاس لایا کشتن ولیکن جو نزدیک تھا وقت روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برا	جو خاقانکو یہ صلح کی آرزو سزاوارت چنہ زوہ الکرام دلیرانہ سوارم پیکار یان تو خاقان کے سرزنش ہوئی تباہ کہ صحرا ہوا بحر خون سیر سواران ایران نے غارت کیا کبھی شام ہے اور کبھی ہے بحر دلیروں سے پھر رستم پہلو ان ہوا جب کے آسودہ لشکر تمام نہ ہرگز رہا دان کسی کا نشان
---	---	---	---

جنگ افراسیاب آمدن پولاد و نند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم
پہلو ان و فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بجنو رستم

سہوئی صبح تابندہ خب آشکار سواران ترکا نگو فرست ملی یہ کہ کیا مال معشر و تہ کو گیا لیکے اوسن اور کے حضور فرامز کو خلعت و زر دیا پے طوس گودرز و گیو و رہم روانہ ہوا سو جو افراسیاب کہ لشکر کے یکدست کھانی ہوا پرالم سنکے افراسیاب لگے کئے مردان جنگ آزما گرین رستم گرد سے جا کے جنگ بہت جنگ میں آزمایا او کے غرض قتل بدخواہ و شوار ہے ختن کا سپہدار پولاد و نند سہم شاہ توران و پولاد و نند	تو کوئی نہ ترکونما دیکھا سوار بیابان پر رخ و غم راہ لی روان پیشین کچنہ و نامجو فرامز رستم کا فرزند پور اوسے سیر و لطف و حسان کیا کہانکا میں یون پہلو تو کمان تہمتن کرے تاکہ اوسکو خراب کیا سہ بلند و کور رستم پست بہت اے کو اوسکے سوا خطا لکھ چن نا حق طلب کی شہا ملا وین آو خاک میں بید رنگ کیت ذرا بھی نہ پایا او کے نہیں سہل یہ کام نہ رہا ہے دلیر و نیرد آرمزور مند سو لشکر رستم ارجمبند	سپہ لگا کئے رستم کو وہ سلامت گئے حیف رانیا وہ پہل سفید اور وہ تخت علاج مواشا کچنہ و نامدا تہمتن کو بھی خلعت بر گھر وہ جتنے تھے گردان جنگ نا حضور سپہدار توران دیا شہر چین کو میدان سود و نیر کیا نامدار و نکو اوسنے طلب نہ سمجھا کہ میں مرد میدان ار وہ بولا کہ رستم ہو لشکر شکن خدا گشت سنان گزینہ و تیر پھر اگر نامہ شاہ ختن کو لکھا ختن سے روان ہو پور و تیر شتابان ہو با سپاہ گران	تھیں شب سہو اسل آرمزور رے خواب غفلت میں ایران فرادان رو گوہر گنج و تاج شگفتہ موادل برنگ ہما زروی عنایات با گنج زر سہراک کے لیے خلعت و زر گیا کیا چاکے پیران یون آرمزور پاکو لیکیا رستم شیر مرد کہا یون کہ بان مصلحت کیا ہو ذرا حکم ہو تو اب زود تر توانا و زور آرو و سل تن بدینہ اوسکے کو کچھ کارگر طلب بہر امداد اوسکو کیا ہوا شامل شاہ افراسیاب دلیران و گردان و جنگی جوان
---	--	--	--

تہمتن بھی ہر روز تھارہ نور وہ رستم سے اگر ہو اکنیہ خواہ سہدار توران کے جیتقل چو شب گزے اوجھ ہو شکا مبارز طلب کے جب کیا یہ چاہا کہ لجا ئے کھینچ کر سہوشاہ کا بند باز و دوسر سہوشاہ گردان جنگی دوران جو میدان میں نچی ہو ہر شہن سہوشاہ کے زخمی نہ رہا کہ نہ آگے رستم کی جب رہا گیا اور مارا جواو اس گرز کو وہ در دے تھی نہ تابا وہ طاقت مجھ بخشا ہو بیکران نہ جوشن میں لیکن اثر چھپا وہ کھاکے یہ ضرب گرز گران پراوے اس گرز کے جسم پر تہمتن نے شکر نہ پیرا کیا کہے آگے پانچ عہد ہوا سہدار توران گیا پھر جان سے فاصلہ نیم فرسنگ گا لگا گئے شاہ ختن کی کہ بان رہا ہاتھ سے تیرے گروہ کا ہوے دونوں مصروف کشی ہم اوتھا کر جو چکا اوسے خاک پر یہ بھجا وین رستم ارجمند کہا جاکے اے شاہ افراسیاب رہائی مجھے اوس سوجھ بوجھ تہمتن کی بھی فوج پہونچی وین	تو قف نہ کرتا تھارہ شیر مرد عدم کی دے اوشے کی وین سہوشاہ رستم شہر دل کروں گے رستم سے بن کارزا یہ جنگ تب کیو جنگی گیا کہ اتنے میں یہ مال کر لفظ ولیکن کیا رستم زور سقا کیا اے زخمی تھیں بہان نوروز با خاطر یہ عن شہابی سوتے جا کے ادا کر تو شاہ ختن نے چہرہ سہا تو رستم سے ہوا رستم نامجو رہا جو کرے زخم بند جو کہ کروں تاکہ بدخواہ کو اپنے یہ شاہ ختن ولین گئے دگا نہ گزرا بہن سے پہلو ذرا بھی نہ سہر گز ہوئی کارگر ولیکن یہ اوس وقت آئے کما کہ نہ بچے مدد کو نہ کوئی سوار تہمتن نے اوس کیا یوں بیا ہو نہ پہونچ کوئی دوسرا زمین پر گئے جبکہ یہ پہلو تو پھر کام و شوار تر ہو گیا لگے کرے ہر دم درشتی ہم تو بدیم ہوا وہ شہر کینہ ور کہ بس مگر کیا شاہ پولاد نہیں زمینیا را آدمی کی یہ تاپا سوار کردید یہ بہان بہان سوار کرے باز پر خاشاکین	کہین اہ میں ایک یا حصار وہ حصن متین فتح جس دم تو سالار ترکان سے پولاد وند غرض دو گز روز وقت بگا رہا کہ شاہ ختن نے کینہ رہا م وین بن نے خاک کر کہ دوہن گین ٹوٹ ٹوٹ پہونچا بیک ضرب شمشیر گیا پیش رستم وہ ناکہ کنا یہ سنکر گیا خشن پر ہوا جو خالی گئی پہلو انکی گند سہوا خون روان سر ہوا خدا سے تہمتن نے کی اتقا پھر اتنے میں بدخواہ تو ان کہ کہ افسوس دل چہ گزشت مری تیج بران تھی خارا شکا پھر اوشے کیا میل کشی وہان کہ افراسیاب لاور کو بیان غرض اس سخن سے یہ تھا دعا شہا خد پیمان یہ باہم تو کر پیرا کیا شاہ فیہ سخن جگ جاک اسکا دین کیجیو گیا لگے افراسیاب دلیر کیا زور رستم نے انجام کار وہ دم چو پایا بداندیش نے گیا یہ سوار کش تاہو سوار کہ ہو رستم گروے ہم ہر عقاب کے پہونچا جو گروہ لگا گئے شکر سے پولاد وند	کہ دان گردان نور کا تھا قلعہ دار ردان پشتروا سے رستم ہوا لگا گئے یون ای شوار جمند دلیرانہ آیا سوز زم گا کیا پہلو ان کیو کے سر کو بند رہا کی سو شاہ پولاد وند علم کر کے پھر تیج پولاد وند کیا ختہ بس کیو بھی وین کہا یون کہ یہ پہلو ان جہان سوز زم رستم نامدار تو گز گران لیکے پولاد وند رہا زمین پر قائم مل کر کہ عاخر یہ آب جسم کر یا خدا ردان تیج کی گزشت کتف پر کہ لرزان سد احسب البرہ دو پارہ کہے سنگ آہن کو شکا تہمتن سو کی خوشی مل عیان طلب کیجئے تاکہ لے پہلو ان کہ رستم فی دھر رست اپنا کیا کہ ہر گز شک عقب سہر پھر آہستہ آہستہ سلین تو قف کو تم راہ مت دھو فروا لے گھوڑے دونوں شہر کہ دشمن نہ قائم رہا زمیندار کیا کہ بدخواہ کدیش نے گر زبان ہوا اوٹھکے شہر بار حصہ اوسکے ہے کوہ البرز گرد تو گردان توران رستم تیج کہ شہت نہ کو گنج و نام بلند
--	--	--	---

یہ کہہ گیا شہر بار خست نہیں سو پیکار مال سپاہ گریزان ہوا شاہ افریاب کیا ملک توران کو قہر سب دیا گنج و زر رستم گرد کو وہ تو اس کے سپہ کیلک سناؤں میں اکوان رستم کی شک رستم خسرو تھا کوہ و در کہ گئے ہیں اسپان گل گور نہیں زور میں ہمسرا چہ گور لگے گئے یونین شہزادہ زمین وہی دیوے صورت گور ترا کام سے کشتن امین رستم ہوا رستم صحر ابروان یہ دوتا وہیں کھینچ پھینک کہ ہی بیگان دیو اکوان یہ گور نہ آرام تھا دنگو فرسک خور تو پھر آئے دیو اکوان و ان لگا کہنے تب اس یونین امین کہ برعکس ہا کار دیو شیر دیا پند نہ یامین اور زمین سو آفرین شدہ سر و ماہ دیو و جانم و دیو بہا تھا کنارستہ پہ پہونچا وہ جنگ آہنا کہ گھوڑ و کھانہ یعنی چرا گاہ تھا دوان اوسنے گلے کو کھانہ تھا سو خستہ و زخمی دوان زمین خرو شدہ دوان پہ چون شیر کیا پیشہ اوسکو تباہ و خراب	چلو پھر بسوی دیار خست مہوئی اس بجے یہ بیدل پنا غرض شب کو دوان بصد آہنا تہنن فرہارک کو با صد طب ہوا شاہ گنج و زنا مجو کیا بنین و گلو کو پھر طلب	جنگ رستم دیو اکوان کشتہ شد نشا ز رستم حضور اوسکے حاضر تہر نابہ کئی اسپ کو اوسنے ضائع کیا کہ اگر کیا گور خستے یہ کام سر شہ صحر امین سکین گورین تہنن و خسرو تہ یون کما یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار وہ غائب ہوا کچھ نہ پونچا کر نظر سے وہ پوشیدہ پھر پوچھا گئے تھا نمایان گئے نا پید ہوا او صحر امین آرام گیر او تھا کہ تہنن کو بس لے گیا جو پھر خستہ دل بیان مجھے کر کہ تباہ آخوان ریزہ ہون سر سو رستم گرد و دوشے ہنگ لگا قتل کرنے او خستہ بدین بہت دگر تھا ستیزہ کران ہوا پھر سو دیو اکوان و ان ہوا پھر سحر اوس پہ پہونچا کہیں آچے گلے کو لا یا دوان سو رستم گرد آیا شتاب نبرد آزمائی مرا کام ہے	مہیا نے بہن کچھ بھی حاصل نہیں لگا کہنے بیان سے شاہنشہ مناسب نہیں تو قہر نہ مان لگا ہاتھ رستم کے پھر مال و گنج بفتح و ظفر لیکے پھر مال و زر سو اسکو سب مال و فرتہ بھی کہوں قہر اب و سنا آب و گلاب چو آہن آہستہ آہستہ ایک نو امیران و گردان ایران دیار کہیں آہن و شست سے آگیا تعب و جہت کا ہر یہ مقام کہ ہی ملک اکوان دیو لین سنا بیکہ یہ دیو کا صاحب نہیں اور کو تباہ یہ زمین سو گور خراب کے پھینکی گند کیا چاہے تھا زخم اوس پر ہا غرض اسطر سے وہ دیو پید بروز چارم سحر اوس زمین کو شتابی بریدہ کی کہ دریا میں پھینکو نہیں یا کوہ پر کہا دیوے پھینکے سے کوہ پر گرا جبکہ دریا میں تباہید رنگ زروی دلیری علم کے تیغ شناور تھا یکدست پہلون سلاح و لباس اپنا کر خاکشان جوانم و کارش چتا تھا دوان سیدار توران کا گلہ بان خبر پاکے چوان افریاب یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
---	---	---	--

بھلا کیلے تم مقابل ہو یہ مردانگی دیکھ حیران ہو وے بھاوہ منزل بہتر لگے گیا کر کے یلغار بہر خبر کے کشتہ پھر گزرتے بیدنگ وہ سر کردہ فوج توران دیا طرف سے تھا ضرور کے اک اہل بروانہ لبوے بیابان ہوا کھا نیکے سو گندگرتو ہے مرد دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو پسکرتہ تھن نے ڈالی گند جہاد دیو کے جسم سے کر کے سر جو دیکھا سر دیو حیران ہوا پھر اک جشن ترتیب شد کیا رہی بزم عشرت و بان چند مے دلیں آرزو وطن وہ منزل گیا اس کے ہمراہ شاہ کہوں کیا میں ہر عجیب بیان	عشت سوی پیکار اہل ہو وہ ناچار یکسر گریزان ہو کہ ترکوں کی پہنچی سپہ ناگاہ مقابل ہوا اس کے دشمن چل مداران ہنگام جنگ ہوا جاوہ پیکار دشت فرار گیا پیش اس کے وہ جنگی سوار پے جنگ اکو انشتان بان ہوا تو نے دیو آسانے کر نہر لگا کئے رستم سے کر کے غریب کر کو کیا دیو اکو انشتان شتابی سے قتل سے باز تھن کا حضور فنا خوان ہوا میا قتل اسباب سب پیش کا رہا دور جام مے دل فروز مجھے کچھ خدمت کیو وطن تھن کا افزون کیا غوجا	یہ مکروہین کھینچ کر تیغ تیر تھن ہوا پھر روانہ پیشتر خسپ کے رستم کی اک نامدار کے کشتہ گردان بہت تیر سوار و نکو مکت کر کے تباہ بفتح و ظفر رستم پہلوان وہ گاہ بھی اور چار پیل بلند ہو چکا خورشید ہ پہلوان نہیں کار مردان پیکار جو کہ جنگ ہنگام سے ہو کر بیک ضرب گرد گردان پھر روان ہو پھر پیش خسرو گیا طلب کے یں وزرے شکار بہم خسرو رستم نامور کیا عرض رستم کو کون بعد از تھن کو خسرو نے نصرت کیا اب آگے بیان زمر نہیں کر	کیا قتل کتنوں کو وقت تین نگہبان تھا گلے کا شام و صبح سپہ یکے اور پیل جنگی ہزار کیا قتل کتنوں کو شمشیر سے یہ گردنے چار پیل سیاہ ہوا پیشتر پھر وہاں سے روان سپر داو سے کر کے کج اہل خروشان ہوا شیل شیر بیان کہ آزار دین خواب میں مرد کو پھر آیا بیان تو بڑے دغا پریشان کیا مترو دیو امین شنشہ نے اغزا و سکا کیا کیا رستم بہادان پر ہنسا ہو سے مائل غیش شام و صبح کہ لے خسرو حضوران جہان بہت مال اور گنج اس کو دیا کس قصہ کوتازگی سے لکھوں کہ سننے سے ہوا شک جگر روان
---	---	--	---

جنگ گرازان فحشا شبہ ن سیدن و مرغاری فریقہ شدن منیرہ و خست
افراسیاب برجال نیرن پہلوان و ہمراہ بردنش شبہستان خود و خبر یافتن
ازین ماجرا و قید کردن چاہ تارک رہا کردن رستم از بند و رفتن سو ایران

کہیں آگے ارمانیان اکیروز کہ ارمان میں حضور سوز رستم سے گراؤ کوئی ہر آفرین اور پٹا نیرن پور گیو کسیر وہ کیو بولا کہ اے شہر	حضور جاندار گیتی فروز تقدی کنان میں ہر روز نظر کرجال ستہ دیگان شہر صولت ہو لاکوہ یہ کار آرموہ نہیں زنیہا	اسان غریبان و ہمارگان نچھوڑیں ز رعت نہر کج یہ خسرو نے سنکر نظر کی دین مجھے حکم ہوا سے شہر ناچو یہ سنکر لگا گئے گرد و سیر	لگے کرنے فریا و شور و فغان ستاسے ہین مہم کو شام و صبح سو پہلوانان ایران زمین کردن قتل خوکان و خنجرار کو جوان ہوں لیکن بتدیر ویر
---	--	--	---

<p> بجگم جہاندار کشور کش لگا کر نے شیریں لیل شہر کہ بارہ کیا جو شیریں بر زبان هزاروں کے کشتے ہنگام جسے گرازاں پیکار ہو پھر اک روز گرگین آؤس کہا نہیوں و کش او کو نہ آفتاب لگے کہنے تے ان کے باشندگان بیان جن کی او کی توصیف کی تو یہ دور سے او کو آیا نظر ستارے ہوں جو گونا گونا ہوا شیفقت بنیہ کا دل کہ ہے اس قدر خوف فرسایا نہ کہ کیا کچھ بھی اسے حذر کہ یہ آن ہو چکا ہو کو نکا ملا نام ہے بن بن پہلوان ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو جسے دیکھ حیرت میں ہو چو رہی تماشے حصار شک فر مے پاس لا کر بٹھاؤ او گیا ساتھ او کے و ماحد طر وے کینہ آور تھا ماند گرگ یہ بدیش ٹھہرا وہاں زینہار گئی سوے خرگاہ او ٹھکانا میسر ہوا سر بسر کام دل گیا خواب میں بن نامور منیرہ اسے لیکھی سر بسر گرفتار حیرت ہوا نامدار تو ہے عالم آشکار و نہان </p>	<p> دے اسکے ہمراہ گرگین گیا گرازاں بن بن ہوا ہم نبرد گرازاں ایک آیا سو پہلوان عرض اس طرحے مگر نہ فدا لگا دی وہاں آگ بھی چار کئی روز مشغول عشرت رہا منیرہ ہر اک دخت از اسباب یہ گرگین فرقتہ کیا جب بیان ہر اک نے منیرہ کی تعریف کی جو ہو چکا وہاں بن بن نامور کینہ بن بن پیرا بن نامور گیا بن بن گرد جب متصل لگی کہنے وہ غیرت شباب چلا آیا اس طرحے بے خطر شتاب سے احوال فرمایا کر یہ کہنے لگا دایہ سے وہ چو سنا یہ دخت ہے خور یہ لکڑی سے دی وہ گشتی کہ دیکھوں منیرہ کو پاس کر منیرہ یہ بولی کہ لاؤ اسے منیرہ فرجگو کیا ہے طلب ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین بر گیا جب و دھر بن بن نامور گیا جبکہ بن بن تو وہ ناوین ہوا جب ہم آغوش آرام دل بروز چارم ہوا چنبر عمار بن بن مین پھر ڈالکر ہوا جبکہ میدان اور پوشیا لگا کہنے اچر دگا جہان </p>	<p> ہوا شاہ سے جو حضرت گرازاں مقابل ہوا کے سب فقط وہ جوان گرم پیکار تھا دلاور نے او کو کیا عجب کیا دشت کو بجز خون سر رہا جاکے پھر دشت میں پہلوان ہر اک ہنگ کی کل شکستہ بن بن پہلے ساتھ اپنے کسی شعلہ خو پے ریلوس جا اقامت گرا ہوا دل سے مشتاق دیدار کا لیے ساتھ اپنے کسی دربار کا گل و سر و دنیا و جام و سر ہوئی داستان عشق پہلوان عجب ہے کہ یہ پیشہ اور یہ جان کہ تو اس جوان کو فریاد حال ہوئی جاکے شیریں پریشان حال کیا دفع مئے او نہیں سر لغو و تمنائیں آیا بیان کہا پھر یہ تدبیر کر ایک با کہی داستان حقیقت یہ لگی کہنے او سے کہ اسی پہلوان تری پاسانی کو اچر نو جوان اسیر ملا ہو گیا بیگان روحان سو ایران ہوا کہ جو منیرہ فی بن بن کو بے اختیار سے عیش سے و آن روز شب رہا کچھ نہ نہار بن بن کو رکھا سب پوشیدہ اس کا کو نہایت دل اور کار پریشان </p>	<p> یہ لکڑی دھن بن بن پہلوان گرازاں کو شیشے میں ہو چکا وہ جب نہ نہار گرگین مدد کا رکھا وہ بن کھینچا خنجر آگے بن گرازاں خود کار کو قتل کر بفتح و ظفر خرم و شادمان کہ یا نشت ہر ایک رشک جن وہ ہر سال آتی ہے وہاں سر کو کہ صحرائیں ہر اندون نازنین سنا وصف جب ماہ رخسار کا کہ بیٹھی ہوئی ہے نیاز و ادا مہیا ہو وان بادہ و چنگے رو ہوا پہلوان عاشق داستان کہ کوئی نہیں اسے کہے یہاں منیرہ فریاد سے پھر لوں کہا شتابان ہوئی دایہ خوشحال بے جنگ نوکان مین آیا اور مجھے شوق دیدار لایا بیان کیا اور بھی او کو امید و یہ سن کر گئی دایہ با صد طرب گئی دایہ پھر پیش بن بن دون لگا کہنے گرگین مین ٹھہرن بیان یہ جاناکہ وان بن بن پہلوان وہ بن لیکے بن بن کے شہزاد کو کیا پھر صحبت سے وان کہنا ہوئی بادہ پیا بفرط طرب سوستی بادہ کا جبکہ جوش نہفتہ کیا قصر مین رات کو بہت دین اپنے پشیمان ہوا </p>
---	---	--	---

پڑھے مجھ پر گر گین ز صد ہائے
 شہرہ نے کی جمع خاطر کمال
 فدا ہو مہین اور تھپید قربان ہو
 اگر شاہ توران سے پہونچے سر
 یہ لکھ لگے پئے باہم شراب
 تھا دخل نامہ مژگو وہاں
 پھر ہی گردش چرخ انجام کار
 گیا دو مہین دربان خانہ خراب
 ہوا شاہ شکر بہت خشم گین
 شہیدہ کا سر گز نہیں اعتبار
 وہ چو لائق قید و بند گران
 کہ بجا سواران پیکار جو
 یہ سنکر جو کر شہید کینہ خواہ
 در کاغ سد و آیا نظر
 جو دیکھا پہونچک دھن نہ پر
 نہ جنگ دھن در و دینا دین
 شہنشاہ توران کا یہ کاغ ہی
 کہ بیاں نہ تو سن کر زور و زنگ
 نہیں کوئی اس دم مددگار ہے
 دلیرانہ آیا دھیمہ پر
 مقابل ہو پیرے جو کوئی جوان
 تو نیکی کرے مجھے گرا لیکار
 ہو دیکھا کہ نیرن دلیر جوان
 کیا ساتھ نیرن کے عمدہ ہوا
 ایسے لگیا سوئی افراسیاب
 گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
 لگا کہنے نیرن کہ اسو تا جو ر
 سزا بارگم ہو گیا ناگمان
 چاک یک ہوا اک بری کا گزر

سوراہ بدوہ ہوا رہنمون
 کیا یون کد دل کو نہ کھ پڑا
 رضا جو تری بادل جان ہوا
 تو جان ہو مری تری آگ پر
 جو سے دولت وصل ہی کا پتا
 کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ بیان
 کہ کیسا نیرن اٹھا روزگار
 کیا عرض یون میں افراسیاب
 فرا جان سا ارا کو نہیں
 کوئی خاکے وان لکھ لکھا
 عقوبت ہی او پر وہاں لگا
 تو محصور کر جا کے اب کاغ کو
 گیا تا دیکھ لیکر سپاہ
 شک نہ کیا کہ کو بھڑو تر
 تو اک مرویگانہ آیا نظر
 سد و دھو چہرہ پر سندان
 بیان سطرے تو گستاخ ہے
 کروں سطح ساتھ دشمن کے جنگ
 جان آفرین پس دگار ہے
 خروشان ہوا آگے جون نیر
 تو کھوئی سہرا پنا دین ایگان
 چلون ساتھ تیرے ہوشہر بار
 کہ جو کشتہ لشکر کو اب بیکان
 لیا او سے وہ خنجر آہ بار
 کشان سر پر نہ بجال خراب
 کہا شاہ توران آئی جنگ
 بچک گرا زان میں آیا ادر
 سو دشت آیا شخص کمان
 اوڑا لیکھی مجھ کو ان آن کر

اسیر ملا او سے محب کو کیا
 جو انکو در پیش ہوزر گاہ
 مے گھر کو اپنا ہی تو خانہ بجا
 تو اپنے ہی نوش کی جام سے
 شرب رز رہنے لگا کمان
 کئی سال گذری بے غم و سرور
 خبر دار دربان ہوا ناگمان
 کہ شاہ کی گنگ ناموسیت
 بنا کر کشتہ استاب ہے کیا
 اگر کاغ میں غیر کو بار ہے
 سخن شاہ فہرستے سالار کا
 شبتا نہیں دیکھ کر کسی کو
 سنی بالکافون جنگ رہا
 گیا اندرون محل کہتہ خواہ
 منیر ہوئی اور وہ جوان بھگتا
 یہ دیکھا تو کر شہید کینہ جو
 ہوا سنی نیرن کو تباہ خطا
 ہوا بخت کشتہ انجام کار
 یہ لکھ دھن لیکے نام خدا
 کہ نیرن ہو مین پور گوید لیر
 میں اس خنجر تیرے لب کو
 روا شاہ مجھ پر نہ کھو ستم
 گرفتار کرنا ہی دشوار تر
 ہوا ہاتھ سے جبکہ خنجر جدا
 سو ظالع نیک یا دراکر
 ترا کیونکہ توران میں آنا ہو
 لگا کر نے صید فغانی میدان جنگ
 ہوا خفتہ پھر من زبیر دشت
 نمودار پھر فوج توران ہوئی

عرض او سے لے یار باہا بگا
 کبھی شادی معشرت و بزگاہ
 مری جان مجھ کو نہ بگا نہ جان
 کہ سر گز نہیں جانا شہید ہے
 تھا کار خربیش وان زمینا
 قرین بھیش و عشرت غم و رخا
 ہوا او سے اندیشہ خوف جان
 منیرہ کا اک گرا دربان جنت
 فرا جان یہ عرض شہید کیا
 تو پھر اس میں کیا جا ہی تکرار ہی
 یہ کر شہید کینہ جو سے کہا
 تو لے آکشان پان سے بھوک
 لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب
 گیا پھر او دھرتی جابر شکاہ
 ہم لے حجابانہ مین باوہ خواہ
 ہوا فوہ زن یون کہ ہو کوئی
 لگا کہنے کھا کرو مین بیج و تاب
 نہ سر گز موافق رہا زمینا
 لیا کھنچ خنجر جو ہوئے میں تھا
 شجاعت کریشے کا کزہ ہر
 بہت نامدار و کلوں غرق خون
 شفاعت کر ہی تو مری کھاتم
 کہ مرنے پہ اب آبا نہ ہی
 گرفتار نیرن کو او سد م کیا
 تو سر گز نہ کچھ کام آدو ہنر
 شبتا نہیں کسطح جانا ہوا
 خوشی سے تیرے فیروزہ رنگ
 ہو خفتہ گویا مرے ہا بخت
 عماری اک و مین غایان ہوئی

پری فری ہو چکے غضب یہ کیا
 اثر سے فسون کو دین بھینر
 نہیں تھی پری بخت گشتہ تھا
 تو وہ ہو کہ باگز و تیغ و خدنگ
 نہیں ست تیرا سخن زمینار
 مرا بہتہ کرنا کچھ آسان نہ تھا
 دلیران و ترکان جنگی سوار
 ہے زندہ ترکونے گراک سوار
 لگا کئی کھینچ اسکو اب دار پر
 برادر تھا نے کوئی یار تھا
 یہ انہوہ دیکھا تو حیران ہوا
 یہ کہ وہ سردار والا خطاب
 نہ بیٹھا تو شہ نے یہ سنکر کہا
 جو پیران دیکھا یہ لطف و کرم
 کئی بار دی پیشتر میں نے
 کہ کین سیاوش کو تازہ نہ کر
 کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دوں
 یہ سنکر رہ جو رو بہیدار سے
 اوراک دیو کو اپنے سنگ گراں
 منیرہ کو بھی پائے لہجائیے
 کیا قید بیزن کو لہجائے دن
 کہ دفتر یہ انداز نہ کیے روا
 سبک مجھ سے اور چاہ کے
 وہ بیزن کو روزی ہو چاتی تھی
 سنو کار سازی جان آفرین
 کہاں سے تباہین پہلوں
 جو ہوئے توک بیشہ آیا نظر
 ملائے گرازان تیر خون خاک
 بیابان میں اک گویا نظر

کہ مجھ کو عمارتیں مجھلا دیا
 پر پر و مجھے لیکھی اپنے کھر
 کہ جسے کیا یوں اس پر ملا
 کہ اس پر کرتا تھا یہ بیزن
 تو جانہ نہ ہو ویکا انجام کار
 ملے تیرے داماد کی دعا
 مقابل کے کر شاہا مکنار
 تو مت کہہ مجھے نیرن نامدار
 نگون بخت کو تو نگونسا کر
 خدا لیکن اوں کا مدد کا تھا
 یہ پیران ویسے سنکر کہا
 شتابی کیا پیش افرسیاب
 گزارش تو کر اب ہو کیا دعا
 تو بولا کہ اے شاہ عالی ہم
 نہ شہنوا مواجب شہر ارجند
 درخت ہلا کو نہ کر بارور
 تو دنیا میں رسوا و بدنام ہوں
 کہ شاہ نے اپنے داماد کے
 بیابان میں بھینکا جوتا ایچان
 نگونسا پیشے میں لگائے
 کو میں کے رکھا نہ پسنگ گراں
 گر نہ اسکو ہو چائیے مت شہا
 رہی جا کے نزدیک دس جاہ
 کچھ اکل و سین اب بھی کھاتی تھی
 کہ گر گین کیا سواران زمین
 یہ راز نہان سرسبز عیان
 پئے جا بجا تھے بریدہ شجر
 کیا دشت کو جسے خاک و کرب
 پسندیدہ و خرم و خوب تر

عمارتیں بیٹھی ہو تھی ناز میں
 نہیں بھین نہ ہمار سیر گنا
 لگا کہنے پھر شاہ توران یا
 اور بے ست بہتہ مثال نان
 سنی جب گفتار افرسیاب
 تو اک تو سن کر زاب و مجھے
 تماشا تو پھر دیکھ سیدان میں
 ہوا غضب سے افرسیاب
 اسے لیکھا وہ سودا جب
 سنو کار سازی کا حق کرنا
 کہ یارو نہ جلد کیو بیان اہ دو
 ہوا ایسا وہ اس کے بیان
 اگر گنج مطلوب ہو دون مجھے
 نہ بیزن نامور کو ہلاک
 ہوا کام سے دست بردار
 سیاوش کو جو قتل تو نے کیا
 کیا سکے پیران فی بھینوٹان
 کہ کر جاہ تاریک میں اسکو بند
 دہن پر تو رکھ جاہ کو اب سنگ
 بفرمودہ شاہ افرسیاب
 منیرہ کی ماں ڈری فی شتاب
 شفاعت ہوئی کو عقوبت پر
 گدائی دہ کرتی تھی ہر صبح شام
 جان آفرین داور واکس
 کہا گیو و گوڈرے جا کے جب
 یہ گر گین نے پاسخ دیا گیو کو
 گرازان خوشخوار آئے دین
 ہوے وانی پھر سواران ان
 طرف اوں کی دھڑا کے شہنیز

پڑھا اوں افسوں پر ہی دین
 نہ آلودہ عیسیاں عرش گنا
 کہ اسی بخت گشتہ روزگار
 یہ گفتار سنا نہ کہتا ہریان
 دیا بیزن پہلوں اپنے جواب
 کہ فکھلاؤں اپنی لیری مجھے
 کروں قتل سکومین اکل ان میں
 یہ کر شیور کینہ جو سے شتاب
 کیا خلق نے آکے انہوہ تب
 کہ پیران او دھر گیا ناگنا
 ہلاک اس جوان کو ابھی مت کر
 کہا شہ نے آئیمے پہلوں
 اگر تاج چاہے تو بخشوں مجھے
 ذرا ولین لرغوف یزدان پاک
 دے پھر بیزن کہتا ہوں ایشاہاب
 تو پھر کہا اوٹھا یا بھلا فانی
 کہ رکھے گرفتار بے گران
 ہر اک طرح سے اسکو ہو چکا کر
 نہ زہنا راست میں کر دنگ
 سنا جب تو اس کینہ جو شتاب
 کیا عرض یوں پیش افرسیاب
 کیا شہ نے دفتر کو کھڑے پر
 جو کچھ ہاتھ آتا تھا اسکو طعم
 ہوا آخر کار فریاد رس
 لگا پوچھنے گیو گر گین سے تب
 کہ نزدیک ارمان ہم ای ناہو
 ہوئی اونٹے ہم گرم سکا دین
 طرب ساز و شادان و صید گنا
 شتابان جوان بیزن نام جو

سو بزمِ آگاہہ ماستدیل
 ولیکن ہوا گور دانستے روئے
 نہ زہار پیرن کا پایا نشان
 ہوا دل مرا سخت اندوگین
 یہ سفر سخنہا سے بے اعتدیا
 یہ چاہا کہ گر گین بکیش کا
 اسے پیش کیخز و نامدار
 کہ تو لیکیا تھا دے پور کو
 کرے ہر تو اب مگر کی گفتگو
 شتابی سے پھر تیرے کھنچو
 دو صد تار یا فر لگائے وین
 گیا گویا لیک اسے پیش شاہ
 مرا بے تھا ایک نور بصر
 کر ہی ہو گفتار مکر و فریب
 پہونچ داد کو میری امی شہر کا
 کہ گر گین نے تجھے بار کیا گیا
 شمشہ فر گین کو دین گین
 نظر کر کے وہ طالع و رقت پر
 یہ سن کر کہا شد نے پھر گویو
 چھڑا لاؤن بزم کو اب بند
 کہ آخر شہا سوئی گشت کا
 نشان پاوین اسکا تو نہ لڑ
 تو نور و زکا کہ بچو ر
 ہوا گویو شادان سینکر سخن
 یہ کہ کیا پہلوان اپنے گھر
 سے ہر طرف دہ نقص کن
 گیا گویا حسن طر پرالم
 طلب کر کے پھر جام گشتی نما
 بہت غور سے تھا نظر کرنا

خروشان جو شہہ چون ذیل
 عقلم سکی محتابین پہلوان
 بند کیجی گین صورت پہلوان
 کئی دن ہوا دان قامت کرن
 ہوا گویا بے اختیار شہکار
 کرے فخر تیرے سر جدا
 تو جا لیکے لے پور فرخ شہا
 کہاں کہ کہا تو نے امی کینچ
 ملاؤن تری خاک میں آجو
 کروں میں جدا جسم تیری سر
 کیا حنتہ گر گین کو از رو گین
 بحشم پر آؤں کینچہ خواہ
 کہ دل شہا تھا جس شہر
 کہ سنکر اوڑا بس قرار و کب
 کہ گر گین نے مجھ کو کیا سوگوا
 سنا تھا جو اسے وہ شہہ کہا
 کیا پھر گرفتار بند گران
 لگے گئے پیش شہر نامو
 کہ رکھے جمع خاطر تو اسے ناہجو
 ملاؤن تجھے تیرے زندہ سے
 اسے کچھ بھی زہار باور تھا
 خبر دین ہمیں آنکر شہا
 کہ جب آوے نور و زکا
 دعا دی کہ امی سر و بزم
 وہیں پھر سواران پر خاشاک
 ولیکن کہین کچھ نہ پایا نشان
 دل زار بیتاب جو شہم
 لگا دیکھنے شہا کثرت
 سو ہفت کشور شہہ خسران

شتابی سے بزم نو دلی کند
 فطر سے ہوا گور و بزم نہا
 بے تو سن بزم نامدار
 غرض ماغم و درد پایا سان
 یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جون
 کہا ایک گور و نہ پھرین
 وہیں گویو پھر با دل درد
 کیا تو نے مجھ کو تباہ و خراب
 تجھے لیکوں پیش خرواگی
 پکڑا بال گر گین کے پھر بعدا
 ہوا انیکوں سر بسر جم زار
 کیا عرض شاہ گیتی پناہ
 اسے کر کے کم آ یا یہاں
 بجز تو سن بزم پہلوان
 یہ سنکر ہوا شاہ اندو گین
 پھر احوال گر گین پوچھا تمام
 کیا شہ نے پھر سو بد بگو طلب
 کہ تو ران میں زندہ وہ پہلو
 سو ملک ان میں کینچو پناہ
 یہ کہتا تو تھا خسر و پاک دین
 کہا شہ نے پھر کہ امی نامدار
 سہا دانو سے اگر آگئی
 نظارہ کروں جام گیتی نما
 جانمیں تو رہ جتلاک ہون
 روانہ کیے گویو نے چار سو
 جو نور و زکا ہوا جلوہ
 جو خسر و دیکھا اسے بقرار
 شہا سے جو بزم ساں ناکا
 نشان بزم نامور گین

کر کے گور کے سر کو تا وہ بزم بند
 شتابان ہوا میں نقص کنان
 جو دیکھوں تو صحران میں بے سوار
 یہ تو سن جو پایا سو لایا یہاں
 اگر قمار سنج دہانا گسان
 کہنت کینچ اس پر تو اب تیج گین
 یہ گر گین سے بولا بیاں گ بلند
 گیا چشم دے مرے صبر خوب
 اسے اس حقیقت سے دون آگئی
 اسے پہلے دانستے گرد کشان
 ہوا اس میں ہر شیش انجام کا
 مے سر پرانی کیا ایک بلا
 یہ گر گین بکیش نکبت نشان
 نہیں اور بزم کا ہر گز نشان
 لگا گویو سے گئے خسر و بزم
 وہ یہودہ کرنے لگاوان کلام
 کہا دیکھو احوال بزم کا اب
 دے ہر گرفتار بند گران
 وہاں جا کے ترکونسی ہو کینچہ غم
 دے گویو کو تھا نہ ہر گز یقین
 بے جستجو بھیج ہر سو سوار
 تو مت کینچو صبر سے دل تھی
 کہ دریافت احوال ہو گرو کا
 بصد شہت و دولت و فرشان
 کرین جا بزم کی وہ جستجو
 تو پھر پیش کینچہ زنا مور
 یہ نشان دل تو مضطرب شہکار
 لگے تھے وہ اوچن جام میں سرور
 بدیدار ہوتا تھا ہر گز نہیں

<p>بصدیخ و خواری گرفتار تراپور زندہ ہے ای پهلوان کہ آئے رہا ہو کے تیرا پسر لگا کئے حسرت کہ لے پهلوان کہ آئے یان رستم پهلوان سب حوالہ نیرن مفصل کیا کہ لے گیو مسرا را وہ تھا نہیں چاہتا دل کہ چھوڑوں وطن پے کارنیرن کہ رستہ ہوں کہ لاؤں رہا کر کے اسکو تبتا روانہ ہوا رستم مسرا فرار وہ آیا تو حسرت و ہوا شادان وہ بیٹھا تو کیخسرو نامور بھٹکے فگنی تو ہے لیل و نہار نہیں چارہ گریان کوئی نہینا تراپور نہین اک چپا کر نہین چھوڑا لاؤں نیرن کو اب تیر روان لیکے ہوشکر جنگجو کہ قتل نیرن کو افراسیاب لے دست افروز افراسیاب تو رستم دران کو توران ہوا متاع کرانما یہ پاکیزہ تر پراز تھن خوب و دوخواہ تھے بنے مسرہ صورت ساربان مجھے لیل اب اپنے ہمراہ تو ترانہ پیش خداوند تخت حضور شہنشاہ کیوان علم کہ یہ عہد بین ہے ولین کیا لاؤں تن اسکا تہ خون خاک</p>	<p>کہ نیرن کنوین مین گلوں شاہ کیا شہ فی کچھ گویوں پان نہ اندیشہ کر کھنڈ نظر کہ جاؤں چھوڑا لاؤں نیرن مرانا لیجا سوستان اوسے جاکے نامہ یا شاہ کا یہ سنکر متھن نے پاسخ دیا بہت مینو کھینچے مین نچ وین تسے درد مین جگر تہ ہوں تو کھنچے جاکے خاطر اضطرار بروز چارم بسا ان ساز گئے اوسکے لائے کو سب پهلوان بٹھایا متھن کو اوس تخت پر یہ دکار گردان ایران دیا کہ تیرے سوا اول نامدار کہ امی شاہ شاہان کو نہین مین اس کام چپت باندھو کر اوصین ساتھ لیجا جھین چا تو ایسا نہو کھا کے وین وینا کہ آسان ہو یہ کار شکل تبتا جو طیار یکدست سامان ہوا پراز جاکہ تہا سیدہ صد شتر پراز شتر القصہ ہمراہ تھے وہ پشہ ہوئے جاکہ کاروان ساکر کے اسے گرد و خند و خو کہ لینا خطا ہوا لیجا شتر کیا عوض رستم نے پھل لاجم یہ رستم کو نہروئے پاسخ دیا کہ روں در نہ گر گین کو نہین</p>	<p>پڑی جب تو کیا دیکھتا ہوا کہ نیرن کیا نے ہوا گانداز سلاسل سے بسست و پست شانی سے پروانگی چکچک ہو بنے گانہ کام اوس دین رنگ شتابان سو رستم نامدار فغان کھینچتا تھا بصدیخ و غم یہا نے نہ زنا حبش کرن ہوا سنکے اوی گیو غمگین کمال کے دیدہ زار کا نور ہے ہے محفل آراہم تاسوئے تو دروہین حکم شہ کا مارکا وہاں تخت زرا یک برپا کیا کہا تو ہیشت و پناہ کین گوارا تو کر سنج اسے نہ شیر دعا و نثار کے کئے لگا ترے حکم سے مین موڑ وین یلاں قوی جنگ تنوہن پان سپاہ گران لیکے جاؤں اگر کروں جاکے تہ بیرابی وہاں مہیا کیا رخت سودا گران وہ اشتر پراز کوہرے بہا ستائف ہر اقلیم کے عین ظہر گئے ہمراہ رستم نامدار یہ گرگین نے اوتسوا اوس کما کہ صادر ہوئی تھیں ایسی خطا ہوئی لوہر گرگین کے زاری کنا مرے ساتھ حضرت اوتسوا تو جانتی اسکی بھی ہوز و تر</p>	<p>سو کشور کر گساران مگا اور اک دخت اوسکی ہر خنکزار مگر چاہ مین قید و دستہ ہے وہ بولا کہ لے حسرت و نامجو ستھن سے پیل فگن و شیرنگ ہوا گیو لے نامہ شہر بار زنا پیر سخن اور آنکھوں مین غم کہ آرام سے ابطن مین ہوں فے نیرن نامور کا یہ حال مرانیرن پهلوان پور ہے یہ لیکر بچکے سے دل فروز جو ترویک ہو نچا ل نامدار وہ بخت و جواہر ہیا کیسا ہوا رستم گرد کامع خوان پے نیرن پور گیو دیس زمین ہوسہ دیکر وہ جنگ آزما اگر سامنے آوے تیر و سنان لگا کھنچے حسرت کہ لے پهلوان متھن یہ بولا کہ اسے تاجور شتابان ہوا بشل بازار گان یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان کرانما یہ بہشت ادہم بادیا شتر پراز پرینان و حریر یلاں نیرن زامایک نزار متھن نے جب قصد توران کیا تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا کیا یہ سخن گرد نے جب بیان کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے کہ نیرن رہا ہو کے آوی اور</p>
--	---	---	---

<p>ہوا اساتھ رستم کے گریں دن حمان کا ارادہ تھا پہونچا دیا اقامت گزین جا بیرون سر حضور اس کے کچھ تھلا لایا شتاب نہایت ہی پران ہوا دیا تو ہے کون آیا کاشی پران متاع گرانمایہ دول پسند مری پاس ب شو تھی کے رہ کہ ایران سے آیا ہر اک کارون ہر اک جنس کے تھو وہاں شتری دو دیدہ گہ بارنا کہ کنان نہ پہونچی مگر سوی ایران میں پڑا قید میں سخت مجبور ہے کسی سے بھی اوقت نہیں بنیا نکر مغیرہ تو ناحق تھی کہ بچا رگی پر مری کرنگا پریشان دلش و زنجیر ہون یہ بولا کہ میر سپہر برین سوارہ کیوں غافل نہ فام کیا گردش آسمان نے غراب لکھا تھا قصا ہی سر پہ آہ ستمدہ خنجر پر کید ہے کیا سنگا ناجا سب بیان وہ پہونچا تھی سطر حسیلم رکھی اس میں اپنی انگوٹھی نہا کیا یک جو ہا تھا دھن آگ لگی سبب کیا جو ہدم کیا قاہ تھا ترے عشق میں مال و جان فدا کہا نسو تو یہ آج لائی طعام</p>	<p>ولیکن کچھ قید اس کے پس کوئی شہر ایران وسیہ کا تھا ہوا دل کو جب میل نچسیر کا وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر ولیکن بنانا یہ کچھ نہینا یہ پران کو رستم پاسب دیا ہوا لگے وار دترے شہر میں نہین مال کا تجھ پہ تیار کچھ تب آئے حضور شہ نامور منیرہ فریہ جبکہ پانی خنبر کہا یوں کہ ایمر دعالی گہر کہ ابلت کوئی ہوا چارہ گر ہوا پر غضب رستم نام جو کہ سو نہیں تو اک مرد بازار گان منیرہ لگی رونے پھر زار نہین چاہے سر دھری کچھ یہ آئین ایران سے دور تر پڑا تجھ پہ کیا رگی کی غضب منیرہ لگی کہنے کے فغان محبت سے بیزن کی آہ ہو کہوں کیا میں احوال نہیر خباب بندھے اس کے زنجیر میں دوبا دلا سہبت کے وہ پلین وہ طور سے رستم سے ظاہر کیا منیرہ فریہ جاکر دیا جب طعام کیا قہقہہ دیکھ کچھ گشتری وہ بولا رکھی را کو گر گمان دلو ابلت بھی تو یہ بد گمان کیا یہ منیرہ فریہ اس کے بیان</p>	<p>ہوا خاصا سب اسات کا ہلو ان تھن غرض مثل بازار گان ولیکن ہوا رستم شا دہر جو رستم فر دیکھا تو آکشتاب کیے پشکیش اور کیا عجز وان لگا پو چھنے انجستہ جوان رکھوں سو نہیں اسی سرور گز وہ بولا کہ تو شہر میں جا کے ہوے جبکہ آگاہ پریر جوان ہوا گرم بازار سوداگری سو رستم گدا آئی دوان خبر نہین نامور کی کہین وہ ہی لوجوان گیو کا پور ہے نہین محکوم دربار میں شہ کے بار نہین گیو گودرنے آگئی لگی کہنے یوں کہینچا ایک آہ کہ بچا رہ ہوں دست دیدہ ہون سر رستم سے پھر تھن دہن بیان کہ کہوں تو کیا ہی نام منیرہ میں ہون دخت فرسکا پھرون سو نہیں فریہ حال تباہ وہ یک چاہ تا سیک میں تکیہ کوئین کے دین سرنگ گران تو پہونچا سیکلی اسے کچھ طعام کہ لیجا تو میں مع بریان نان وہ خاتم جو رستم کو تھی نام کی کہ سرور دشت کھینچا تو آہ منیرہ یہ بولی کہ تھے کیس وہ بولا کہ اسے گلخ لالہ فام</p>
--	--	---

طعام کو تیرے لیے یہ دیا یہ پوچھے اوسے ای مرز و را شتابان ہوئی و اس کے وہ دریا گئی نصف شب الغرض جب دہن پر کوئین کے رکھا تھا چونک کوئین میں جو وہ تھا گرفتار بند وہ زنجیر توڑی دہن سے سرسبز کروں ایک شجوں میں بہم شیب اسیری سے نیرن کو کر کے رہا جو مانند دروان یہاں آنکر چلوں تھہرے میں ای شیر مرد غرض رستم و نیرن پہلوان کیا پاسا نون کو کیسر ہلاک ہوا پھر روان رستم نامدار کوئین میں جو نیرن گرفتار تھا تلافی کو نیرن کی آیا میں یان سپوچکر تھن و از روئے کین ہر اک گرد اک از جہاں یلان نے کیا جاکے آرام و خواب نہرا رو سکے ہمراہ تھے پہلوان مقابل نہ آیا کوئی دہن ر وے ساتھ میر و نیرن تاب جنگ دلیری و مردی و جرات مری ہوا سکے شرمندہ افراسیاب دلیرانہ تم گرم پیکار ہو سنی جب سواران نے گرفتار تھن نے لیکر وہیں گزرتی ہوا جب میدان میں کچھ کیا کیے شمشیر صندھ ہزار	سنا جب یہ نیرن نے یون کہا تو نیرن کو کیونکر گے کارا تھن سے پیغام نیرن کہ تھن نے اوس وقت ماندھی دیا پھینک دسکو و ٹھانک نکالا اوسے ڈالکر پھینک لگا کئے نیرن سے پھر نامو بے شہستان افراسیاب دلیرانہ ساتھ اپنے اب لیکیا شبشب ہو خوش رہے ہر کروں چلے تورانیان کے بند سوقا ہفت جنگ دران گئے قلعہ میں پھر وہ نیوٹ ک سوختہ شاہ توران دیار ہوا بند سے آج بارے رہا مر نام ہے رستم پہلوان سخت اک گز مارا وین شدتاک لیکر گیا خوش حال دلیکن م صبح افراسیاب نہر و آریاں جنگ آور تھن نے کھینچا بہت طا نکچھ نیرن سے تھجے عارنگ بہت آنائی سپہ نے تری سواروں کو بلا کر کے عت کہ یہ نیرن درستم جنگو ہے حملہ آور سوزر مگاہ یکے قتل ترکان بہت میدان کیا سوچیں وائے افراسیاب پھر آیا بھستخ و ظفر نامدار	یقین ہے کہ رستم ہے کاران کے تھجے جو کچھ تو وہ کیجیو یہ لکھ رفبان رستم وہاں لے ہفت گردان جنگ آوا پڑا سنگ جاکر سوشت چین گرفتار زنجیر پایا اوسے کہ کھینچے بہت تھن تو نیرن کہ تا اوسکو معلوم ہو یہ سخن وگرنہ کیونکہ یہ تورانیان لگا کئے یون نیرن نامدار کیا منع ہر خیز رستم نہ دروسی دلی شتابان ہو سپہ تھہ اوکے گئی گرمین یہ آواز دی جاکے دہن پر فراسیاب دل میں کہ ہر عقد یہ آواز سنکر لعل خطراب پھر اک از نیرن پر پھرہ کو سوا کے کتنی پر پھر گان سپہ لیکے آیا ہے کارزار مبارز لگا کرے رستم طلب کیا پھر کہ لے شاہ افراسیاب کئی بار دیکھا ہے تو مجھے زبون سخت ہیں مجھ پر تو کہ ای نامداران تورانین نہ جانبر چون سیدان نہا سواران توران ایرانیاں ہو کشتہ تورانیان شہر کیا اوسکے دنبال رستم دون زرو مال و چاہ افراسیاب	رہائی کو میری اب آیا یہاں تغافل کو تو راہ مت و کھو رہی وہ پری پیکر داستان سر چاہ پر وہ دلاور کیا ملی اوسکے صدے سے توران گلے سے شابی لگایا اوسے نیزہ کو تو لیکے جایا نئے اب کہ اگر یہاں رستم بلیتن کہ نامر دتھا رستم پہلوان نجاؤں تھے چھوڑ کر زینہا کیا ساتھ رستم کے وہ نامو مقابل وہاں پاسا نون دلیکن سو کشتہ کیسر دہن کہ سچ تو ای شاہ بیدار روا کون رکھتا ہی واما پر گزیران ہوا شاہ افراسیاب پھر اوائے لیکل نا جو گیمن آپ ہمراہ ایرانیاں ہوا سکے رستم بھی دوہین سوا کہ ہر ہم نہر آئے کوئی اب اگر چہ تری فوج ہے چاہ کہ وہی میں تھنا ہریت تھے تو آیا عیث یان نے کارزار یہ ہر زنگہ جاو عشرت نہیں نہ ایران کا زفرہ ہر اک سوا تھے گرم سپہاں ہم وہاں ہے غالب ایرانیاں سرسبز دو فرنگی مانند شیر ایران کیا لیکے چھ سو ایران تاب
--	---	---	--

سنا جبکہ یہ شروہ دلنواز گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ دعا و ثنا کی تہمتن سے بھی ہوا شاہ کیخسرو پاک دین	ہوا شاہ کیخسرو سرفراز تو اگر جاندار گیتی سپاہ شہنشاہ کی لایا بجا بندگی ہوے گیو گو در بھی بخش دین ہوئی ختم نین کی آبستان	گئے پیشوا نامداران تمام تہمتن کو با صد خوشی لیگیا منیزہ بھی اور نیرن پہلو ہوا دور خاطرست اندوہ دم سوقصہ برز و پہلوان	ہوے دیکھ کر اوسکو شب و کام شنا خوان ہوا رستم گرد کام گئے جب حضور شہ خسرو ان لگے تھے سرور و خرم ہم
--	---	--	--

جنگ کردن بر و بار شتم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو و بقابلہ او با فوج گران شکست خوردن افراسیاب ز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہو کر بصد خاطر کہ اے بادشاہ ہو نین مقالیس ہوا ان کے وہ طلبگار آب روانہ ہوا یانے پھر وہ سوا جو پیدا ہوا میں تو شاہنشاہ مرا لیکش میں ہی رستم بنام اگر نہ ہووے تو جرات نہیں سنا جب یہ بر شوکت یون کہا لگا کہنے سالار عالی وقار نہ او سپر ہو گز و دان کارگر کہ میدان میں جہدم تنیدہ کروں نہیں ہی اگر زرم کی تھکوتاب یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ تو دون تھکوبین خنجر سے چین شہ چین کو اور شاہ ایران کو ہوا شاہ دیر سنکے افراسیاب زروا فسر و گنج و لشکر دیا دے اوسکی بان ڈھیری کی دیا تہمتن سے عمدہ برائی نہیں کئی بار دی اوسنے شہ کو شکست وہ بولا کہ رستم سے ہونے پند	سو چین گیا شاہ افراسیاب نہیں جانتا لیک نام پند پلایا اوسے اوسے پانی شتاب بجگم خدایہ ہوئی بار دار مر نام مادر نے برزور کھا دیری و مرد میں مشہور عام کہ ہو کر کمین فوج ایران میں کہ افسوس نصیحت شاہنشاہ وہ یکیش ہی مانند کیص نہ نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر تو صد کوہ آہن کو زہ کروں رکھا نام کیوں شاہ افراسیاب ہوا اوسکے خواہان مار دشا کردن تھکوبسالا را قیاسم کردن بند میں چو بیکار جو سو خا نہ برز و کو لایا شتاب سر خا و برز و کو شے کیا کیا آگے برز و سے اوسے یان تھمے تاب جنگاے مائی نہیں کیا نامداران توران کو پست مے لگے ہے پست میلند	تو آیا نظر راہ میں اک جوان سنا یہ مانگ کہ اک سوزیان ہوئی اوسکی دلین غائب خدا جانتا کون وہ پہلوان جو دیکھا اوسے شاہ فیستین مجھے سخت تاب آئے عا کر گیا لگان ہی یہ مجھ کو ہنگام جنگ تو اک گرد سے ہی زبون بقدر تو نامائی اوسکی بیان کیا کروں یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان سپہ تیری اور تو بھی نام رو نہیں تھکوبشایان ہی نام شمی کہا یوں کہ گر کشتہ ہو بچوان قسم کھا کے برز و نے پھر پشیمان لگا و نیکن اب آگ ایران میں سر پرہ و فیل و سپاہن میں ہوا شاہ برز و گردن دوز کہ ہو دولت جاہ جی کا دل وہ قاتل ہے دیوانہ نخواستہ تو اون بنا ماروں ہم نہیں دیا پاسخ اوسے کہ وہ شیر زاد	تو مند مانند پسیل دمان کہ میں اک سوار آگیا ناگمان جوان کیا اوسکو پنجو آب بس نہیں اوسکا معلوم نام و نشان روان ساتھ اوسکے کیا سخن پر آگندہ خاطر خون صبح و سہا تہمتن تھے ہاتھ سے ہووے تنگ تسے ہی دلین ہی خودت و خطر بجای اگر کوہ آہن کہوں کیا شاہ سے اوسے پھر یون بیان کہ دل یون تہمتن سے پروردگار نہیں تھکوبزیا کلاہ نہی تسے ہاتھ رستم پہلوان کہا یوں کہ اے شاہ خورشید جاہ کروں خون روان ز بستان میں دو صد نازنیناں چین و چین جہان میں ہوا الغرض فی نیاز اوسکا جاہ و دو کا جی ہی خیال نکر قصد تو اوس سے بیکار کا دیر میں اوسے فروز تر نہیں ہر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد
--	---	---	---

تو کی کو دن محض اور بے ہنر
 نہ لیکن ذرا لائق کار تھے
 طلب کر کے مردان جہاں ہنر
 اٹھارہ ہزاران زور آزمایا
 یہ میروی سمیچہ وہ نامجو
 جو استاد میں سے شہرہ یلا
 کہ سہارستی کا کچھ اسمیں فرغ
 درشت و نو مند حیت و دیر
 ہوا شادیہ شکے افراسیاب
 کہ ہونین شتابی سیاہ رول
 ہوا شادمان شاہ توران دیار
 کہانا مارون پھر یون کہ اب
 ہوا شہ سے رخصت یل شہرود
 عقب تیرے میں بھی بصد درود
 کیے ہر مرد بزدلے نامدار
 گئی سووی ایران یہ جنم خبر
 تعجب کہ اب وہی تورانیان
 کیا شہ نے رخصت بصد درود
 عقب کے شہ بھی بصد درود
 ہوئی اک شب در و جنگ کلاں
 فریہ زار و طوس میدان مین
 ہوا شادمان شاہ توران دیا
 ہوا پر غلبہ رستم پہلوان
 فریہ زار و طوس کو کر رہا
 گئی نصف شب بھی کہ پہونچا دیا
 سخت زہین ہر افراسیاب
 فریہ زار و طوس بھی پیش تخت
 اسیر انکو پھر لے گئے مردان
 اٹھا ایک کو اپنی پھر پرت پر

نہ کھو رفت جان عزیز پیو
 سوافق نہ بزدلے کے زہن ہنر
 یہ بولا کہ بزدل کو اب و در
 لے کر نے تعلیم صبح و مسا
 زبون روز کرتا تھا اوتا کو
 کہے تو انجمن باندھ لائے یلا
 یہ گفتا ہے یا سراپا دروغ
 حضور اسکے اک پشہ ہر پیل
 دیا گنج بزدل کو پھر جیاب
 سو خسر و رستم پہلوان
 طلب کر کے پھر تخت گورنگا
 کہ اسکی فرمانبری روز و شب
 بہت لیک سامان جنگ و نبرد
 پہونچا یون لیک سپاہ گران
 سواران جنگی لیے وہ ہزار
 تو بولا یہ کھنڈر نامور
 برای و غاسوی ایران و ان
 روانہ ہوئی ہر دو نام آوران
 جہاندار کھنڈر نامور
 کہ جکا انہیں پہونچ کر کھنڈر
 جو آئے مقابل تو اک آن مین
 ہوا غم زدہ خسر و نامدار
 لگا کہنے اے خسر و خسران
 ترے پاس لاؤں بفضل خدا
 اسیران بند بلا تھے جہان
 غشی سی ہے ہر پیا در شتاب
 کھڑے ہیں نہ سحر و دما و
 کہ منظور تھا اونکار کھنا جان
 شتابان ہوا رستم نامور

یہ سنکر گیا پیش افراسیاب
 نئے اور طیار انجام کار
 ہنر ہلوانی کے کھلا و لب
 بعلم و ہنر وہ بچا نہ ہوا
 غرض بزدل کو پہلوان اکر
 سنی شاہ توران فیہ باجست
 وہ بولے شہا بزرگ و پلین
 شب و زبرد کو پیل زرم
 لگا کہنے بزدل کے بادشا
 نہ خسر و ہے اور نہ رستم جا
 یہ بولا کہ بے بزدل و کج حیت
 وہ بیٹھا جو بالا زہین سر
 یہ بولا سپہدار توران دیار
 وہ سردار جنگ و در و دلاکرام
 شتابان ہوا آپ بھی بعد انا
 کہ گردان ایران جو زخم و زخم
 فریہ زار و طوس کو پھر شتاب
 سواران جنگی و مردان کار
 فریہ زار و طوس کی فوج
 ہوئی فوج ایرانکو آخر شکست
 اٹھا زہین سے بزدل و کھنڈر
 طلب بستم نامور کو کیسا
 تو کہ جمع خاطر کہ جاؤں شتاب
 یہ کہہ کر گیا رستم جنگ جو
 یہ سمجھا کہ بزدل کی خبر گاہ ہے
 چپ و دست با خاطر شادان
 یہ کہتا ہر انکو وہ کجست شاہ
 نگہبان جو غافل ہو تہین
 اٹھا دوسر کو وہ رستم یل

سلاح و سلب کے لایا شتاب
 مہیا کیے بعد از ان شہ پار
 کرو کو شش و ہند ہر روز و شب
 سرسوران زبانہ ہوا
 لگا کہنے امیر شاہ گیتی فروز
 لگا پوچھنے پہلوانوں سے تب
 نہیں آدمی ایک ہے اسیران
 غرض زرم کو وہ سمجھتا ہر جنم
 لے ساتھ کیے تعبیر چاہ
 گردن کھوکو ایران کا فامزدا
 تو با صطرب بیٹھیا بال تخت
 تو کیسے ہو کر در فرمان پذیر
 کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار
 کہ ہوان تھا اور باران جنگ نام
 سپہدار باش کر سیکر ان
 سنوئی تھی ترکو کو پھر شتاب
 پے جنگ گردان افراسیاب
 کیے ساتھ انکے وہ و دوزخ
 گئے سامنے فوج بزدل و کجست
 سواران توران ہو چہ دست
 بہ بند گران و کجست کیا
 یہ احوال خسر و اوسکے کما
 سو پہلوانان افراسیاب
 ولے لیگیا ساتھ گستم کو
 جو دیکھا تو بیٹھا دہان شاہ ہر
 نشہ ہنیران بزدل و دہان
 گردن شل شل سیاوش بچا
 تہن نے کھینچا تہن کین
 سر پہ دہ و دہین آئے نکل



وہ بند گران زور سے سرسبز
سرا رہا وہ بین شاہ توران کے
کہ وہ گرگ ہوگا تھکن مگر
کہ لیکر سپہ جاسور رزم گاہ
سنا جیکہ خسرو نے شور و فغان
نظر کر کے بزدلی ترکیب کو
تھے سر کو توڑ دیا بھی گرنے
بجای کہ سیکھو نہیں تھے ہنس
یہ کہ کر وہ بین اہل قہمین کی نکلان
پیانی ہوئی بارشیں تیر پر

شکستہ کیے کیطرت میٹھکر
یہ چرچا ہوا کوئی گرد آنکے
اسیر و نگو جو لب گیا آن
وہ بین آنکر بزدل کینہ خواہ
کہا کہ ای رستم پہلوں
قرن تیر ہوا جنگ جو
سمجھو کہ مجھ کو البرز سے
مے ساتھ نہ تہذہ ہوا
خدا کا ایک لاسو پہلوں
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

غرض بادل خرم و شادمان
وہ بندی جو تھیان و بھین
دم صبح کھا کر بہت پیتاب
خوشان ہو سیدائیں کنو
تو بزدلی اب جا ہو کر جنگ
کہا فخر دن ہو کے مانند سر
لگا کہنے بزدل کہ ای پہلوں
اگر تو ہی آتش تو میں بھی آن
تہمتیں اک تیر مارا وہ بین
بہم بھیر ہو لیکے گزر گران

کے پیش خسرو وہ نام آؤں
سہ ماہی نامہ اردو کے
لگا کہنے بزدل سے افریبا
کہ ای رستم اب سنا ہے
یہ سن کر گیا پلٹیں میدان
کہ جاسے تھکن میں آیا
تو ہی پیر دیرینہ میں ہوں
نہیں آئے آتش کو
مے سطح و دیباک گرد مین
بزدل نامہ و در جنگ و دران

بہت دیر تک ضرب پر ضرب بھئی
 کیا زور امتنا پاک کر کر
 تھکن نے جانا بڑا ایک کوہ
 فلے ازہ عقل و فہم و ذکا
 تھکن سے بڑو یہ کہنے لگا
 تھے دست و سر کو نہ رنجہ کیا
 یہ بڑو نے اندیشہ و بین کیا
 پر اتنے میں آخر ہوا روز مت
 ہم جب پذیر ہوا یہ سخن
 جو بڑو گیا پیش افراسیاب
 مقابل ہوا مجھے آج آن کر
 نہیں اسکو پکار سے خوف نیم
 یہ گفتا کرتا تھا بڑو ادھر
 کے ہاتھ کو آج پوچھی گشت
 نہیں آتا نظر کوئی مرد
 تو بڑو سے لڑتا ہتیج وینا
 روانہ کروں سکھ ہندوستان
 یہ سن کر کچھ ششہ پاشخ دیا
 جوتابان ہو خوشی شیدقت بگاہ
 نہیں محکوز نہا کچھ خوف نہا
 ہمارے قلوب میں جیتاکر جان
 مقابل ہوں باتیج و گز و خندنگ
 سنا اسکے جتنے ہیں گردن فراز
 دگر گون ہوں گاہ زمانہ اگر
 کے رستم گز و جنگ آزما
 عاری تو اسوقت تلباب کر
 لاؤ میں ان چاکے سیمنج کو
 لیران ایران سینکر خبر
 تھکر یہاں گرتوای پہاؤں

الہی قیامت تھی یا حرب بھئی
 کہ ٹوٹا دھال کمر سہر
 ہوا ضرب ہو گز کے بس تھو
 تھکن نے کچھ طوطا کیا
 تعجب ہے اسے گرد جنگ آزما
 یہ سنکر تھکن اوس کے کس
 سہاوا کہ یہ گرد زور آزما
 لگا کہنے بڑو سے رستم کہ اب
 تو پھر بڑو و رستم سلین
 تو بولا کہ لے شاہ عالیجاہ
 کہ تھانگے فولاد سوخت
 مراد ہی اس پہلو آدمیم
 کہ جب کیا اب ہوا سہر
 نہ ہر گز بازو بازو دست
 کہ ہر بڑو کی گرد کام نہر
 ولین ہر سو ہندوستان
 بولاؤں فرامز کو اب رین
 تھکن کو لب و لہجہ میں خست کیا
 تو بڑو سے دین کا ہون مخواہ
 نہ میرے شہر و دین میں گز عینا
 سو جنگ کیونہ لاکو عینا
 کروں غرق خون میں او پیر
 دلیرانہ ساتھ اسکی ہوں رستا
 تو جو ولین ہے اس کے نامو
 سر پردہ میں چکاپنے کیا
 کہ ہوں صبیحہ میں تبتابان و
 شتابی ہوں پیچ سے چاہو
 دو ان پیش رستم گئے سہر
 تو قائم ہے پھر نہ کوئی جوا

ہوں گز پر خم مثال کمان
 طع شیر غزہ کے کہنے شور
 ہوا دست بیکار ٹوٹی سپر
 نہ بڑو یہ سرگز ہوا لشکار
 کہ لگتا مار گز کوہ پر
 مجھے رنج کیا ہوتے گز سے
 رہا اب کرے زخم گردن ان
 ہوں سپ عاجز ہوا وقت تک
 گئے زندگ سے سو خیمہ گاہ
 تک مجھے زور پیر اپنے تھا
 تن سخت پر اوسکے ہنگام جنگ
 نہیں مجکو معام یہ زینار
 ادھر پیش ضرور جو رستم گیا
 مجھے سخت بڑو و فری عاجز کیا
 فرامز میرا دل اور سپر
 وہ چپال ہندی گز جنگ
 نہ ہو مخو فرامز ریان جب تلک
 گیا جبکہ رستم تو اسوقت ہو
 سنا کہ گردن غلہ اور کا ہر
 کہ اسنے گز سے یہ سخن
 مبارک ہو شہ کو رستم و زہر
 کہے جنگ بڑو گلو دیر
 یقین ہے کہ گردان خواہاں کن
 کہ اسنے گز سے اسطرح
 زوارہ بولا کہ یہ بھائی جان
 ہو چکر وہاں زال زلزلان
 زوارہ سے کیا ہوں بیان
 لگا کہنے ہر ایک کی سلین
 ذرا اسنے خدیش نہ کر زینا

سو اسکی شتی اور خیمہ ابلان
 پھر لگ گز بڑو نے مارا زور
 ہوا پرالم رستم نامور
 کہ خستہ ہوا دست کھلی سور
 تو بس ریزہ کرتا اسے سہر
 کہ ہوں سخت ترکہ البرت
 خطا ہو اگر ہیسے غافل بیان
 بکھور و زور واپہ ہو قوت جنگ
 ہوئی جاکے اسودہ کی سپر
 فلے طرف اک گرد زور آزما
 ہوا کا گرد کچھ گز و خندنگ
 ملے خاک میں کون انجام کا
 تو با چشم تر شہ سے کہنے لگا
 نہیں مجکو مقدر و سپکار کا
 یہاں اسی جہاندار ہوتا اگر
 یہ لین ہے اک گرد و تلک
 ہم جنگ ہو قوت ہو قوت تلک
 لگا کہنے ہوں حسرت و ناخو
 ملاؤں تر خاک و خون سہر
 کہ لے خسرت و حسرت و ان رین
 کہ خسرت میں بچ کر جنگ رزم
 ستیزہ یزین ہوا مند شیر
 کہین جا بڑو بڑو یزین
 کہ میں نے کیا اب بیان جطر
 ارادہ ہی میرا سو شیشاں
 سر و دست کا اپنے دربان کر
 کہ پے غم رستم سو سیتان
 تھے ہی سب سے ہی یہ آئین
 یہاں کھٹو پیا و شپاٹا

تھن فز پھر باول دست مچھ صبح میدان میں آن کر ہوا زخم کاری سے بیکار پھرتے ہیں پہونچی خبر یہ وہاں بغلیں لیا پیلین نے وہیں تو پہونچی مجھے راہ میں غیر فرامز سے جسنا یہ سخن دم صبح پھر برزوے کیندو فرامز سے رستم پیلین یہ برزوے کنا کہ موہن ہر جو دیکھا تو گر گین ہوا ان گم کہا شاہ نے یون فرامز کو روان کے تون بل زوہند فرامز تھا بسکہ چون قبل سو جنگ آیا تو با صطرب تھے ساتھ کل کے یون کا رنا سنی او کی برزوے آواز جب ولیکن جو دیکھن ہوئیں کو غور ہو شستہ یا شستہ شاید وہ فرامز بولا کہ دیوانہ ہے یہ کہہ کر لیے سب نشان ہر وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان سنا جبکہ نام مل ارجب پیانی جو تھی ضرب بالاکا سر ہوئی ریزہ ریزہ جو او کی پھر اوسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا ہوا گوجہ ہر زوہند ہوئے حملہ آور جو تورانیان بہت دگر گز کو بان ومان	کہا یون کہ زیر پیلین کرے جب طلب و کیند سو خانہ جاتا ہون چارین کہ آیا فرامز جنگی جوان دیے لیسے بالاکا چشم چین کہ برزوے لیکے آیا ادھر لگا کئے تب رستم پیلین پکارا سورز کہ آن کر یہ بولا کہ امیر دشکر شکن ہوا تھا جو کل تجھے گرم ہر وے دور سی ڈالتا جنگ شبابی تو برزوے جو جنگجو یہ برزوے بولا بیکار درشت و تون دست و دہر مگر یہ ہے جانک اپنی آب کیا جب جرات کو بادہ خواہ لگا کئے جی میں کہ جو غضب تو پاتا ہون آواز تو کہید کہ دیر وز تھا جو مرا ہم ہر بہتر و خوسے تو بیگانہ ہے یہ سنکر ہوا غرق ہیرت وہ مقابل نہیں میکہ شیر ثریان تو ہر وہ ہوا سخت اندیشہ تو ہر کو نہ فرصت ملی اس قدر پریشان ہوا زخم سے مغر ہر وے یہ نہ منلو زرنار تھا وے شاہ توران ہوا در تو پہونچے ادھر سے بھی ایرانی چپ رست چون تپک ہر گز	بسر ہو گیا بس کہ وقت جنگ کرون جنگ کیا دست یہ سنکر لگے رو فز سنا مار ہوا اور دے الم سر ہر فرامز بولا کہ لے پہلوان یہ سنکر وہاں ہوا میں دلنا تو آرام کر جا سو خیمہ گاہ کہ آئے مے سانے کو فی مرد مرا سر ہر لیکے ساز و یراق دیا سب نشان جنگی ہر فرامز پھر پیش حسن و گیا سبا داکہ گر گین ہو کشتہ وہاں نہیں ہم نہر داہ جو ان یہ ہوا ہوا است برزوے کو کھسکر فرامز بولا کہ اے کیند خواہ کیا شب کو بایش عشرت عمر کہ ہے یراق و لپا بنج ان نہیں گرد ویر فرہ ہی یہ مگر وہ ہر گز نہیں وے تیر عباس وہی ہون کہ جنگ کیا تھا دہون لگا کئے پھر یون فرامز کو مرا کام فیل فنگنی ہر دم فرامز نے لیکے گز گران کہ ہر زوے زخم او سپر ہا زمین پر گر اہر زوے زوہند یہ چاکا کہ لیکے کے اسیر سوار وں بولا یہ افراسیاب سنو زوہند مل ارجب پھر استہن پہونچا ہند باد	فلک کی بجائے اب جانک بے کام کیا زخمی دست سے تھن بھی اوس دم ہوا شکبا ہوا شاہ رستم اوسے دیکھ کر ہوا میں جو ہند وستان روان غرض کر کے یلغار پہونچا ایران کہ تادیر ہو ہر ہر گز راہ کیا سنے گر گین برے ہر تو جاسوے میدان برے لپا سوار انرض خوش پر ہوا گیا خوشی سے زمین پوس جا گیا یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان قواب آنکر مجھے کر کارزار ولیکن یہ بولا کہ اے کیند دلیر و گویے رز کہ نہ سگا مجھے اوس خوشی کا ہر لگا وہی ہر جو دیر فر تھا بیگمان تو بولا وہیں ہر زوہند مقرر اوسید کا ہی یہ سب کس کو دغا غرض آج میں غرق خون تر نام کیا اے یل نامجو بجہ جنگ شیران نہیں اور کام کیا سخت ہر زوے عاجز وہاں حفاظت میں انہی ہر صوف تھا فرامز نے پھر رہا کی کیند حضرت اوند تاج و سیر دلیرانہ ہر حملہ آور شتاب کہ اک دست کھینچتا تھا کیند سورز کہ رستم شہنشاہ
---	--	--	--

نہن منے اندیشہ دل من کیا سواروں نے جہد فرا دل کیا کہ نیچے بین دو شیر کے خاہیر کنڈ اب بھیو کیے ہو گر جنگ ہوا دشت میں اس قدر شگفتہ بنگام شب جاکے افرسیاب ہوا شاہ رخ و نامور ہوا پیش سر و شفاعت کن سو خانہ رستم او سے لیگیا رہا بند سے بھرے اک دم کب	کہ ہر دو مبادا کہیں ہو رہا بہت حملہ برزو نے بھی ان کیا کہ دونوں تھیں پیلان کی شیکر تو کافیا کے ترکوں کا تنگ کہ اماں صحر ہوا لاکھ گون کہا جاکے پیران شاہ شتاب لگے تہیہ دینے فتح و ظفر سرخون گدرا وہ شاہ جان فرار سے پھر یہ کئے لگا	رہا گرد میں سو تپ چپ کند بہت سخت زور آزمائی ہوئی زور دہنے جو وہ میں فرار کو کنڈا و سکو ویکر وہ مرد میر غرض مہر تان سو اجنبان تو اب پائے لگا کر راہی راہ پے قتل برزو ہوا حکم شاہ لگا کئے رستم سے پھر شہر کہ لجا اسکو زابلستان	کیا اپنے برز دکی گردن کو بند نہ برزو کو لیکر بانی ہوئی کہا یوں کہ لے کر دیکھا جو ہوا گرم بیکار یا نہ شیر کئے تب سو خیر جنگ و ان پس سر روانہ ہوئی سب پاہ لے پہلو ان رستم نیکو راہ کہ برزو کو لیا تو لے ماہار وہ برزو کو لیکر ہو پس دان گرفت زخمی اور سکو کھا
--	---	--	--

برزو و آمدن در ایران برای رہائی برزو و اطہار کر و نش از رستم کہ برزو و شیر و شفت

جو برز دکی مان گئے سنی یہ خبر نہ برزو کو پایا جو ایران میں بلی مادر برزو سے نامور یہ شہر و فرانس کے کہا ایک وز وہ بولی کہ لا خواہر نیک نام وہ جب لیگئی پیش برزو و طعام زن نیک بخت آئی آگ چین سے کیا میں نے یہ راز پہنان عیان تو پھر لاکھ رہا تازی سمند پھر آئی وہ زن و اکا صد ط گئی لیگے سوہن وہ برزو کو پاس جب آیا وہاں برزو کو نامدار سورہاہ میرہ ہوئے رہ سپر لگے کرنے اوشت میں کارزار رکھی جنگ قوت انجام کار زن مطرب خانہ سپہدان پراسوت احرستم نیک نام کیا وہاں طلب اوشتان و	تو ایران میں آئی خوشہ خبر تو دلائے گئی زابلستان کیا او سکو رضی بہت بکوز کہ اے مہربان خواہر دلفروز دیا منے دوہن بیکار طعام سو دیکھ لگشتی شاد کام یہ سکر لگا کئے برزو سے ولیکر تو سینے میں کھیونہا بنگام شب زیر کاخ بلند کہا آگے شہر و احوال سب نہ لائی ذرا دلمین ہم و ہراس تو سپان رہا پر سو ہوا کہ کم تھا او دھرم زمان کا گد بہم برزو و رستم نامدار لگا کئے برزو و سو وہ نامدار وہ بولی گندگار ہون بیکار گر نہ ہوں کچھ مجھ کو یہ طعام یہ بو تھن سے ہم ایمان	اوس آشفتنہ خاطر کا شہر تمام زن مطرب خانہ سلیقین ہوئی نسبت خواہر ہی خیر تو ہو پوچھا سکے پیش برزو اگر رکھی آگشتی بھی نہاں لگا کئے بھیجی جو کئے یہ چین یہ جی میری ن سو نہیں سکا پس درون طعام ایک ہاں تو لا مرا کھینچا ان کر انتظار بہت مال شہر کو لا کر دیا سہ شہر بھی شکو لائی وہاں وہ شہر وہ زن اور برزو لاراہ میں رستم نامور کئے زخم باہم رہا بیشتر کہ کیونکر مواند سو تو رہا جو کچھ چین کے سو سوچے نہا پذیرا کیا کرنے یہ سخن سبا و جو برزو و روان ہو	اپس کی جدائی سے غم میں ام رہی تھی ہاں اس باکر و زن و فرانس محبت کا تھا ویدم تو پھر بیون طعام آج طیار کہ معلوم برزو کو ہو نشان وہ بولی کہ لے مرخص تیر تجھے دوست اپنا یقین جانکر بریدہ کروں تاکہ زنجیر پا کہ سو نگار و اندھن سو کسوا بہت او سکو ممنون ان کیا کہ برزو کو لیا تھا جان شہر تان ہوئے تو ان زمین پڑی جبکہ برزو پہ او کی نظر نہ لیکن ہوا ایک بھی کارگر سب حال برزو فرانس کے کہا کہ مجھ سے سرگوندان راوا کیا سو کے گوشہ پھر چین تو خسر کو کیا دیکھے گا جواب
--	--	--	---

تہن یہ بولا کہ میں کیا کروں تو شہر و نئے او سکونہ کھاؤ دیا ہوا شملین برز دے نامدار سفیداب محاسن کے پیر سب نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن دلیرانہ دونوں بل سر فرار بہت جھگڑا کہ کیا وقت کا دوالِ ہجام تہندان و ہین سے پھر وہ اسپان بہم رزم تو برز و کجا کھا گا وہین بادیا کروں تاکہ رام آپ کو زور چڑھا او کے سینے پہ تابیدنی کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن یہ کہہ کھائی وہ انکشتری گرا پاؤں پرانہ سرانکس کیا ایک برپا تھن تو سخت بصد شادمانی ہوا سکھنا	نہیں مجھ ہوتا ہر برز و زبون نہ زنا را پنی زبان پر رکھا لگا کئے اسے رستم باوقار نہیں شرم لیکن تجھی غضب لگا کئے برز و کد ای سلیتن سے لیکے گزر گران زرسا نہ لیکن گرا زین سی کوئی سوا کمر سے کیا بست از دوعین شال دلیران گردن فرار وہ برز و کو بھی کھینچا لیلا ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کہ کمر او سکونہ کو جہان تیغ بنیرہ یہ تیرا لے نامور یہ بولی کہ لے رستم سلیتن نگین فروزہ چون کتری لفظ خوشی ہرگز نامدار کہ بیٹھا وہاں ہرگز بخت کیا سر یہ اوسکے بہت زشتا	ملاکروہین زہر بھیجا طعام زن مطرب خوب و بوسیر ہوا تھے جو کام تہر و دیان ہوا شملین رستم نامور اگر مرد تو سی تو ادھک کر نہرو پا پر ہوئے گزر باہم دون ہوا میل کشتی او بھین بھروا لگے زور کر کے بچش و خروین تہن کے توسن وقت متغیر پہنچی خواہش برز و زرم ساز زین پر گرا برز و آب کام وہین مادر برز و پہلوان تو برز و کو مست قتل کر زینا گرا نہ یہ خاتم زنا ب کی ہوا دیکھا کشت دودہ ناجو پھر آئے بہم بادل شادان ملایا دوسرے زال سے بعد از ان میا کیا جشن عیش و طرب	نہ لے پیش برز و جو پہنچا طعام ہوئی کھا کر سو سے عدم رہ پیر نہیں یہ مراد ارنامہ آور ان خجالت سے ہرگز اٹھا یا نہ یہ سنگر او کھٹا رستم شیر مرد ہوئے سست باز و جنگ آور ان فردا آکر کھڑے وہ پہلوان بہنگام کشتی ہوئے سخت کوشش روان جب کیا زخم دندان تیز کہ چھوڑے فرار رستم سرور ان نشانی سے پھر رستم نامدار لگی کئے رستم سے کر کے نشان فردا دلین کر خوف پروردگار نشانی میں رکھتی ہوں سراب کی بغل میں لیا برز و گردو کو دون سہ کر دالے سوکست ہوا دیکھا زال زرشادمان نشا و خوشی تھی وہاں شرب
رہیدن سوین ضیا کر ویران کیجا دو گری طاق بود و ہر ملک گیا شاہ ایران جو کھا کر شب روز چون غنچہ دلگیر تھا یہ بولی کہ میں اے شہ ناہو تہن کے آکر کہ شہر سیرت ملاؤں فرار ز کو خاک میں منون سازی بی بی کھائی او وہ ہوشہ رخصت شتا ناہی وہ جب ملک میں پہنچی ایر مسافر آتا تھا سر صبح و شام سیامی و بیوہ و چنگ و رور	دلیران ایران کے چہرہ دست تخیر میں مثال تصویر تھا نہیں صرف مرشد و نمونہ کو نہیں پیش جانا اگر زور دست دلیر و نکالاؤں میں م ناک تن طرف اس اراد کے لائی او روانہ سو ملک ایران ہوئی تو سے میں پھر زلمستان تو سون کھائی تھی او سکونہ طعام شرب کباب باب و سرور	ہوا تھا جو میدا نہیں برز و زن کلبدن ایک سن بنام مجھے علم جا دو گری بھی ہو یا تو دیکھ ب تماشا مر حیر کا پذیرا نکرتا تھا افراسیاب زروال کو باب جو کچھ کہا یل غلی اک اوسکے چہرہ گیا بنائی سرالیک و قلعہ ایک رات مسافر نوازی کی جب مسافر نوازی نہ ہرگز تھی وہاں	تو اس نے افراسیاب پیر کہ مرشد یمن تھی مشہور عام زنا یمن اس فن کی ہوں استاد کروں تے رستم کو اب سہر جا ولیکن زن سا حرا شتاب سپہدار توران فر او سکودیا کہ تھا پلیم نام اوس گرد کا پسندیدہ خوب و چپے نیک اذا کر تھی وہ زراہ طرب کہ مرگسا ز می تھی وہ بیگان

دریا جاو سننے اک روز کا
 دلیران ایران زمین تھے تمام
 بہم طوس و گو در زمین تھے غنائی
 لیا طوس نے خجرا ز رو کے کین
 رہا م دلاور یہ غصت کیا
 کہا پھر یہ رستم نے گو در کو
 لگا کئے کیو بل نام جو
 ستا یہ ہرین بھی جاو ن وہاں
 تھن سہی پھر کہتے نام جو
 خطر ہم ہوا رستم گر کو
 قوم نے نہ بوجو بہم کارزار
 پسندیدہ ہو یہ کہ اسب جاو نہیں
 پھر تار ہوں اسب سکو آغا نگار
 یہ دیکھا کہ نیمہ ہے افرخت
 کہ خیمہ یہ کسا ہے تب مرزاں
 گذر تار ہوئی اس آہ سے
 او تر اسے بادل شادمان
 لگا کئے اوس کے کہ اسے رستان
 کہ تمام دسودا اگر خوش سیر
 جہاں جوان لیکھا خت جب
 خطر سے میں اوسکے گزراں ہوئی
 جوان نے لاو رنے دل میں کہا
 غرض مجھ کو طوس میں عالیجناب
 پھر طوس کو قلعہ میں لیکیا
 جو آیا وہاں بعد ازاں رستم
 جو پہونچا وہاں دوسرے روز زال
 تو بل اسے کونک لٹا طوس رو
 پیرانہ اوسے کیا یہ سخن
 پھر اتنے میں پیش بل نامو

کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
 مہیا ہو دو دو می و رو دو دو جام
 لگے کرنے دان گفتگو و فساد
 رہا م دلاور نے اوٹھ کر دھین
 یہ پھر رہا وہاں آج تک
 کہ طوس دلاور کو لے نامجو
 کہ گو در ز اور طوس میں تندہ
 کہ دو لوگ بھیجے کے لاو ن یہاں
 برا در تھا طوس میں لاو کا جو
 سبادا کہ چون پہونچاں کہینہ جو
 یہ سنکر گیا وہ بل نامدار
 لگا ز اور کو ساتھ لے آو ن میں
 لکھو ن حال طوس میں نامدار
 اور اک قلعہ محکم سے نو ساختہ
 لگے کئے اوس کے کہ اسے پہونچاں
 قویہ اوسکو امین و خواہ سے
 گیا دوہن خرگاہ میں پہونچاں
 حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان
 رہوں تھی میں آرام ہو کر گھر
 یہ چاہا سپہدار تو ران تب
 سولکس ایرانش تابان ہوئی
 کہ خسرو کو لائق ہو یہ دریا
 لگا ہاتھ سے اوسکے پیر شرب
 پھر اتنے میں گو در جنگ آزا
 رکھا افسے پھر قید کہ میں
 ہوا مردان وہ پران حال
 خداوند مہا نسر کے حضور
 نہ ساتھ اوسکے ہرگز گیا پلٹن
 کہینے کہا کان میں آن کر

وہاں گیارہ و گو در جنگی سوار
 تھی آستہ بختل استمان
 نہا پھر جو اوس وقت گفتگو تھی
 کف طوس کھینچ خنجر لیا
 نہیں جانتا کیا تو رستم بیان
 تو اب کے رشتا بی بیان
 سبادا کہ دان کھینچا تیغ تیر
 یہ کہ لگ گیا کیو زور آزا
 روانہ ہوا لے جا رتا و دھر
 فرار سے رستم پہونچاں
 لگا کئے یوں زال زربعدہ
 سوار پہ پر پہ کے نامدار
 روان چو پھر طوس پہونچاں
 پکا تہن باور بیان طام
 زن تاجراتی ہو تو اس ایک
 کھلائی ہو نقل و شراب طام
 جو دیکھی تو بیٹھی ہو ان زمین
 وہ بولی کہ میں زن نغمہ کو
 بہت مال و زار و جہاں
 کہ اپنی پستان مجھ کو کرے
 پی خرونا مجھ آئی یاں
 اسے لچاوں بیش شاہ جہاں
 ہوا بخود دوست و بیہوش
 گیا پیش سوسن وہ بھی چو
 معے جا کے پھر کیو درین لگا
 گئے لوگ سوسن پھر پیش مال
 میو و نغمہ و جنگ سونے
 یہ سمجھا کہ میرگ سازی ہو
 کہ یزید ہر کارا سی پہونچاں

بل ہرین و طوس عالی تن
 قرین سرت تھے پیر و جوان
 سونا لائق وخت و شوارقی
 وہاں نے خفا میں طوس کو ٹھکایا
 کہ لازم ہو دیکھنی میہاں
 ہوا اس کے گو در و وہیں دان
 بہم ہو وہیں کہینے سے گرم تن
 دسے ہر گیارہ یزید گیا
 کہ دان طوس تناسی اور نامو
 یہ بولا کہ اسب تو بھی جابوچاں
 کہ شہزادہ اپنا ہی طوس گراں
 روانہ ہوا زال مسیح نہاد
 سہا تھی زین سادہ کی جان
 لگا پوچھنے وہ بل شیک نام
 کہ رکھے ہو وہ خصلت و نیک
 مہیا ہے یاں بادہ در و دجام
 صنوبرت و گل و چہ بین
 مرا ایک عاشق تمام و نگو
 بہت مجھ کو مسہ و روشاں کیا
 مرا مال لے خوار مجھ کو کرے
 رہوں اوسکی خدمت میں جاو
 کہ تاسن مجھ کو میرا وہاں
 کہینگا کہ سہیلم کے بت
 ہوا قیدانند طوس جوان
 نہ مہا نسر اعتقاد نہاد کہ یہ
 یہ کہ لے مو فخر خصال
 جو چھہ ہوو مطلوب ہو جو
 کچھ افسون خالی نہیں لگا
 کیے چار گردانے غائب

<p>کہ تھا چاکر زال فرختہ نو حقیقت کئی اوسے سب انگ گئی قلہ میں بادل چلے لگے جلنے گزر گران ہوسم وہیں پھر فرما مرز پہونچا اوہم پسنگر گیا وہیں ہشیر مرد فرما مرزا سپاسم ہر دو مرد شتابان ہوا زابل سے پہونچو وہاں کہ پہونچا وہے جا کر یہ سبکو خبر وہ پہونچا وہیں لیکے گرد و خاک لگی جلنے پھر ضرب گزر گران نہ آیا نے اسے کوئی زیر دلیر و جوان بزدل و شیر مرد تہمتن یہ بزدل سے بولا شتاب سو لشکر شاہ افراسیاب ہوا پیکر شہتہ جنگام جنگ لگے ڈالنے تیر گردان ترک بہت ترک سوتے اوسدہم ہاں رہائی اوسے غم سے حاصل ہوئی ہوی بزدل و کورستم و زال شاد سواران ایران آئے سوت سنگ یہ بولا کہ امیر شاہ توران زمین نہ میرا سخن کچھ سوت نہ ہو + ہوئی عقل کچھ شہتہ یکدست و مگر کچھ اسنے جنگ گریز یہ بہتر ہو سید غنیم جان اپنی دلنا کرن خلق کو کیلے ہم تباہ خدافتہ سے حکمو ہوا دشاہ دلے نامداران نے اگر شتاب</p>	<p>ہوا پیر غصہ کے راک شخص کو گیا اور گھوڑو کو پہونچاں کر گریزان ہوئی وہاں وہ جیکر مقابل ہوا زال کے پلیم کہ پہونچا وہرستم کو جلدی خبر دلیرانہ و گردہن ہم ہنر لگے کرنے پھر وہیں باہم ہنر سحر بزدل و کورستم پہلوان شتابان ہوا وہ مل نامو کہ امیر پلیم لگے ہو گرم جنگ ہوئی تیرہ بازی ہم بعد از ان ہے گرم پیکار ماند شیر سحر پلیم سے ہوا ہم ہنر کہ آیا سپہ لیکے افراسیاب پے جنگ بزدل گیا پھر شتاب تہمتن کے بول تھے سید رنگ تو اگر دانکے سواران ترک تو تھے تھے صد باتہ خون کا گریزان ہو لشکر میں داخل ہوئی جب آیا ہاں مار فرخ نہاد رہنے لگے ہر طرف سے خدنگ دشتی سی ہیران ولیہ ہین ترالکات بادیکر ہوا کیا جا کو اپنی برباد ہاے وہ بولا شہین ہکا تو آب تیر کہا تباہ میں جنگ گریزان کہ ضائع ہو کسٹا اسپاہ کے ساتھ ہوا انکے زخمخواہ شتابان ہوا کوا فراسیاب</p>	<p>یہ سکر وہیں وہ مل راہمند خبر و انکی دشتا کر کے تولا کہ دیکھے زن ساحرہ کو سنا وہاں کچھ توڑا ورتلہ کو کہ سیکو کیا زال نے زان کہ دروہا کر قلہ کے ایچوان تو میں پلیم سے ہوں پر حاش ہوئی جنگ خوف انجام کا شتابی سو خستہ و نا مجو ہوا فخر زن کورستم پہلوان نہ اک تیر ہر گز ہوا کارگر غرض شام تک ہر دو گرفتار ہے تب یلان کچھ آرام گیر ہوا یہ پدیدار تباہ کار تو جا سو سالار توران دیا اسان ہر زبان تنگی ہم سو لشکر شاہ توران روان جدھر چلے کرتے تھے چون شیر تو پھر قلے سے وہ زن جیکر سپہ لیکے پہونچا بصد کرد فر بے گھیر ترکان وہاں کسیر کہ ترک کو لیکو پیکار کی تھی نہ تاب نہیں پیش جاتا کچھ کچھ ورت وہ افسوس تو لے پذیر کیا کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کہ امیر و دانشور و ہوشیار ہوا فخر زن شاہ افراسیاب سپہدار کچھ نہ ونامو اور تھیل سی اس پر پہونچا</p>	<p>رکھے غلہ میں اونکو پانچون ہند لگا کئے اس قلہ میں جلد جا یہ پھر زال نے ارادہ کیا گیا گریز کیل کیل نہ جو بوقت دغا سوسی زابستان یہ بول فرما مرز سے بعد از ان کہ زال سے تو کرا سے تو ہو سرشام تک ان رہی گزار تہمتن نے کچھ ہاں مرز کو در قلہ پر ان کے بعد از ان ہوئی بارش تیران ہمدگر ہوتے کھینچا تیغ پھر زدم ساز گیا جب سو کوہ مہر نہر ہوئی دور سے اکبے آٹکا کہ میں پلیم سے کروں کارزا ہوتے گرم کین رستم و پلیم ہوتے رستم و زال پھر بعد از ان دلے بزدل و کورستم و زال در یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر پھرتے تھیں کچھ نہ ونامو سواران ایران آئے وان آنکر ہوا بیل آوٹو افراسیاب کئی بار کھائی تھی تو شکست سرانیدہ زن کچھ جو کس سپہدار نے سکے پانچ دیا لگا کئے پرانے یون شہر یا یہ لکھ کر دوان کے گھوڑا شتاب مناسب میدان میں دھر کر یہ سکر وہ شاہنشاہ نامدار</p>
--	--	---	--

پھر کر عیان یوں گزارش کیا
 پھر لے تے مین پہونچا تھن مہان
 کہ چودہ تو مندر جا لاک دست
 بہت جہد و کوشش سحر و زوا
 بھاری آخر وہ زور آزما
 سوا اسکے سوڑین نہ زینہار
 کہ باندے کمر سے پیکار کین
 نہ جانبر ہون ترکان جنگ آزما
 یہ لک کر کاشاہ نے دو مین غم
 کہ پہلے مجھے قتل یاں کہتے
 سرانہ کھا شاہ کے پاؤں پر
 دلیران جنگی مین یاں جس قدر
 مروت مین ہر جب تلک جان زار
 کیا عجز زروے جب بقدر
 نہایت ہر شیرین زبان یہ چار
 لگا کئے بزور سے پھر بادشاہ
 نشانابان ہوا سوے افراسیاب
 لگا کئے بزور سے اے بد نہاد
 سکھا ڈھنر پہلوانی کے سب
 کسان اب گیا خسرو نامدار
 مجھے ہر تری جنگ سے عاتق
 یہ بزور سے اوس وقت پہنچ دیا
 سیاوش تہان لیکیا تھا پناہ
 ٹکھو تیرا ہر جا جب تلک
 تھے ساتھ کیونکر نہون زخمو
 سپہدار افراسیاب دلیر
 کہ ان خم سے میر عراب زینہار
 کمان لیکے پھر شاہ فریاد
 وے دو مین پہونچا وہ جنگی چار

کرامی شاہ شامان کشور کشا
 تھن سے نہ لے کیا یوں پنا
 فنون و نہر مین نہایت دست
 رہا غالب سپر فضل جند
 رہا میرے پنجے سے ہو کر گیا
 فراسر زروے جنگی سوا
 ہوا اسکے خسرو بہت شعلین
 نہو شیر پنجے سے میری رہا
 کہ تو سن کو کچھ روان کورم
 دو ان سپ کو میدان ان کیے
 لگا کئے خنجر و مین کھینچ کر
 دکھاتا ہی ہر اک یہ اپنا ہنر
 نگر غم پیکار تو زینہار
 ہوا نرم تب خسرو نامور
 سخن گوی خوش سرش خوش
 کہ سالار توران سے کہو نہ خواہ
 خروشدہ مانند دریا آب
 نہین ہے مگر کھجک یہ بات یاد
 نہین شرم آتی تھی غضب
 کہ آیا نہ اس دم بے کارند
 تو پھر جا ہیائے نگر غم جنگ
 کہ ہوں کہ چہ پروردہ تیرا لہنا
 اوسے قتل تھے کیا میگناہ
 ادا حق نہک کا کیا تلک
 تو ہر دشمن خسرو مین پناہ
 خروشدہ ہوش غرندہ شیر
 رہیگانہ میدان مین تو باندا
 روان سو بزور کیا اک خدنگ
 کرے تار باز خم گزر گران

نہین مصلحت یہ جو سید انہین
 کہ لیتا ہوں اب کج خون پر
 کئی بار کی مینے ساتھ دسک جنگ
 وے کر ککامین امی بادشاہ
 اگر اب یہ کھتا ہی پھر غم جنگ
 یہ جنگی سواران مین یاں جنگ
 یہ بولا سیاوش کا ہون مین پر
 اگر کوہ آہن ہوا افراسیاب
 تھن نے مضبوط پکڑی عناب
 ہوا تدرستم یہ شاہ جہان
 کہ سر کو گردن اپنے تن سے جدا
 ذرا اب تماشا مرادیکھ تو
 جو سید انہین ہو کار میرا تمام
 لگا کئے تب خسرو پاکدین
 مری آتش خشم کی اسے سر
 بفرمان ہنشیہ نامدار
 جو ہزد کو دیکھا کہ کی کینہ خواہ
 کیا پرورش مینے کیونکر تجھے
 کہ اب یوں دلیر اندر میدان
 مگر شیر مردوں سے وہ ڈر گیا
 کہ تا خسرو اب ہو کر نرم
 ولیکن ہے تو شاہ بیداوگر
 رو قتل ہی تجھے بد عہد کا
 اور اب ان ٹکھو اراوش کا
 یہ لک کر ہوا وہ دلا و زور
 لگا کئے چون پیل تنی نگر
 نہارا وین مجھے اگر پہلوان
 گذر کر گیا اوسکے خوشن تیر
 سپہدار توران نہر مند تھا

سپہدار توران سے ہو جنگ جو
 یہ سکر لگا کئے وہ نامور
 مقابل ہوا لیکے گرد و خدنگ
 افسے داعی باند سید انہین گاہ
 تو سید انہین جاتا ہون مین نیک
 نہایت مین شاہ کو تب تلک
 دلیر و چو اندر دو صاحب ہنر
 گردن تیغ بران دسک آب
 کیا عرض پھر ہو کر یہ کینان
 پڑتے مین بزور تھی آیا وہاں
 مرا خون گردن یہ تیرے شہا
 کہ ہوں شاہ توران مین شکیو
 تو مختار ہی امی شہ ذوالکرام
 کہ امی نامداران ایران مین
 غیر ہے رستم کا بیشک یہ زور
 و مین ہو کے تو سن پر بزور سوا
 تو سالار توران کیچھی اک آہ
 کیا نامداروں نے ہر تجھے
 ہوا آنک مجھے پیکار جو
 ہوا غالب سکو خطر جان کا
 نہون خسرو ان بھی جو کیا نرم
 ستم گار بیان شکن بد شیر
 کہ بیان شکن ہی عدو خدا
 کہ ہر ہفت کشور کا فرمانروا
 اوٹھا گردنا بند پیل دیان
 مے آگے تو پیشہ رستی نگر
 کرو تن پیل اکدم مین سکون
 ہوا خستہ پہلو سے مرد دلیر
 نہر سے وہ صبر مین چو لگا

پڑھی جبکہ بیکار ہر ضرب گز وے شمشیر بختا تیر مقابل ہوا لیکے گز گران سنو کا تو عمدہ بیکار گز سے کہ سی دشمن تازہ یہ پہلوان سبا دا اگر تھک چھوٹے گزند یہ لشکر کو شہر کہا پھر کباب چوئے حملہ آور سزا رون ہوا یہ احوال دیکھا تو کئے دون بادان شمشیر دگر گران پھر اتنے میں کچھ نہ شیر گھر جہاندار پونجا جو پرتکاپاس یہ چاہے تھا کچھ نہ نامدار یہ چار زو اور تناسے دل ہوا پھر وہ ان سکڑا المستان کیا پیشکش مال اسباب گنج زروی عنایت ہو فرماں لک یہ ہوا لاکہ بشوق سر پہنیا کہا یوں کہ تان کھینچو زون بجاہ و چشم پھر سو گنج گاہ	تو بزرگ و موقوف کی حرب گز سپر پر وہ لیتے تھو دونوں لیر یہ دیکھا تو ہویاں اگر وہاں کہ بزر و نہیں کم ہر البت کیا تھے ہویاں پھر یہ بیا خرابی ہو پھر اے شہر ارجمند دلیرانہ حملہ کسان کے سب لیا گھیر بزرگوں کو انجام کار فرامرز و رستم بھوج گران ہوا دشت بازار سبندان شہر ناموشہ سوار لیر تو لکھت ترکان ہو بد جوا کہ دنبال سالار توران یا کہ زالمستان اپنے متصل جہاندار خسرو و صید فروشان تھقن نے خسرو و بد پرور دین تو میں چند تندرہوں آج گھر ولیکن تو روقت آنا دیا تو ملک عیت کو آباد و شاد ردانہ ہوا دالمستان کچھ شاہ	تھے زرنچ لیکے تیر دکان ہوا جبکہ ترکش تھی تپ بین کہا شاہ سیلوان کہ ہاں مینا وہ ہوا لاکہ لکھیں اے نیکو کہ میدان میں گزشتہ ہو سوا جو کچھ گزشتہ ہوا جان گیا کہ تو قتل بدخواہ کو کیا سیر پالے کیے زخم او سپر رہا بہم گرم کین ہر دو لشکر ہو روان ہر طرف ہر قدر خون نخل قلاب سے شیش شیریان گزریان ہوا دین فریاد شتابان ہو پھر رستم پہلوان وہاں ناپ تشریف لے گئے رہا جاکہ کچھ تھم گھر گزارش کیا پھر لایا بادشا فرامرز و ہر دور میں چھ گاہ بلطف و کرم بزرگ و کرد کو فرامرز کو دیکھ پھر رستم بعد خوبی و نعمی و بھی	وہ شاہ دلاوردہ جنگی جوان دلیرانہ سالار توران زمین نہ یہ مقصد کر لے شہ نامدار فر و تر ہو خسرو سے بزرگ و کار تو نام آوری کچھ نہیں زمینا وہی حرف پیران شہ سے کہا رہائی نہ پائے یہ گز و لیر وے زمین پہ قائم دلاوردہا روان نیرہ و تیر و خنجر ہو گئے کہ سیا خون حملہ ہاں ہوا کیا بہر داد بزر و دومان ہوا خسرو نام و فتحیاب لگا کئے اسے بادشاہ جہان مہر فز بندون کو اپنے کین ہوا شادمان رستم نامور ہوا چار صد سالہ یہ نیک خواہ یہ سنکر جہاندار گردون جہا دیا شہ نے غور و ہر ملی شاد ہو کیا خرم و خوش دل و شادمان ہوا رونق افزا کاغ شہی
--	--	---	--

فرستادن کچھ نہ گودرز را جانب توران جنگ افرا سیاب آمدن پیران
و ہومان با فوج گران مقابل پہلوانان کشته شدن پیران و ہومان
و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کہ گودرز کو اکیڈ کیا نامداران توران کو بداندیشی کی ہر پھر جمع فوج	لگا کئے کچھ نہ و نمیک پھر شاہ توران کو دیکھت ہو چکر شتابی سے مانند بچ	کہ لیکر سپہ رستم نامدار ادب و ترمی نوکت ہو گیا پراگندہ کر یکہ رستم کو	سولک توران کیا چند با سپاہ گران لیکے توجا دمان کہ افتخار کشور میں برپا نہو
---	---	---	--

فرامرز سے یون کہا بعد ازاں کہ توران میں گودرز جب پہنچا سپہ ایک گودرز جنگی سوار سنی شاہ توران فیجب یہ خبر دولشکر مقابل کئے آگے جب مقابل ہوا بیزن نامدار سواران ترکان پریشان ہوئے کہ ہومان آخر جو کی ہر جنگ اب آتا ہی ہیران بعد فوشان جہاں خسر دے پھر اور فوج ادھر گرد گودرز ہیران اور بہت جنگ واقع ہوئی دیکھا کہ ایران توران سے بہرہ ور گئی فوج توران بحال خراب	کہ تو جاکے اب کوہ ہندوستان ہم جوئے ملحق دوفج گران روانہ ہوا سوسے توران دیا سپہ دیکے ہومان کو تپ و تر ہوا گرم بازار پیکار تب ہو گرم پیکار دونوں سوا سوفج ہیران گریزان ہوئے تو میدان میں شمشیر ہوا بیدنگ لے ساتھ جنگی سپاہ گران ہومان ہر امداد کی شل خراج مقابل دولشکر سے آنکر ہو سخت باہم جدال و قتال پہنچا تھا وان لشکر بچد حصہ سپہدارا فراسیاب	تصرف بین لانا ہوا ملک کو بدبیر شایستہ و دلپذیر یل بیزن و طوس گویہ جوان روان کے گودرز جنگی گیا گیا آپ ہومان سوزر نگاہ ہوا آخر کار ہومان ہلاک ہوا شاد گودرز جنگ آنا ہوئی فوج او کی تباہ و خراب تھن اگر سوئے امداد کو کہا یہ تھن کو اسے نامجو ہوئے گرم بر خاش از رو کین بہت قتل ہوئے ہر سرد و سو کہ شمشیر ہیران پھر انجام کا میسر ہوئی فتح گودرز کو	رہ ہند سے سوسے چین آئیو سپہدار توران کو کہ ہوا اسپہ گئے اس کے ہمراہ با فوشان عقب اس کے ہیران و سپہ گیا کہ گردان ایران کو کینہ خواہ لا ترک جنگی تہ خون و خاک شہ نامور کو یہ اوئے لکھا دلیران غازی کے ہوا فوجیاب تو ہیران سے خسر و نام جو مددگار گودرز کلا جاکے ہو دلیران ایران و توران زمین نہو تا تھا کم لشکر جنگ جو ہوئے قتل وان اور بھی نامدار ہوا شاد خسر مہل نامجو
---	--	---	---

باد لشکر شیدن افراسیاب رسیدن بخیر در توران آمدن شیدالپر فراسیاب
برسم رسالت با خسر و تنہا در خواست جنگ کردن کشته شدن شیدال از دست
خسر و بعد از ان ہر و لشکر محاربہ عظیم بیان آمدن تباہ شدن و شیدن افراسیاب

سنی شاہ توران جب سپہ یہ سمجھا سپہدار شہیدہ حال دل زاری کھینچا آو سو ہوا غصے پیران میں سوکھا مجھے کام دیکھا چین ہو گیا غرض انی مجلس میں کام پر سنہا فرزند شہ و فتح جب ہم فرزندین اور خشت الدین بھی ٹھکانہ شہ شہ جاکم دکان	کہ ہیران ویسہ مل نامور کہ دو کامیری کے باز دل لگا کئے یون شاہ باغ و در خوش آتی نہیں زندگی نہا زہ اور جوشن جہاں قبا قسم کھائی اور پابندگی کر ہو خسر و نامور شاد و تب تصرف کیا جاکے با صد خوشی ہوا ملک میں حکم شہ کار دل	کہ شمشیر میدان میں روزی فر نہیں شہ شہیم گریان ہوئی کہ ہیران ہمارا تھا شہ پنا نہیں خوش تاج اور نگہ نہ لہو جہاں شاہ ایران کین گر فوج کے جمع کرے میں شاہ کہ آج ہیران شاہ جان کئی اور بھی شہ توران کے بجاہ و خسر و کامیاب	ہوا شاہ کردل کو تب سخت درد بہت غصے خاطر پریشان ہوئی سپہدار سالار توران سپاہ کلمہ خود اور تخت پر نگہ مجھے خوابام ہرگز نہیں ہوا اولے مصر و شام و بجاہ خوشی سے ہوا سوسے توران دان ہوئے جیسے بین شاہ ایران کے ہوا فوج پیشین سے لمحہ شہ تباہ
--	--	---	---

کیا شاہ توران پھر غم خرم جو اندر شیدا کہ تھا پوشہ شہابان ہوا لیکے یکصد ہزار خرمندہ شہزادہ لہر سپ تھا تہمت پہنچی اہل سی پونچاوپن اتالین ہو جا کے اوس کا تو اب اگر تھی تو میری طرف سے خطا کیا پرورش اسے نہ جو تھا ہاے دلیران مرنے شیر غمزدہ بین یہ بہتر ہے اب آشتی ہو ہم تو اقلیم توران سے جو سرزمین دلیران و گردان توران دیا ہے میر قلاب میں جان تنگ کرے کشتہ میدان تو مجھے جو روز و غامی مارا تجھے میری جنگ سحر تجھے ہو خطر اگر شیدا کشتہ ہو نہ کام جنگ یہ جو حقد نہ جو یکدست دیں کہ لیا تو اب پیش خسرو شہنشاہ جو قابو ملا کچھ نہ بیرونی بت یہ سنکر ہوا شاہ افراسیاب مواخذہ زن خسرو نامدا ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال کردن جب تک میں اوس کو ملک تو لایا بجا داب بسم و نیاز سخی جیکہ گفتار شیدا اتہام سکان اک بتا یا ہے فرد ہوا مہربان مجھے دشمن مرا وہ میر حم مطلق تہہ کار ہے	کہ خسرو کیجے دلیرانہ رزم اوسے شاہ توران دیکر سپاہ سواران شایہ کارزار اوسے شہ نے سالار لشکر کیا ہوا شادمان خسرو پاکدین خسرو در رہ اوس کے ہر روز شب وے قتل پیران کو ناحق کیا نہ آیا تجھے رحم نہار وے پانگان شیرانکے درندہ بین کہ تاخانی آسودہ ہو یک نام جو چاہے تجھے دو زمین بیج گین کرین چاکری تیری لیل نہار نہیں کہ میں پھر وں تنگ تو اقلیم توران مبارک تجھے تو جان فزین کی قسم جو تجھے کہ رکھا ہو نہیں سخت ورنہ تو گوشت نشین ہو نہیں پھر نہ نہ پھر میں سر و کار ہر گز نہ دلیرانہ کیجو سوال و جواب تو خسرو کو مفضل میں بالآخر دیانا مہ شیدا کو اوسے شہنشاہ بجالاتے پھر شکر پروردگار ولیکن ہے مکار وہ جھٹل نہ کہیں سیاوش کے سینہ ہو یک ٹٹھایا اوسے شہنشاہ امتیاز لگا کہنے تب خسرو و اولکرام کیا شیدا پھر سو جا ہی فرد زرد ملک کو ہر کرے عطا تہہ کار ہے ہر دم آزاد ہے	بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب روانہ کیا سوے خسرو شہنشاہ شہنشاہ فرج بختی یہ خبر شہابان ہوا آپ بھی بعد از لگا کہنے اموگد فرخ ضلال دو لشکر میں حبیب فاضل نہ یہ جو تھا اوس سپہ ہر گز روا خسرو در مجھ کو نہیں کچھ نہیں ولیکن نہیں چاہتا میں یہاں جو باہم ہو قول و قسم استوار دروغ و دیہم واد رنگ زر سوا اسکے داکم مرا ایک پور اگر صلح نہ منظور ہو میری پور ہوں تیرے محکوم کہ اسے کو شاہ ایران کرلو تو میرے سپرے شیدا ہوں نام دروگو ہر وقت قنار و کلاہ ہوا نامہ شاہ طیار جب یہ کی عرض شیدا اچھا نامدا کردن قتل میں پھینک دین وہ لیکر روانہ ہوا ابل و ہر یہ بولا سپہدار افراسیاب دغا اوسے سینے میں اب پر خرم غرض پور سالار توران دیا دلیرانہ شیدا کھولی زبان کہ میں آخر روز و گناہ جو کیا نامدار و گناہ طلب وے اوس کی اس مہربانی یہ تھا اوسے خواہش صلح تھا نہیں	فراسیم کیا لشکر بحساب عقب آئے سکے پھر آپ فراسیاب سپاہ گران تہ روان کی دو پے جنگ سالار تورانیاں سپہدار لہر سپ ہی فرد سال تو یہ شاہ توران نے نام لکھا کہ پیران تھا دایہ ترا خسرو کہ ہے لشکر یکدہان سپہ پاس کہ ناحق ہو خونریزی مردمان کہ پیران شکستہ ننو نہار ترجوا طے بھیجوں کے نامور ہے تیری خدمت میں صہر و تو ہو مجھے تنہا تو پیکا ر جو غلامی کرین تیری ہر روز شب نہ زندہ کچھ فضل میں دان کروں ستغیر نہ ہوا سے شہ ذوالکرام زور و غمت و گنج و ملک و سپاہ کہا شاہ توران شیدا سے تب دل و جان ہوں میں تجھ پر شمار کرین کشتہ کو مجھ کو مردم وین شہ نامور کو یہ پہونچی خبر نہ لایا ستغیری کی زہنا تاب مے دل میں میں درد کا من جب آیا حضور شہ نامدار پیام پیر و ان کیا سب بیان یکدم کیا اوس کو رخت شہاب لگا کہنے اوس نے یہ خبر و کلاب کہ ہرگز نہیں نہ کہنے سے کہ یہ بھیجا پیام اوسے اذروین
--	---	---	---

کہ مجھے کرو یا کو شید سے رزم جو میں اوسکو خضت کر آؤں دلیران یہ ہوئے کہ افراسیاب لکھنا نامہ مکر تا بسید رنگ کہ کاک نامور نامدار و کاک گر تہ ہو وین یک دست ایرانیاں کہا پھر یہ رستم نے ای تاجور کہا شہ نے شیدا کو روزگار وہ بولا کہ ہے دلین یہ آرزو یہ گفتا بسکر سوا شاد کام لکھایوں کہ اسبے شہ آئینہ جو جہان آفرین گر ماریا ہے تو ہے مثل شیر زبان گردہ تے شیدا مجھے چاہی نہ ہو ہوا پاشخ نامہ طیار جب ولیکن شیدا کہنا ضرور وہن قارن گرد آیا وہاں کہا سنے شیدا نے اے شہوار مے ساتھ اگر تو کیجو نہ ہو سج گاہ شیدا دلاور سوار لگا کئے یون شیدہ نامدار کیا زور ہر خیز شیدا ہے کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر کہ و پاک تم لیکے مشک گلا جہاندار کا نامہ اوسکو دیا سہدار نے جب سنی یہ خبر نہ ہرگز لکھنا نامہ کچھ جواب سوشاہ ایران پھر افراسیاب بہت جہد تورانیان نے کیا	و لیکن مدد کا کرے کوئی عزم تو کرتا روانہ شہ شہ کیمن نہ زور ہی اے شاہ گردون جہان تو غیرت سے شیدا سے ہر گز ہو اکم تو ہر گز نہیں کچھ خطر قیامت ہو پھر ایکت یا بیان سج گاہ شیدا کو خضت تو کر کہ خضت کیا تجھ کو ای نامور کہ اے شاہ تو مجھ ہو زرم جو کیا شیدا پھر وہاں نہ تھا نام رہا کچھ نہیں درجہ گفتگو اود اقبال دولت مددگار تو میں مہن نہ ہر افکن شہ گز نہیں بن ہون نہ مدد گز کہا شہ نے گرد قارن تب کہ اسبے تیرے ای دشو کہا تھا خنجر سے کیا وہ بیان تو کل جابو دیکھا کارزار مدد کو نہ پہونچے کوئی اور ز جو میدان میں آیا دی کارزار مجھے میل شتی ہی اے شہریار نہ ہرگز ہلا نہ و نامور ہو غرق خون شیدہ نامور مرتب کرد قبرہ بھی شہ تاب زبانی یہ احوال ظاہر کیا کہ شتہ ہو شیدا نامور کیا گرد قارن کو خضت شہ تاب روانہ ہوا لیکے لشکر شہ تاب کہ دلین بھر کہینہ شیدا کا تھا	غرض سرخ شیدا کی تھیں ہر دو یہ خنجر سے کہہ کر ارادہ کیا نہیں کرے خالی اوسکا سخن اگر شیدا سیدان میں ہو چکا سبا داج خسرو کو ہو چکے کو نہ نہ زہار تو مثل آتش ہو تب عقب اسکی نامے کا لکھ کر جواب کہا تو نے جو کچھ واد کا جواب کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان سہدار توران کے پیغام کا تو دیتا ہے جو گنج توران یار تو اوزنگ دیہم و شہیم ز خدا کی قسم میں تجھے بیدار سج وہ ہا وین ہون تیغ تیز کہ شیدا لیکے کسی شخص کو نہ بھیجائے یان برا پیام سج دیکھ تو تماشا ذرا یہ ہو چکا تو خسرو کو ملیرا لگا کئے قارن کہ ہنگام جنگ تو کیخسرو نامور بھی وین اوزر سپ بھر وہ دونوں پر جہاندار نے اوسکو آرزوین کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازاں روان ہو کے پھر قارن دار گئے دو میں شیدا جہر بیان جہان ہوا یک قسم نا امید کیا دل میں ہر گز نہ صبر و آ تیزندہ لشکر سے لشکر ہوا لڑے ترک خونخوار دل کھو گئے	نمایان تھا پھر ہے آثار خشم کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ زما جہا پیشہ ہے مثل حسن کمن تو اوسکی بکامین و سکو باک خرابی ہو پھر نہ چسب بند نکر ساتھ شیدا کے ہر گز ستیر روان کچھ سوے افراسیاب عقب شہ لاتا ہے قارن شہ تاب کروں تجھے پیکار کل آج یان شہنشاہ نے پاشخ میا کیا نہیں چاہیے کچھ مجھے زینا جو رکھتا ہی تو میرا ہے سہر کروں شتہ میدان میں ہنگام کروں ساتھ اوسکے میں تما شہ سوشاہ توران شہ تابان تو ہو یہ چاہا کہ ہو کام تیر امت کہ تن ہو کہین اوسکے سر ترا کہ وقت سحر ہی شہ ذوالکرام لگا ہے شہنشاہ کو ہی عارنگ کیا سامنے مثل شیر عزمین بہم گرم کشتی ہے مثل شیر پاک گردن و پشت پکا وین کہ شیدا کے اسب تن کو ای مردان کیا پیش سلا توران دیا کیا ماجرا جنگ کا سب عین سعادت نظر سے ہوئی نا پذیر کمر بستہ باندھی ہے کارزار نمایان دہان رزم شہ ہوا نہ ہرگز کیا جان کا کچھ
--	---	--	--

سواجر خونِ عرصہ رزمگاہ یہ چاہا کہ بھیجے دلیر اند جان منظرِ وحشت و نا مجو	ہوا لشکرِ ترکِ آخر تباہ بزدلِ او کی مردمِ مٹوری عینا گرفتار آوردنِ شہزادہ ہومِ افراسیاب	نہ میدانین اک گرد توران بجا گیا آخر کار افراسیاب جدیدہ سپہدار توران رہا سوریک آمو بجال خراب لکھا خردہ فستح کا و سس کو
--	---	---

راہِ پیش کیخسرو کشتہ شدن افراسیاب مراجعت کیخسرو از توران بایران

گیا رنگِ موسی افراسیاب بصیرتِ خاقانِ تھے بھیجا کتابِ یہ خسرو خاقان اگر فرستادہ پھر پیش خاقان گیا گیا چین پھر کو کران زمین جہان کا تھا شاہ افراسیاب نصفِ فوج ترکان ہوئی سیر لگا پھر نے تنہا لکھنؤ رہا جا کے وان شاہ کشتہ فرید و کی تھا نسلِ سواک غیر سنی شب کو آواز افراسیاب سنا یہ کہ کوئی ہتری زبان کہا نہ دلیری وجاہ و شہ یعین آئے جاناکہ افراسیاب پے استقامت اُسے باندھی پکارا کہ اے شاہ افراسیاب تو آغاز تارکِ سبب ہر اب سداوہ سرِ اسمیہ و پرالم نہ ہر گز کیا پیش کچھ در دست زمانیکار گز نہیں است بار نقصِ کمان کے بولا وہ یون جہاندارِ نوردِ شہ نامدار کے سب بزرگانِ فرخ نہا تھے جو سے میں گزیرانِ ہوا	گزیران سو کشتہ چین تباہ نہ و گو سر و گنج و تاج و تین کر شاہ توران کو چین سے بدر پیامِ شہنشاہِ مفصل کہا عقبِ اسکی ہو چنا نہ پاکین ہو چنا تھا و انِ شہرِ کاسیاب گرفتار ہے بہت نامور پریشان و تنہا و پیور و دغا نہ لشکرِ کشور نہ افر نہ تخت ملکہ اودہ ہوم صاحبِ قین اور کوہِ سیوم آیتا تباہ یہ کتابِ چشمِ ترہ زبان نکلتے کیا تجھ پر جو دم کرے ہو خانِ باد و شہم پر آب کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر دعا تیری کیسر ہوئی مستجاب یہ سنکر وہ کلا فطر و طرب لگی ہوئے کشتی و بان پھر ہم کیا چرخ پر زور ہے پست کسی کا نہیں جہنم گوندہ یار مزدست و باز و کیو بستہ یون سپاوش سپہدار عالی جاہ کہ تھو نامدار و فریدون نزلو سو کوہ و صحرا شتابان ہوا	و ہاں بھی خسرو تقاب کنا فرستادہ پیشکش لیکے جب تو بہرہ ورنہ ہو گا تباہ یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر و ہاں بھی لی راہ دستِ قرار بنانی لکھنؤ اپنے جاے قرار نہ لیکن ہا شاہ توران کی پاس سو شہرِ برقع کوئی غارتھا ستم سے زانے کا شاہ دھتا سدا کمن کوہِ نزدیک غا جدھر سے کاتی تھی ہر دم صلہ کہ اے شاہ توران چہ زمین کہ تنہا بیابان میں آیا تو آہ یہ تھا اوسلی بہدا و دروند ہوئی صبح تا بندہ جب آشکار خدا ترے پاس بھیجا مجھے اوسے ہوم خوب بھیجا نکر کیا شاہ توران کو زورِ تخت اور کھاموٹے اوسکو پکا زمین کرے نامدار و کو دم میں تباہ بھلا مجھے کیا جھکو ہو چنا حاضر جواہر و اغریث سہلوان اور تین قتل تھے کیا بیگناہ و گر نہ مجھے بھی تو کرتا لماک	شتابی سی ہو چنا بہ فوج کران گیا پیش خسرو و فطر طرب رہیگا نہ ملکِ سریر و کلاہ کیا شاہ توران کو و وہین بدر کہ تابِ قاست نہ تھی زہینار کہ تھا سبکو خوفِ شہ نامدار نہ دم تھا کوئی بجز ہم دیاس کہ تانگِ مثلِ شب تار تھا شبِ روزِ سرِ گرم فریاد تھا اقامت گزین تھا وہ لیک نہار ادھر کوئی کان اپنے لگا کہاں تے تراخت و تاج و تین ہو غارتارکِ لایا پس ہا کہ ہو چنا تھا کچھ اوسکو اوس گز تو آیا وہین ہوم نزدیک غا کہ بلاؤن مقصدِ کرون خوش تھے لگایا نزدیکِ شت آنکر دلے تھا گرفتار نہ رویِ بخت کیا پھر گرفتار زور کے کین کرے سرانہ و کو یون پست آہ کہا ہوم تو ہے بیدا و گر سوا کے تھے اور شہزادگان نہ آیا تھے رحم زہنار آہ کہ ہرگز خدا کا تھا جھکو لماک
--	--	---	--

رہا آکے بالاسے کوہ بلند ہے کچھ نہ تیرا نشان دہشتین ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان شتابان ہوا ہوم فغندہ خو پہراناہ او سے کیا یہ سخن سرفرازیاب جفا پیشہ کا کیا کشتہ خنجر آب و جو تیرے سب ملک توران ہوا عمل اپنا کر شوکت شان سے جہاندار کا دس کشور کشا کہا یوں بامداد لطف کریم	کہ تاجک پوچھے نہ تجھے گریہ کہ تاجک آباد ہوں شہرین کہ کیونکر تیرے آبا یہاں سو تاجور لیکے بدخواہ کو کشتان لیکیا پیش شاہزین کیا تیغ بران سے شہ فوجا ادا پھر کیا شکر پر دروگا تو ضرور نے پھر قصد ایران بداندیشی تو دور توران سے زروے مسرت گیا پیشوا میسر ہوئی جھوٹے عظیم	دعائیں میں کرتا تھا ہر دم جو چاہوں تھا مجھ کو خدا دیا بیان ماحر او سے لیکر کیا وہ بولا کہ تو مجھ کو یان قتل کر ہوا شاہ کچھ نہ واہمبہ ستمگار کہ شہ پر کینہ ور کہ تیری عنایت امی زوال لگا ہوا حکم یوں رستم گرد کو لفح و ظفر پھر شہ پاکدین خوشی سے بھل گیا ہر دم ہو مخالف خون سیاوش کیا	کہ برباد ہو تیرا جاہ و شہ تجھے اب گرفتار میرا کیا نشان خسرو نامور کا دیا نہ لجا حضور شہ نامور کیا لطف سے ہوم کو بلند کہ تھا قید میں او سکھ بھی خود لیا بد سگالوں اب انتقام کہ توران میں تو امی ملی مجو ہوا رونق افزای ایران زمین برنگ گل تازہ خرم ہو ہوئی جمع خاطر بفضل خدا
--	--	--	---

حالت نمودن کی کاؤس از جہان فانی بکجا ودانی و بر تخت نشستن کبیر و

جہان میں بجز ذات پروردگار جہاندار کاؤس انجم شہ سرخنت شامہ نشی بعد ازان ہوا ہفت تسلیم پر حکمران ندمی ہاتھ سے شاہ نے زمینار پس از مرگ کا ورتل ہفت سال امور خلافت سے رکھنا نہ کام بزرگان ایران گئے پیش شاہ کہ وہ حق پرستی میں شب کو بسر یہی آرزو میری شام ہو دلیران و گردان و ایران زمین یہ سنکر وہ ایران میں آئے دون خدا جانے خسرو کو اب کیا ہو ہمیں اوس مکان میں نہیں بارہی شتابان کے ہو سے شاہ جہان یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہاں	نہیں ہے کسی کو بقا زینہار شتابان ہوا سو ملک عدم ہوا مثل خورشید جلوہ کن ہوا او کی بخشش سے خرم جان رکھا عدل سے کام لے مل و نہا رہا حکمران شاہ فرخ حاصل کیا امکار و نگو مالک تمام یہ بولے کہ امی خسرو دین پنا کر و کار دنیا تو بوقت حسرت کہ دار الفنا سے کرو نہیں سفر میں شکر دلگیر و اندوہین گئے پیشوا جملہ نام آوران کہ اوزنا شہی سے تنہا ہوا نہیں اوسکو ہے سرکار نگر کیا اے بیرون پردہ فغان وہ بولے کہ امی بادشاہ جہان	کہ امی کو بایا بادشاہ و وزیر چل روز کینہ و نامدار کیا تازہ اونگہ پر جبیلوس رعیت نوازی جہان پر دیا میسر ہوئی خلق کو امینی عبادت پر مصروف پھر مل ہو ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار نہ کیا رہو تخت شاہی دور لگا کئے خسرو و ہاب میں پر کہوں طنت کا میں کیا کار ہو طلب تم و زل دزر کہ کب بیان نامداروں نے پھر یوں کیا مقرر کیا ہر خدا اک مکان ہوے اس حقیقت سے آگاہ جب شہنشاہی آواز سنکشاہ تری سنکے غفلت ہوا ہوا	کسی کو نہیں ہے قصا سو گریہ رہا عینے کاؤس کے سو گوار تو حاصل ملک لے کیا پایہوس حقائق شناسی کہ کم گسری ہو شہ کی دوت سے مردم غنی سو حق پرستی وہ مائل ہوا عبادت میں مشغول پس دنیا کیا چاہیے سلطنت کے امور نہیں کچھ تنہا سے تاج و سرور کہ مائل نہیں بل ادھر زینہار مفصل یہ احوال اونکو لکھا کہ اے پہلوانان کشور شب روز رہتا ہر خسرو و ہا ہوا رستم و زل کو بیخ بت کیا اوس مکان میں ٹھہرنا دوران سے اے ہم بادل پر اہم
--	---	--	---

کما شہ فریون کامیابان لیر غرض جہد و کوشش ہی نہیں توفیرات ہر روز شب ایسے وہ بولاکہ مردم نفرت لب نصیحت ہوئی جب کچھ کار یہی آرزو ہی یون چاہتا شہنشاہ نے سنگ پر پاخ دیا یہ سنکر وہ دونوں بل نامور یہ زاری فریاد سنکر زمین سینچ چاہے اس قدر در و درخ یہ کہ نہ دین خیمہ باہر کیا	مہدین تو دنیا و لوٹ سے سیر کہ تاج جمع سوزا راہ عدم فقیران و سکین کوزر دیکھے سنی غیبت یہ صدا دینے جب تو خامش ہو رہے تھے و زلزلہ کہ زہار مہوین تجھے جدا کہ جلے دگر یا نسوین جاوگا برآمد ہوئے وان حشمت برآمد ہوا حسرو پاک زمین کہ سرفتنی پوسر اس پنج	مجھے قصد نیردان پستی ہوا یہ پاخ دیا پھر کہ ای بادشاہ عبادت بہتر ہی شاہ جان کہ نزدیک تر آئے ایام مرگ ولیکن کہنے لگا زال گرد تسے ساتھ میں بھی گونہ نشین کروں حق کو تفویض جان او نہیں دیکھ کر اہل ایران ہر اک کی شہنشاہ کی دلہی بجلا اب میں شاہان شہین کنا	عبادت میں مشغول ہو کر روز و شب جو چہ خواہش تو شہ زاد راہ تو چہ ہی لازم سو سے مردمان مہیا تو کر سار ہنگام مرگ کہ میں بھی ہوں باہت انجود کروں یاد ذکر جہان آفرین مہوئی غیبت شب اندا سطح لگے کرنے فریاد و شور و فغان کہا یون نہ غصے کرو دل تھی جہان و گئے ہم بھی جاوین و ہا شہستان سے سکو بیابان گیا
--	--	--	---

تحت شاہی بلہر پ پرن و خود در یک چشمہ رفتن و از انجا غائب شدن

جہاندار خضر نے روز و گر فقیران سکین کچھ شہرین کیا شہ فریاد ترک جاہ و شہ ہوا گر و گورزا و سکا و زیر کیا ملک تقسیم پھر نہ ہو مستقار ای لہر اسباب مہوئی کی شہنشاہ ایران جو موجود ہی پور فخر و تخت کہ خضر نے جبکہ کیا باور کہ گر خاک کو تو کر سرفراز شجاع ہو کر بیم و خلاق نواز کیا ہی جھکے اسے شہر ہا پرستاری شاہ عالی تبا جسے خواب میں چشمہ آیا نظر جب بگئے گی خضر و نامجو پہنیرن و گور و گور نہ بھی	کیے جمع ایران کے سب نامور کیا او کو شہ غنی و شہرین رہا کچھ نہ دنیا و دولت کا غم کہ تھا دلشرا گاہ ہر مرد مہا صاحب ملک ہر نامور اطاعت کرو اس کی شاہ دیکھا یہ گفتار لے زبان پر کہ ہاں تو پوچھ نہ دانا کو تاج و تخت یہ لازم ہی ہو کہ شام و بچا تو ہم جھکا دین ز سر نیاز سنوار شاہی ہو وہ سرفراز کہ ہی باذل و عادل و بخوا دلیران و گور و گور کی اختیار شہنشاہ ہوتا ہوں یا اور تو غصت کیا رہے تم و زال کو وہ گسٹم و طوس فریاد بھی	عطا کی او خدین نعمت بیکان باد و دوش شاہ گیتی فروز ہو اسے فخر شہ نامجو کیا گویا شہ نے سالار فوج لگا کہنے پھر حسرو پاک دین فریاد سے بھی پیش نہ کیا فریاد سے پور کاؤس کے سنی جب یہ گفتار ایران کہین بندگی کو کی جوان گان کما شہ نے جو کوئی ہو داوگر یہ لہر اسباب اولاد شہک ہی یہ تعریف لہر اسباب فرخ نہا لگا کہنے خضر وہ لہر اسباب کو وہاں جا دو نکا میں جانین ہو ہی وقت و شہت کہ یہ گنا نہ خضر سے ہوا راہ سے زہا	ہر اک کو جہان میں کیا کامران رہا دل سے مصروف بہت دیا تاج و داو ناک لہر اسباب کو کہ دیکھا اسے لائق کار فوج کہ ای سر فرزان ایران زمین کہ فراموشی تو بھی کچھ سدا سپہدار لہر اسباب دادا ہے کیا یہ سخن ال نے تبا بیان یہ کہ کیا پیش خضر و سیاہان خردمند و داد و صاحب ہنر ہوا زہر و داد و فرہنگ ہے زرگان ایران ہو سکے شاد کہ حباب سو شہر اسے نامجو یہ کہہ روانہ ہوا بس و زمین ہوا پشتر داسے خضر و روان گئے سہر خضر و نامدار
---	--	---	--

سرخ چہرہ بدست و گیسو سوخانہ یا نسروان چوشتاب یہ کیکر گیا چشمہ آب میں پھر سے واک ناچار گریہ کنان مگر گرد و زفسرخ سپر نامان ہوا ابر تاریک تر قبر پر گونہم و طوس جو ان تہر برف یکبارگی وب گئے دھپروا نئے بھیجا کیسکو اور ہر رسم و آئین چرخ بلند اب آتا ہو یوں سکو لہر سپ شاہ رکھا سر پہ لہر اپنے تاج زر ہری باغ سے رسم کھنڈی جہاندار کے چار فرزند تھے یہ دونوں تھے دفتر سے کاویں بلکہ ادہ گشتا سپ مرو دلیر دہ تھا لائق تاج و فرماندہی موافق تھا شاہ سے زیہار زیر دلا و برکوشہ نے کہا جدھر کھڑا شتابندہ گشتا سپ تھا سند غریب کی پھر و غمان کے ہو وہ تو قیر کاوسیان وگر نہ کہیں پھر محل جاکون کا پھر پھر تان دہ دونوں جو جو آیا نظر شاہ نامہربان زیر دلا و بفرمان شاہ سوخانہ بنا کام آیا زیر متاع و زر و مال بب ہو چکا کہا اہل و فز نے یوں ہوا ان	تو و ان غسل شاہ جہان کیا کہ ہوگی یہاں بارش پڑے آب نشان پھر نہ شہ کا ملا حوائین فریزر نے پھر کیا یونکہ ہاں روان اوس کان پہلو پیشتر ہو کی بارش برف پھر قدر پل گیا اور نیزن پلوان لیو سے جہان عدم سب گئے کیجا سے نام آورنگی خبر کہ گاہے رکھے شاہ گاہے درند کہا سب وقت جدائی ہو رہا پہلی باد صحریت تند و سخت ہوا جبکہ خبر و دان ناپید توقف ذرا کر کہ کھا وین نام طعام النقص سب نے کھایا و کہ کپس ہوا کوہ و صحر اسفید سوال گئے بھی اور ان نادر کہیں نہ نظر گرد و گرد زرقا وہ آیا تو کیا دیکھتا ہی و ان کیسکو نہیں ہی جہانین قرار کہا سب شاہ بر تخت شاہی کیا بسک لطف و کرم عدل داد ملکہ ادہ شہد سپ اور از شیر و فرزند تھے اور خاتون کے ولیکن تھا شہیار بکرین دلیر وزیر دست مغرور تھا خفا ہوئے اک زفر و جوان لو گشتا سپ کو لاشابی بران ملا اوسکو گشتا سپ انجام کار لگا کئے گشتا سپ اسے ناجو ولیعہدا بنا کر کے مجھکو گر زیر دلا ورنے پانچ دیا سنبی شہ نے گشتا سپ کی پیا سو روم تنہا گریزان ہوا گیا دور تک وہ نقص کنان غریبا نہ گوشے میں کرے قیام کہا میں دیر و نو سید ہونا کوسے گرد توقف تو پھر ہر نام	خدا سے مجھے شہنامی جواب ہو سے بچ سے کئے ہیکر خیریت تو سب نامداران ہو نا امید فرود آئے پھر نامداران تمام گیے غائبین پھر وہ گرد و گشتا ہوا بلکہ رو سے زمین ناپید گئے ہر شاہ تھے جس قدر نہ زہار کوئی وہاں جب گیا کہ مردہ ہیں سب برف گران پھر سے ہی سدا گردش روزگار کہ زیندہ ہی جسکو تاج دکلاہ سریشی پر ہو جسلوہ گر بزرگان ایران ہو شاد شاہ ہنرمند و دانا شجاع و دلیر خبردار آداب و قانون سے ہوا نر گشتا سپ ہر چار میں دل شاہ سے ایسے دور تھا گریزان ہوا سوسے ہندستان شتابان ہوا پھر زیر جوان زیر دلا و بولاکر اسے نامدار نہیں میری پیش بدر آرو تو حاضر ہو نہیں سکے پیش بدر کہ ہوں میں کفیل آپ کے کام کا نہ ہرگز کیا اس کے کچھ التفات شتابندہ طرف بیابان ہوا ولیکن نیا یا کہیں کچھ نشان لگا صرف اوقات کر کے مدام یہاں جا کر کاہن جو بندہ ہوا مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام
--	---	---

وہ رکھتا تھا قوت ایک بزرگ
 وہیں جہت ساربان نے کھام
 ہوا جب گشتا سب جان کا میاں
 کیسے اوسے وہاں بھلا کیا
 غضبناک آہنگ اوس پر ہوا
 غرض وہ گشتا سب نالان گیا
 کھلا یا طعام اچھے لیجا کے
 کہ نسل خردیوں ہوں اچوان
 لگا کئے یہ سرور راجہ
 یہ کمر لگا رہنے دھقان کے گھر
 یہی رسم تھی قیصر و م کی
 فراہم وہاں چوتھے شاہ و شاد
 کتابوں اچھی اک خدمت شہر یار
 بولائے جوانان عالی گھر
 اوسے خوابا یا تھا شبکو نظر
 نصیب نہین جو اسکے ارا تھانخت
 نہیکھا جو ان کوئی اس شکل کا
 اسے خدمت نے دستہ گل دیا
 وہ دھقان گشتا پ فرج جو ان
 کہ مجلس میں قیصر کی آواز چلو
 گئی انفرض خان وہ دونوں جوان
 گئی کہنے دایہ سے وہ باہر د
 اسے دستہ گل حوالے کیا
 خدا جانے کیا اوس جو انکی عزت
 کہا یوں کہ رکھے خدا پر نظر
 لگا لگے پھر قیصر نامہ
 کیے پیش گشتا سب فرخ خصال
 یہاں ال سنکر گئے مردمان
 کیا غرض پھر مردمان نے بھی

سو خانہ ساربانان گیا
 کھلا کر کیا خرم و شاد کام
 گیا سو آہنگران بھشتاب
 حوالے کیا تنک آہنگران
 کہ نقصان اسکا سر ہر ہوا
 سو دشت با چشم گریان گیا
 لگا کئے دھقان مرد و لیر
 اقامت گزین ہوئیں سب
 تو اور میں ہوں بیکہ کی
 وہاں اسنے کی ایک ت لیر
 کہ دفتر شہ کشور روم کی
 جو انان خوش کرد فرج نہاد
 ہوئی جبکہ بالغ بہت گھنڈار
 ملکہ اداگان خستہ سیر
 کہ بکمر و خوش روئے باکو و فر
 سزا جفت ہو گا وہ فرخندہ
 کہ جب کا تصور کتا بونکو قضا
 سحر گاہ پھر یہ منادی کیا
 ہم شہرین آئے تھے ناگمان
 کہ شاید نصیب اپنے وہ خستہ ہو
 کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان
 کہ تھی اس جوان کی محبت
 گئی پھر خشتا سب ہمہ لغا
 نہین ہکو معلوم ذات صفات
 جو چاہے کرے داؤد و گر
 کہ وہ خوب تحقیق اسات
 ہوئے جاکے اس در پاز
 کیا پیش قیصر مفضل بیان
 عیان اسے کہتے ہو فرشتی

بساں غریبان و چاگان
 کہا پھر گشتا سب اچوان
 کہا جا سکا و کسے کہ فرود نہا
 بزور اسنے مارا وہ سٹو تنک
 بہت دیکہ دشنام آرزو گین
 کیا رحم دھقان یہ دیکھ کر
 کہ تو کون ہو کیا ہو تیری زرا
 کیا کار دھقانان اختیار
 کہ شہر کی نسل ہوئیں بھی ہونا
 پھر ہی آخر گردش زدگار
 جو ہوتی تھی بالغ لیر لطفت
 جسے چاہتی دختر نازین
 شہر روم نے بت نصیب نہا
 جو دیکھ کتا بونک سپیکار
 غریبانہ آیاترے شہرین
 شہر روم نے پھر بھی روگر
 وگرا پھر بات کو وقت خوار
 کہ ان جشن میں آج آوین بھی
 منادی کی دھقان سکا
 فرج شاہ دولت آوین نظر
 سو شاہ گشتا سب فرخ سیر
 یہ کمر دین دختر و لستان
 غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
 یہ چاہا کہ دختر کو مجھے ہلاک
 نہا سب نہین عمدہ کا تو زنا
 کہ یہ کون ہو ذات ہو اسکی کیا
 وہ بولا کہ لیر اسپ کا ہوں پیر
 نہ زنا قیصر نے باور کیا
 نہ کچھ غریبان پیش ہر گر گیا

ارادہ کیا چاکری کا وہاں
 وہیں وہ نہیں خواہش ساربان
 ہر اک کام میں خوب محنت کر دین
 کہ سندان شکستہ ہوئی اور تنک
 کیا دور دکاں اپنے وہاں
 وہ گشتا سب کو لیگیا اپنے گھر
 یہ بولا وہ دھقان فرج نہا
 نہین کچھ غم گردش زدگار
 وئے ہوں ستم دیدہ چرخ و دا
 ہوا یا اور اقبال انجام کار
 میاں وہ کتا تھا جشن طرب
 اوسے شوہر اپنا وہ کرتی پاز
 میاں کیا ایک جشن نشاط
 نہ آبا سہ اوکو اک نامدار
 نہین اسکے گردش کوئی نہین
 دکھائے کتابوں کو سب ہوا
 نظر اسکو آیا وہ عالیجناب
 مسافر بھی اور مردم شہر بھی
 جو انہر گشتا سب یوں کسا
 میسر ہو جمیعت ہر کو و فر
 پڑی جملہ اوس نازین کی نظر
 ہوئی پیش گشتا سب ہن جوان
 لگا کئے یوں کھینچے غمسر آہ
 ولیکن اسیر و کن بخون و پاک
 نہین غرب آئین ستمہ نو زنا
 تفحص وین مردمان کی کیا
 خفا باب سے ہو کے کیا ادا
 کہا قصہ فرخ نے پھر خواب کا
 بندہ حاضر گشتا سب وقت کا

شاهنامه اردو

نہ ہرگز دیاشہ کے کچھ مال نہ	کیا بلکہ دو نو کو گھر سے بد	کتا یون و گشتاسب فوج بہم	گئے تھے ویرا کے مین لہزم
گنڈر کر کے دیاسے گشتاسب	شکار ایک کر گنڈر کا گناہ	گنڈر با گنڈر ایک قصہ دیکر دلم	سو خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام
غرض قوت ہر روزہ پنج تھا	پراگندہ خاطر تھا و لکیر تھا	وود دختر شہر دوم کی اور تھیں	یہ پیکرہ خورشید رومہ جبین
ہوئے وہ جوان و بوجھی ہونگا	کہ تھے اقربا سے شہ نامدار	جوانو نکام مرن و اہرن تھا نام	یہ مرن سے بولا شہ ذوالکرام
کہیشے مین اک گرگ جو خوار ہو	رسانندہ سرخ و آزار ہے	کیا ملک کو او سنے یکسر تباہ	کیا مین کی بار لیکر سپاہ
ہوا اوس ہرگز نہ عہدہ ہوا	تلافی کچھ کر سکا مین نرا	کرے تو اُسے قتل گرا مرن جان	تو پھر دون تھے رخصتستان
کیا سنے حیرت مین وہ ناخو	کر کیونکر گردن قتل اس گ کو	گنڈر بان نے اک روز اوس سے کہا	کہ گشتاسب وانا و سلطان کا
کہ تھا دلیرانہ ہر صبح دم	سو دشت جاتا ہر صبح غم	کرے ہر شکار ایک گورنگان	دلیر تو نمند ہر وہ جوان
گرا اوس سے تو خوابان ادا ہو	ملا دے تہ خاک و خون گرگ	ہوا شاہ مرن یہ سنکر سخن	کیا پیش نام آدر پستلن
گنڈر بان بھی ہمراہ آکے گیا	یہ گشتاسب جاکے کہنے کہا	کلا سے نامور گر مرا ہو تو بار	تو ہو شاہ مدعا ہنکستار
پدیر کیا مرد نے یہ سنن	دلیرانہ روزہ گر پستلن	سو گرگ جنگی شتابان ہوا	نہ نہ مار دل مین ہر اسان ہوا
گنڈر بان و مرن بھی چہ گئے	وے راہ مین خوف سر پہ گئے	کیا سنا سے گرگ کے وہ جوان	تو دیکھا کہ ہر شیر سے بھی کلان
طرح شیر کی گرگ نے دھڑ کر	وہین پنجہ مارا حوا غر د پر	دلا در جوان نے بیکہ خبر تیغ	دو پارہ کیا گرگ کو یہ تیغ
گنڈر بان و مرن شناخاں ہو	بہت ل مین سر و شادان ہو	کہا پھر یہ مرن نے اسے نامدار	تو نام دینا مت کیجو آشکار
وہ کہنے لگا کشتہ تھا یہ کام	کہا مینا کہ دن آشکارا مین نام	حضور شہ روم مرن گیا	کہا گرگ کو قتل سیتے کیس
ادیشے کی شہ طاسے بادشاہ	سمجھے دیے اب دفتر شکاہ	نہ بادریا شاہ نے زمیندار	کیا سنا محمد شہ نامدار
وہان گرگ کشتہ حو آیا نظر	تو حیران رہا تبصر نامور	پھر ایفا سے وعدہ کیا باکو	وہ دفتر پر پھر یہ چکی ہو دی
کہا شہ نے اہرن یون بلورن	کہ ہو کوہ مین اثر دما ومان	اگر کشتہ ہو تجھے وہ اثر دما	تو حاصل ہو دل کا ترسہ مدعا
ہوا اولین اپنے وہ اندیشہ پاک	کہ کیونکر گردن اثر دما کو لاک	گنڈر بان احوال گشتاسب کا	بیان پیش اہرن مفصل کیس
کہ تھا دلیرانہ ہو جنگ جو	کیا کشتہ گشتاسب نے گرگ کو	یقین ہو کہ گشتاسب خوف پاک	کرے اثر دما کو بھی دم مین ہلاک
یہ سنکر حضور اسکے اہرن گیا	بیان اوس اپنا کیس مدعا	لگا کہنے گشتاسب عالی تبار	کہا کہ خنجر تیز دندا نہ داور
تو لاکر کے تیار اب ایچوان	کہ تاتقل ہوا اثر دما ومان	کیا اور لایا وہ خنجر و مین	یہ کہہ کر گیا سو سے کوہ ہر مین
ہوا انحر زن مر و کشور گشا	مقابل ہوا آن کر اثر دما	وہین سے وہ ہر دم تھا آتش فشا	خندنگ انگناں تھا یہ مرد جوان
کیے جب چل تیرا سنے رہا	ہوا اثر دما خستہ سر تباہ	وہین خنجر تیز پھر نہ دوتر	سر تیرہ گشتاسب نے باندہ صکر
وہین مین کیا اثر دما کے گردن	وہین لیکے پھر ایک سنگ گرن	کیا خستہ مغز سر اثر دما	نشان اثر دما کا نہ ہرگز رہا
وہ دنداں تیز اوسکے کندہ کیے	خوشی سے وہ اہرن کو لاکر	وہ پیش شد اہرن آیا دوان	کیا ماجرا اثر دما کا بیان
وہ دنداں دیے تبصر روم کو	تعب مین آیا شہ نامجا	نہ باور کیا پھر سخن نہ تبار	کیا جانب کوہ ہو کر سوار
بعدہ اثر دما کشتہ آنا لفظ	تو اہرن سے کہنے لگا تاجو	کہ یہ کام ہو دیو کا بیگمان	خزا و کیاں سے ہوا کوئی بان
رہنے یہ کار نمایان کیس	تو ہرگز مین قاتل اثر دما	وہ بولا کہ اسے سرور انجن	نہ نہ تبار تو اب ہو مین شکن



کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا غرض ہوا بہر نام جو کہ ہر قاتل گرگ و مار سیاہ گشتاسپ داماد تیرا کلان غرض اس دل و دیر جو ہوا یہ سنکر شد روم کہنے لگا سنون جسکے چنکل سے گاہور پہدار سالار شکر کی	گشتاسپ سے کر تو بھی وعدہ نہ کیا تھا دختہ خرد کو ماکرادہ گشتاسپ باغ و جاہ شجاع و دلاور بہادر جوان کیا گرگ اور اژدہا کو ہلاک مجھے روز اول یہ معلوم تھا پہنگان و شیران و گرگ و اژدہا	بیان کی یہ گفتار بہر کی جب کتا بونکی اور ستا و تھی بہر گئی وہ کتا بونکی مان گھنڈہ جو مرن واپس کا یا در ہوا کتا بون کی مان گھنڈہ تمام کہ زیر سپہرین جز کیان کیا شدہ گشتاسپ کو طلب	ہوا قیصر روم ناچار تب یہ اس لگی کہنے وہ سیمین لگی کہنے یون بافران سرور تو پھر مدعا اونکا یکسر ہوا کیا غرض پیش شدہ ذوالکرام بہن کوئی ہرگز دلاور جوان بصد جاہ و شوکت زیور و لرب فرزون مرتبہ پایہ پر تر کی
--	---	--	--

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

والی خرز و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسب سالار فرج
 لکھا پھر پناہ ستہ خزر کو
 شہر خزر الیاس شاہ
 سپہ لیکہ آیا سو ملک روم
 سو لشکر خزر آیا دوان
 ہوشت خون دشت میں بقد
 پکارا یہ میدان میں آن کر
 دلیرانہ ایاس آیا دین
 تو ایاس ہرگز نہ قائم رہا
 ہوا قید میدان میں ایاس جب
 غرض ملک تیغیر یکسر کیا
 وہاں آگے از رو لطف و عطا
 سپہا گشتاسب نے ایک روز
 یہ سنکر وہیں پیش سلطان موم
 نہیں خوب لہر آپ کو گشتا رزم
 کہ ہر شاہ لہر آپ میرا پر
 دلیران ایران کو پار آئیں
 کہ تیغیر ایران میں جا کر کروں
 سو شاہ لہر آپ نامہ لکھ
 اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
 ہوا سیکے قابوس نامہ روان
 یہ کہنے لگا پھر شہ نامجو
 کہا یوں فرستادہ سے بعد ان
 یہ سنکر کیا نامہ برے بیان
 کہ بیٹے میں اک گرگ خونخوار تھا
 پھر ایاس خزر یکہ ہنگام جنگ
 مشابہ ہو گئے کہ جنگ از ما
 یہ جانا جہاندار لہر آپ نے
 نکر تا نکاہیلوان پر عسرو

ہوئے تاج حکم سردار فرج
 کہ اب خزر سے دست بردار
 کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے چرخ سپاہ
 سپہ وہ کہ فولا دم جس موم
 ہو کر گرم پکار جنگ و ان
 کہ صحر ہوا بھر خون سرد
 کہ ایاس رکھتا ہی جیتا گر
 ہوا ساتھ گشتاسب گرم گیز
 زمین پر گرا زین سے ہو کر جد
 گریزان ہوا لشکر خزر تب
 بہت گنج قیصر نے دل سے لیا
 زیادہ کیا تیرہ گشتاسب کا
 کہا شاہ سے اسی شہر نیک روز
 لکے کہنے یوں ناداران روم
 مناسب نہیں ملک پر انعام
 عیان اسکا احوال ہی لہر
 کہ ہوں ساتھ میری ستیہ کن
 تجھے حسب تخت و تہر کروں
 یہ مضمون رقم او میں شے کیا
 مجھے دے تو ہو صلح اسی بار شاہ
 گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
 کہ تیغیر کر کے فقط خزر کو
 حقیقت فرج جنگ کی کریا
 کہ قیصر کا داماد ہی اک جون
 ادراک کوہ پر تھا وہاں اڑا
 اوٹھا زچین لایا جہان ناک
 کہ جسے یہ کار نمایاں کیا
 کہ برپا کیا فتنہ گشتاسب نے
 کہ یہ بات عجب دلش سود

نہ محکوم تھا تھی اسکی سپاہ
 ہوا تو کہ ورنہ سامان جنگ
 حقیقت یہ سیکے ہوا شگین
 او دھڑکی گشتاسب لیکر سپاہ
 سرد و ہیلو و سینہ تھا و جنگ
 سپہا گشتاسب مرد و سپہ
 تو ہوا ساتھ میری لہر گرم جنگ
 جو گشتاسب نے تیرہ کیوز ورت
 گرفتار کر کے وہ جنگی جون
 گیا از تنک پھر تھا کینان
 پھر خزر سے پھر بفتح و ظفر
 کیا بلکہ مختار یکسر امور
 یگ ساز آپ کو ایران کرو
 کہ لہر سپہ بادشاہ عظیم
 جہان لاد و خرم شگین پ
 مری جنگ کی تال و سکونین
 ہر سان میں گر روم کے نامدا
 کہا جبکہ گشتاسب نے یسین
 کہ ہر ساتھ تیری مجھے غم جنگ
 کروں ورنہ ایران کو کیہ خبر
 بجالا کے آداب نامہ دیا
 ہوا قیصر روم مست غور
 کہ ایاس کا ملک کیونکر لیا
 دلیر و تنوہ گشتاسب نام
 دلیرانہ دونوں کیوچون واک
 یہ پوچھا جہاندار تو پھر کہ ہاں
 نظر کر کے اسنے بسوی زریہ
 شہ روم کو نام کا پھر حوا
 ہزاروں میں یان کر و شمشیر

شہ روم مجھے تھا پشت پناہ
 جو نہ تیر خاطر ہو کہ سید رنگ
 کیا قصہ پکارا زروے کین
 بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ
 نشانہ نمود و سنان و خدنگ
 دوان کر کے گھوڑ کیوچاں شیر
 نہ ہرگز کرے جنگ میں کچھ نہ
 کہ میں کیا بند ایاس کے
 اسے لیکر پیش قیصر کشان
 شہ روم ہوا شوکت و فرشان
 سو روم آیا لصد کر و فر
 جواہر دو کو بال شاط و سرور
 نبرد از آنا شاہ ایران ہو
 وہ رکھتا ہی گنج و سپاہ عظیم
 شہ روم ہی پھر یہ بولا دین
 کہان ہر یہ طاقت جو ہو کین
 تو ارشاد ہو مجھ سے شہر پار
 تو شادان ہوا سر و سنان
 نہیں جنگی میں ہرگز رنگ
 تو ہو گرفتار رخ و عذاب
 ہنس پڑھ کے لہر آپ کشتا
 ہوا ختم و دانش سے یکبار دو
 اسے قید قیصر نے کیونکر کیا
 بنا ہا تھا سے اس کے پہلے یہ کام
 کیا ادس ورنے جا کر ملاک
 یہ بیٹھے میں جتنے بلان یون
 کہا اسے شمشیر ہے وہ دلیر
 لکھا یوں کہ اسی شاہ والا خط
 نبرد از ایران شکر شہ کین

سین خزانہ ایران نہ الیاس ہم	تواند از سرے رکشہ باہر قدم	ہستور پہنچا ستابی خراج	سخت ورنہ تیرا یاد ونگہ گشتن
یہ نامہ نویسد جب لکھ چکا	طلبیدن لہر اپ گشتا پ را از	تو با بوس کہ ششہ لختی کیا	

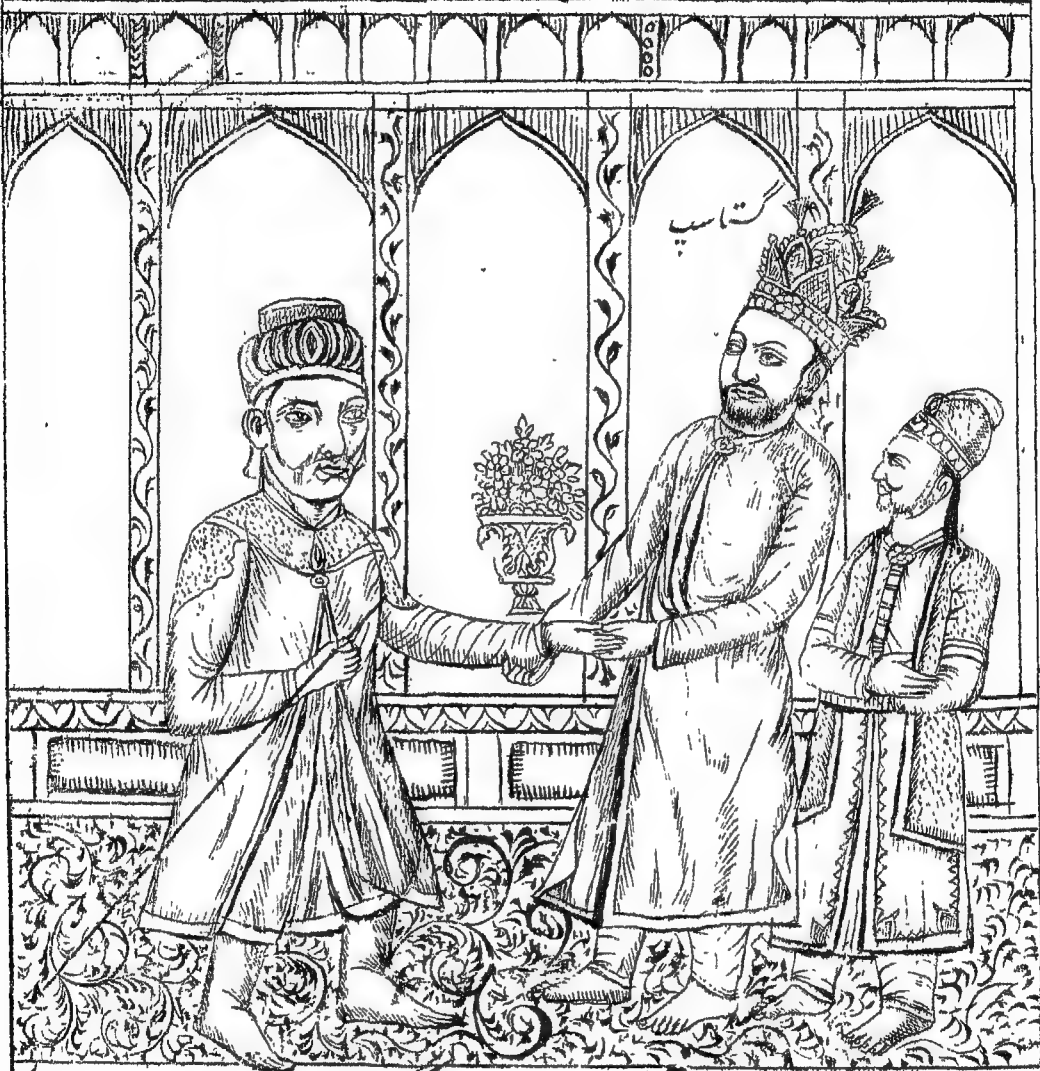
روم و تفویض نمودن تخت و تاج گشتا پ و سیا د خدا مصروف بودن

برادر جو گشتا پ کا تھا زیر	کیا اوس لہر اپے ای دلیر	تو با پیش فیض فرستاد ودا	یہ کہہ کے اوس کے کہی شہر آ
تو کر صلح ہے تو گوینہ خواہ	کر نیگہ نہ ہم خوش تاج گاہ	تو پھر با گشتا پ کے آئیو	سجوبی یہ پیغام پہنچا یو
کہ میں تری قدر جانی نہ آہ	دل پر نہیں اب جانی بن غدا	ترسی یاد میں کیا پریشان ہون	ہست کے دل میں پریشان ہون
خطا میری اب سر پر کر معاف	کہ ورتے کر آئے دل کا صفا	روانہ ہوا ت سو ایران فرار	کہ شوق دیدار میں ہزار
ہوا سیر میں افسوس و تحت سے	تو فرور ہو یاری بخت سے	ارادہ یہی ہے شکست جواب	کروں یاد نہ زبان میں ہر روز ب
رکھوں سر پر تیرے گلہ وہی	سہارک تجھ تخت و تاج شہی	حکم شہنشاہ آفاق کیر	سو روم ایران سے آیا نہ ریر
کہا جبکہ فیض سے پیغام شاہ	لگا کہنے تب فیض کہینہ خواہ	مجھے شاہ دی نصف ایران	تو پھر صلح العتبہ ہو سہار
وگر یہ مصمم ہی رہی بخت جنگ	سیا ہی تیغ و زناں خدنگ	شہ روم جب یہ پانچ دیا	وہ شخصت ہو چکا مکان میں کیا
کیا پیش گشتا پ پھر وقت پ	کہا اوس پیغام لہر اپ	پیام پر سنکے ہو شادشاہ	بلکہ ارادہ گشتا پ فرج نہاد
کتابوں کو لیکر کتابان ہوا	روان کے آقا لہر اپ ہوا	جو نزدیک پہنچا وہ سا لاکر	گئے پشوا نامداران شہر
ایک جیکہ لہر اپ کے روبرو	اٹھا تخت سے تیرے تاجو	پس رو پر ہو کے پھر مکنار	ہو شمل رہا رہا شکیار
وہیں پھر جہاندار فیروز بخت	بجھا ایک تخت اپنے پہلو بخت	لگا کہنے گشتا پ کے ای پیر	تو اس تخت زمین پر ہو جلہ کر
وہ بیٹھا وہاں جب سب مدد	حکم شہنشاہ عالی تار	ہوئے اوس کے محکوم و فرمان بیکر	دلیران و گردان امیر و وزیر
جہاندار لہر اپ فرخ خصال	جہان میں ہا کی صف بستال	کہا شہ فر گشتا پ کے بعد	کیا میں اب ترک کار جہان
مجھے کام چھوٹے طے نہیں	تو مالک تخت تاج و تین	یہ کہہ قباہ شہی دور کر	لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زنا ر دلین رہی جب جا	کیا پھر سوچ لہر اپ شاہ	کہیں میں نون بلخ میں لکھا	پرستش کہ خلق تھا کعبہ سان

نشستن گشتا پ تخت و پیدار شدن اسفندیار

شہان جہان بھجوتے خراج	حصو خداوند و تاج	لے چین چین کا فرمان روا	کہ اس چاہ تھا نام اوس شاہ کا
نکرتا تھا زنا ر فرمانبری	کہ محکوم تھی اوس کے دیوہری	غرض فوج پر اپنے منور بکھا	بہت اپنے نزدیک وہ دو بکھا
سوا اسکے ستا جہان زان	ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہان	جہاندار گشتا پ تھا داگر	نہ تھا کام جز وادشام و سحر
نیکانہ بعد و کر کم ستری	شب روز مصروف بن پر	کہا بون پیدا ہو دو پیر	تو مند پر زور شکستہ
رکھنا نام اسفندیار ملک کا	در طفل کا نام بشوین لکھا	سو گزٹون شہر کا پروردہ	کھائے شہنشاہ فر او کو شش
جو چاہا اوس کا دستور تھا	وہ علم سماوی میں مشہور تھا	لگا کر گیاہ بیابان ز شوش	اوسے دیک میں ڈال اور کو شوش

بخت یا پیر اسفندیار و سپین	آه جس کوہ روین بدن پو	دوی گرد روین تن اسفندیار	خسین یوشا ہشتادادار
بہت زور مند و جوان و دھکا	جہانین برداگی و شہر دھکا	یکہ تاسی فروسی نامدا	کے نیے اشعار تسی ہزار
مواختم رستم کا احوال رزم	بس اب دلو ہی رزم دیگر کاغما	لکھوں بخت اسفندیار جوان	کرون کار نامہ جوان کا بیا



رسیدن زردشت آتش پست در حضور شتاب شاہ و خود را
 بہ پیغمبری آشکارا کردن و آمدن گشتا سپاہ در دین او و لشکر کشیدن
 از جہاں شاہ ما چین چین ایران و محاربہ عظیم روداد و از دست اسفندیار
 کا نمایان نظر ہو رسیدن و فتح یافتن گشتا سپاہ و رواج دادن اسفندیار
 کوئی گرد تھا ایک زردشت نام | دین زردشت را دعیا لم | خبردار علم فلک سے تمام

وہ آیا حضور شہ دین پناہ کیا ایک دن یہ عمل آن کے خو اصل دس ٹکر کا بیان کیجے کیا ہوا شاہ گشتا سپہ سرخ نہاد یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا ہوا خواہش دل سے اوسکا مرید دکھا دن کچھ مجھے اب یہاں اگر میں کسی پر ہوں نامہ ران سے پاہن آتے ہیں اکثر ملک کو کر افسے آئین کرے اختیار کیا تھا جو زردشت فریادگار گیا یا لے بالائے آسمان کہا ایک نافرمانے اے تاجدار لکھا شاہ فرماہ ارجاسپ کو پڑھا شاہ گشتا سپ کا نام سنا جو شاہ تہ بدین ہوا تجھے اوسے گمراہ اگر گسپ ترا باپ نیدار وزیران پرست کہ بدین اب تو کی اختیار سپہ ورنہ کھینچوں پس کیدوا وزیرانہ مکھو پڑھ غور سے پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام سمجھتا ہو کیا کیجیے غم جنگ زیر دلاور نے تب یوں کہ ہوا شاہان شاہ کشور کشا کر نہیں تجھے کشتہ زخم کین یہ نامہ جو پہنچا تو سالارین جہان لشکر چین پہنچا تو ماہان سوا سپ خبر شاہ گشتا سپ	بیان شہ کی اپنی آئین راہ کہ گشتا سپ آکر ایوان کے کہ برگ و ثمر اوسکا جو کھا و تھا زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد کروں جا میں چارہ لہر سپکا عقیدت کا سر زردشت تھا مرید عیان مجھے میرا زینت آسمان تو دوزخ نصیب اوسکی ہو گیا عیان مجھے کرتے ہیں از فلک تو مقبول ہو پیش پروردگار وہی اوسکا مذہب کیا اختیار خدا کو بھی میں دیکھ آیا وہاں ترا می مددگار پروردگار کہ چھین تو اب دست بردار ہو سپہدار ارجاسپ سمجھا یہ تب پذیرندہ تازہ آئین ہوا تہہ کار تیرا سر اسکر گیا اور خوسرو کو شیطاں پرست نہ گمراہ ہو بہر حق را زمینا کردن ملک ایران کو کیست تہ تو آبا زبرد سم و بد بطور سے تو دست و گشتا سپ کا نام نہیں چاہے اسمین مکر و رنگ کہ جنگ زرمودہ نہیں شینا لکھا پانچ ارجاسپ کے نام کا نہ تو ہونہ لشکر نہ ماچین چین ہوا پڑھئے مضمون بہت کین زشتا تھا برگ و ثمر کا نشان کہ کھینچی ادھر فرج ارجاسپ	کیا راز آتش پرستی عیان ہوا ایک پیدا دخت بلند نصیب اوسکی ہو تھا علم فلک پھر آئی خبر پیش گشتا سپ کا غرض دل سے آجایا جب شاہ کہا شہ میرا زردشتے آگیا تو جسے چاہو نہیں اوسکو پیچو دینا جہاں بادشاہا بالظہار مے واسطے نہ دہشت تا کتاب غرض شہ فرسٹل زردشت کا کئی دن کے بعد اوسے پھر گیا کبھی شاہ گشتا سپ عالی گھر کر اب شوق غم و شہین وگر نہ ملاؤں نہ خون و خاک کہ زردشتے شہ کو گھر گیا ترے پاس پہنچا جو و تھوڑے کیا کیش دین تو فریاد تہا پڑ پاس میں تجھی ہوں کینہ خواہ ترا می جو تیغ میرا سپہ لکھا دوستانہ یہ نامہ مجھے روانہ ہو لیکے نامہ وہ دیو یہ بولا کہ مجھے سمجھا جواب لگا شاہ می کہنے اسفندیار تقینات ہو ساتھ میر سپاہ اوشکا تو کوسا سطرے راہ غرض نامہ طیار جب ہو چکا سپ لیکے دو میں لی کا زار مکراتھا غارت فقط کینہ جو تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ	ہوا مقتدر اسکا شاہ جہان مژدہ مطبوع و خاطر سپند قرون نقل ہوئی تھی مشہور و شک کہ ہر سخت بیمار لہر سپ کا تو پھر وہ شہنشاہ کیدوان کلا سول خدا ہو نہیں اوسکا زور سو گلستان بہشت برین نظر میں مری عرش کرسی عزت ہوئی نازل اوس شاہ گردون تو بس ترکین اپنا کیمبر کیا ہوئی اوسکو حراج محل شہا نہ پھر محو تھا فرمان اوسکے سر تو ہوا ساتھ ارجاسپ کہ مرگین کروں تیغ کین تجھے میں ملا وہیں پانچ نامہ پھر لکھا کہ ہر سخت و کیش و ہر سخت پیش زینار دیکھا نہ آہ مناسب ہو چکا کہ اے بادشاہ اوسے اپنے اقلیم سے کہ در کہ حاصل ہو اوس دنیا بھی شہانی گئے پیش گیہاں خیر کہا سترے زردشتے یوں تہا مجھے کیجے رخصت سو کارزار کہ ہوں ساتھ ارجاسپ کینہ خواہ شہانی می پہنچو نہیں لیکر سپاہ تو پھر شہ نے دیو و نکو رخصت کیا روانہ ہو سکا ایران دیار جلاتا تھا سر کاخ و ہر قصر کو دلیران جنگ و رد کینہ خواہ
---	--	--	--

سواران جنگی تھے ششصد ہزار خرومند جاسپ شہ کا وزیر کہ ہے فتح کسی بروز و عشا دلیران ایران بہت ہوں ہلاک صفت آریستہ بعد از ان ان ہوں پسر شاہ لہر سپ کا رو شیر کیے قتل اونسے کئی نامدار ہوا جبکہ وہ شہ تیغ تیر گیا پھر وہیں جنگجو کے دلیر ہوا جبکہ پشتوہ جنگی ہلاک کئی سپہاں اور کئی دیوزاد شتابان ہوا پھر سوار و سپہر ہوا تب خروشدہ سلطان چین اوسے حسب شکوت شاکیوں کیا دیو نے زخم و وہیں رہا دلیران ایران سے کہنے لگا وہیں سنکے بولایہ سفندیا اگر دیو خوشوار کو کر کے پست پھرتے ہیں لشکر میں غوغا اٹھا پسند ملک زادہ اسفندیار کہا ہونین روئین تن اسفندیار روان کی وہیں دیو کشش و تیغ کیا زخم نیرہ رہا دیو پر جدا کر کے حیرم ناپاک سے مدد کو گئے سوئے اسفندیار یہ کہہ سپہدار اسفندیار ہوا حملہ آور بہ فوج گران گزیان ہوا و ان سلطان چین کہ جان بخشی ایشہ کرے تو اگر	پے لشکر چین بہ تیغ و تبر لگا اوس سے کہنے شہ نامدار کہ خورشید برادر سے روز جنگ میسر تھے سو کو فتح و ظفر دلیران ایران گردان چین دلیرانہ آیا سو حرب گاہ برادر ہو کا وہ شہ سپ تھا کیے اونسے ترکان خوشخوار کیے عرق خون مرد و خنڈا روان کر کے گھوڑا سوڑا جوانمرد نے کھینچ کر تیغ کین صفت فوج کو چیر کر سپہر دلیرانہ اب گرم پکا رہو وہیں بیدنگ ایک مرد دلیر زیر دلا و مرد و شہ جب جو اس یو سو جا کے ہو جنگجو جا لکیر شتاب ہے کہ شہ تو سر پر تھے افسر زر کھون نہارون سے گشتہ ایرانیاں دلیرانہ آیا دوان سوئے دیو جو ہوں ساتھ سیر نیر دازا دلیر ہے و فتح ہنگام جنگ ہوا کار گر نیرہ اب گران شتابان چوتھے بین پور زید کہ آو صبا سے اسپ شاہ شتابان سے سو سالار چین کیا قافلہ لشکر چین کا تنگ گرفتار لے بہت سرکشان کیا رحم شتاب شہ زین	نیر دازایان خنبدہ گذار صطلابے انی میں بھائی پیلر وہیں دیکھ کر اونسے ظاہر کیا پھر آخر بالطاقت نیر دوان پکا بہم رزم جنگی نمایاں ہوئی کہ تھا وخت کا وکس وہ دیر ہو کشتہ پھر آپ انجام کا گیا پور جاسپ بہر ستیر جوانمرد پشتوہ پور زید زیر دلا و مرد و شہ شک مقابل ہو آئے مانند باد سو شاہ ارجاسپ نند شیر کہ اے نامداران ترکان چین بست گنج و زر کے شادان کرد ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما کہ ہے کوئی مرد نیر دازا کروں جا کے مین دیو کا راز تو سے لشکر چین کو یکسر کہ اس دیو خوشتر بہ پاکیا وہیں اسپ نہر اوپر ہو سوا نہیں ثابت ہوؤنگو یہ دینا سو نامار جہاں سپہر سرف شان نے کیا بس جگہ سے گذر چوٹے کیا بستہ فتر اک سے یہ کہنے لگا اونسے اے نامدار عقب اس کے دونوں جنگی ہو زور و کشت باہم ہوئی غوغاں ہو حسب پرانہ ترکان چین تو آتش پرستی کرین سپہر
---	--	---

پڑا تھا جہاں کشتہ بنگی زیر ہوئی تلخ آب زندگانی مجھے لگا کتنے دستور سے شہریار ہو کر کشتہ ایرانیان سی ہزار ہو کر قتل میدان میں کھینچا ہوا دیا وہیں زور و زشت کو پھر رواج اوسے شاہ نے تخت و تاج جہاں میں آہیں و طنز و لکھو شہر و مملکت و وہیں ہوا گیا پھر سو ہند اسفندیار گیا جس لایت میں اسفندیار گئی ہر طرف زندہ و سوتا کتاب سہارا نے پھر یہ نام لکھا ہر ملک میں مردم خاص و عام	اور تہ سب سے شاہ آفاق گھر دریا کہ یوں کشتہ دیکھو کچھ کہ میدان میں کرکشان کا شمار از انجملہ تھے ہشتصد نامدار ہزار و صد و شصت ستادار جہاں دار نے از سر امتداد خوشی ہو و لیدہ اپنا گیا مرج تو کر دین زور و زشت کو پہرندہ دین و آئین ہوا وہاں بھی یہ آئین کیا آشکار گیا جسطرف نامہ نامدار ذاتی کسیکو یہ نہ تارتاب سو شاہ گشتا سب شور و گشا ہوئی گرم آتش پستی تمام	ہوا نقش پر او کی نوہ کنان اچھ رکھنے تابوت میں بعد ان شمار اسے جب کشتگان کا کیا جب آیا سو نقش ترکاں میں میشہ ہوئی جب کہ فتح و ظفر ولیری و مردی و اسفندیار کہا پھر کہ لے پور عالی گھر ہوا شاہ سو رخصت اسفندیار رکھا زندہ و استا کو بالاسر پھر آیا سو بی میں پہلوان ہو سب ل و جافران پیہر کر جو حکم سے جسکے جو انحراف کہ خرد و کلان نے زور و زشت یہ سنکر ہوا شاہ گشتا شہید	کہا یوں کہ لے سرفراز کیا شہنشاہ ہوا سوے خیر و ان سہا آشکارا کہ وقت و غا تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان میں ہوا شاہ دشا ہنشاہ نامور ہوا دیکھ کر فادان شہریار پے ناک گیری تو با ہند ابھر سو روم پہلے گیا نامدار اطاعت میں ہو دو آئی نظر ہوئی لوگوں ان کے پرستش کیا رعایا و شاہ و امیر و وزیر کسی نے نہ سہر گز کیا برخلاف پہر کیا دین زور و زشت سب کہ جاہل ہوئی جان دل کی راز
---	--	--	--

قید کر دین گشتا سب اسفندیار را با غوی گزم پہلوان تشریف آوردن در دستان

جہاں دار نے ایک کی انجمن وہی تھا وہ بدخواہ اسفندیار غور و اسکو جو زور و زشت کہ شکار کرے آن گریان تیر ہوا سنے آندہ گشتا شہ طلب کے پھر اپنے دستور کو وہ جاہا سب دستور شاہ جان مجھے کل کی شجہ آب یا نظر کہ کیا واسطہ میری قصہ کا ہوئی میری شمشیر سے سر کا سمجھتا ہوں اپنا شہ و شاہ لگا کتنے یہ سب اسفندیار لگا زور و زشت و زور و زشت	ہمے آگے حاضر میراں دین لگا کتنے شہ سے لگا و شہریار کہ ہم پنجہ او سکا نہیں غیر نہ تراجمین کے مات تاج و سریر ذاتی ہوا پھر سو زور و زشت لگا کتنے شاہ ہنشاہ نامجو گیا پیش اسفندیار جوان کہ خوشگین مجھے میرا پدر ہوا پھر شہاہ کشور کا اسفندیار بادشاہ جان جو کچھ مصلحت ہو سو آشکار کہ آزار دیکھا مجھے شہریار نیرنگ و نین تھا بہن نامدار	کوئی ایک تھا کہ زور و زشت سنا پھر کہ اسفندیار جوان کہ جو وہ دین خیال تھا سنا تھا جویشہ وہ ظاہر کیا گیا اک قلم صبر و آرام و خواب کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار دیا پھر یہ نام شہ نامدار وہ بولا کہ میرا تیرا خواب کیا میری سرک کو آتش پستی نہ کی میری خدمت پہر گزشت وہ بولا یہ بہر ہے ای نامور وہ بولا کہ بہر ہے جو پدر دوم پور ہر پوشش نامور	نہم شہنشاہ گیتی ستان کے ساتھ اپنے بہ فوج گران ارادہ او کا می شام و بچاہ جو بہر ہے وہ کیجے شہ رہا تاسد زور و زشت شہ یہاں شہ تاب سکو ای نامدار لگا کتنے پھر وہ میں اسفندیار جوان نے تیرا شہ تاب کیا سربلندان عالم کو پستی ہوا شگین آہ یوں تاجور کہ حاضر ہو چسکر حضور پدر نہ پھر او کے فرزان سو زور و زشت سوہ آذر گرد و شہنشاہ
---	--	---	---

چہارم تھا نوشت در نامجو رواند ہوا سوگی شتا سب شاہ امیہ قید کر کے کیا پھر دوان شاہ جیکہ ہم نے یہ چہرہ گیا الغرض پیش اسفندیار سوا بلخ سے عازم سیستان کیا اختیار و سنے آئیں شاہ کیا بعد از ان شاہ کو میمان	سہر مند دانا و فرخندہ خو سہر مند کو ساتھ لے اور سپاہ شہنشاہ نے سوے در گنبدان عبدالرحیم و غم بلخ میں تر گیا سوا باب کا مونس و نگار کہ آئین تازہ کر دوان مروج کیا ملک میں بن شاہ	غرض گروہ بن کو ہندیا گیا جب حضور شہ نامدار ستونہای سختی بنی کا چار وہاں سے بسوے در گنبدان گذر جب گیا روزگار روزار جو نزدیک پہونچا وہ فرمازا رکھا شہر دستار کو باکا سر	بجاہ و شہر کر کے مختار کار ہو اتب گرفتار اسفندیار ستونوں نے باندھا اور ستوا ہوا بجاہیوں کو وہ لیکر دوان تو گشتا شہر شہر سر فراز تو آہا تھن و مین پیشوا کیا او سکول بلخ دوان زود رہا شاہ گشتا سب دو سال دوان
--	--	---	--

رسیدن کرم پسر رجا بیا فوج شکیمن

دبلخ و لہر اراکشتن و بلخ رافعہ کردن آمدن گشتا سیستان آمدن رجا ببرا

امداد پسر شکرست خیر دوان گشتا شہ

سنی شاہ ارجا سب چہرہ بفرمان گشتا سب اتفاق گیر یہ سنکر ہوا شادمان شاہ چین سویلخ اسنے رواند گیا کہا یوں کہ لے بادشاہ جہان یہ کہنے لگا وہ شہر شہر کنام بہت عند لایا وہ فرزند کشت سپہ شاہ کے ساتھ تھی لکھنار جو لہر اپ آیا سوے کارزار سپہدار کرم ہوا شہر شکیمن ولیکن نہایت گنج بے بیان لیا گیسر ہر یہ کو بس دین ہوا بیکہ لہر اپ ریزش عباد شکستہ کیے یکسر زشت کردہ وے بجاگ کر ان زن بوستان ہوا سنکے غم کن شاہ جہان کہ بافضل شاکر تو کر غم جنگ سپہدار رجا بیا بھی لکے فوج	میان در گنبدان چہرہ کیا پھر دین غم پچا دین وہاں اسقدر کوئی سرگرتھا نہیں کوئی سردار لشکر بیان کہ چاہے دین دوان پرتی ہو کام دل عند سرگرتھا کیا کچھ نہ پیش فزون اس سرگرتھا اک سوا کیے کشتہ ترکان چین پیشا لگا کہنے لے نامدار ان چین کہ چہ تے ہن لب بلفظ بلخ بیان ہوا کرم بازار پر فخر و کین تو پھر چینیوں کو پارہ کیا کیا فرزند و سب اکو آتش زو شتا بان ہوا بی جانب شہر شہر یہ رستم سے بولا کا ای پہونچا عقب سے پہونچو کا مین نگین رواند ہوا عین کماند مروج	گیا سی سیستان بادشاہ سپہدار کرم تھا اوسکا کہ کرم ہوا ان کر کینہ خوا مناسب ہا کچھ سروری سرور کار کچھ سروری نہیں سکان عبادت کمر شہر سوا بل و مین فوج کرم ہوا سواران بلخی نے وقت و غنا سہم کینہ آدین جنگی سوا یہ سنکر ہوا حمالہ اور سپاہ ہوا زخمی و شہر لہر شاہ ہوا بلخ میں جنیان کا جو خل زمان شہستان گشتا شہر لکے شہر گشتا شہر شہر یہ ہی وقت یاری دوا و کا ہوا شاہ گشتا سب مین دوان ہوا بلخی کرم نامور	کہ اسفندیار بل نامور نہیں بلخ کے شہر میں کچھ اوستہ با سپاہ گران آنکر گئے مردان پیش اسفندیار کہ زبندہ ہی ہو سکے سر شکر مجھے کام سر شکر ہی نہیں گیا لاجرم بانب زرد گاہ دلیرانہ چہرہ جنگ با ہم ہوا کیا قاتیہ تنگ ہوا جہا کا اودھر کینار اودھر حد نہر سکو سواران لہر اپ شاہ زمین پر گر اختر و دین پناہ کیا بلخ کو اسیر اور قتل ہو مین قید یکسر سجال تباہ کہا ماجرا بلخ کا سب شہنشاہ کو رستم نے پانچ دیا سویلخ پہونچا وہاں سے دوان ہوا اپنے آکر معین پچہ
--	--	---	--

جوار جاسپ آیا بھوج گران مقصودن خدمت میں لایا سپہ لگا کئے پھر تاجور سپہ لیکے آیا سو رزم گاہ ہوئی پھر صف آرا تہہ سرود جوار گم صحرائین بازار جنگ ہوا لشکر چینان چیرہ دست غرض شاہ گشتا سبالی تبا صطرلاب بین دیکھا نامور تو حال پہنچ و طفر پھر چین کہ اسفندیار جب لیکر کو بحکم جہاندار آفاق گیر	سراسر اسان ہوئی فوج ایرانیان مجھے رکھے مغدور با صد کرم بلایا سے نہ آیا تہمتن اگر کہ تالشک چین سے ہو کینہ خوا دلیران جنگی تھے جنگ جو ہزاروں کو سرحد ایدرنگ دلیران ایران کو پہونچی گشت ہوا جاکت تم سر کو سہار کہ ہو کس طرح کسے پیش نظر تہہ چین یکدست ترکان چین مرانا مہ لہجہ کے لے نامجو	سوا اسکے رستم نے نامہ لکھا مہر شملکین جن سر وارچند جہان آفرین اب ہمارا یار شہ چین بھی لیکر سواران چین خروشان ہوا گوش ونگ گشت ہوا دہن شوت دریا خون گریزان کو جبکہ ایرانیان وہ جا سکتے شاہ کا جو وزیر گزارش کیا اوسنے ای شہر پار یہ ظاہر کیا جبکہ جا سکتے ڈگنبدان ہی بہان لا شتاب روانہ ہوا لیکے نامہ وزیر	کہ کچھ کام دیش جہان شہا نہ آیا اوسے عذر جیسا پسند یہ کہہ ہوا شاہ ایران سوار مقابل ہوا انکر بس دہین کہ لرزہ جیسٹ ہوا کوہ قاف درفش سواران ایران گون تقات کو لٹکے گئے چینان لگا کئے اوس شہ نے نظیر جو ہو گم پکار سفند یار کہا تہہ شاہ گشتا سب نے توقف کو مٹا دی جانتا روانہ ہوا لیکے نامہ وزیر
---	--	---	--

بحکم گشتا شاہ و آمدن ہمراہ جا سب از دگنبدان جھو پڑ بختا یا شاہی مران
بودن و فرستادن اسفندیار جنگ جاپ فتحیاب بدن اسفندیار و گرختہ فتن

کیا جب زہر شہ نامدار دیانا شاہ شہزادے کو گرفتار زنجیر کر لے گیا تو اب اس بدین و کرکفن و کین وہ یا تنگ گرفتار آہن میں تھا تو جا سب نے اوسکو باک و فر پھرانے جہاز کا ہو عذر خواہ مجھے سوئے دن تخت ایران پھر اسفندیار جوان کو رون پے جنگ جہاہ اسفندیار ہوا سانس اوسکے مرد و سپہ وہ جسم اوسکا سلامت ہا	ار سب و دخال گشتا سب در بلخ	لگا کئے شہزادہ جنگ جو رکھا مجھ پیر اذنا حق روا یہ نہار وقت شکایت نہیں دم مخلصی اوسکو بخش آ گیا مع چار فرزند والا گھر لگا کئے امی پور باغ و جاہ کروں پھر طاعت جان فرزند کیا سوئی اعدا بھوج گران اوراک پہلوان نام تھا گسار وہ روئین بدن شمل غنہ کہ روئین بدن وہ جو لکھنا	کہ جو گم زم پہلوان پوشاہ دیانتے جا پاد زنیہ جواب غرض دیکر جا سب نے اوسکو بند جب پادہ پھر شہ چینان لکھا دیا لکے گشتا سب سے ملا مے ملک سے خضم کو دور کر یہ فرما اور کہے گم زم طلب تو جا سب نے جب سنی یہ خبر مقابل ہوئی دھوکا زار کئی گم گسار فلاور کے تیر شتاب آوارہ ستہ کر کنند	حضور ملکہ اودہ اسفندیار کہ کئے سے جبکہ مجھے بیگناہ کہ لے نامدار فریا جناب کیے دور یکدست آہن کے بند اور اوسکے ہوا لکھو جسم قرار بہت مہربان شاہ اوپر ہوا الم سے چھوڑا مجھ کو سرور کر کیا قتل اوسکو جشم غضب روانہ کیا کہ مر اپنا پاک پے جنگ آیا نکل کر گار ہوئے پار خوش کو یک نخت چہر کیا گردن خضم کو او سپین بند
---	-----------------------------	--	--	---

گراشت سراسر کے گر گسار سبوی یمن کی صد و نشت تن پھر اور سجا سے کر غم اسفندیار ہے جنگ سے گرد ترکان زبون خضر یاب گردان ایران ہو لفرمان اسفندیار جوان لیا سندیمن ترکوں پھر برگ کاہ لصد شوکت شمشیر عروجاہ تری ہنوکو لکیا شاہ چین قسم از دیار کی اسے پسر حوالہ کروں تھکاؤ تخت شہی ترا سونین اک بستہ جان نہ تو ان میں چھوڑوں چین نہ کما شاہ نے آفرین حسب کہ ہو تھکی قید سے مجھ کو گر جہا ناز لے او سا کر کے طلب حضور جو اندر اسفندیار	اوسے کھینچ کر جلد اسفندیار ہوے کشتہ از بازو صفت کن لگا کاٹنے سر بہت بیا دہ میدان بسج کیا بجز خون گریزان سواران ترکان ہو ہوے گرد ایران قاتل کن حضور جو اندر دلا سے پناہ ہو ادخل بلخ کت تا سبہ تو پھر اسے ہو گا اب کر کن کہ لے تو جہدم فتح و ظفر زر گنج و دیہیم و فرماندہی نہ خواہندہ اسر زرنگار کروں شاہ ارچاپ کو تخت خوا شب روز یاد ہو تیر خدا تو خدمت کروں شام و صبح کما یون زر کو نشاط و طرب تو رہیو شب و روز خدائے	کیا اپنے لشکر میں لاکر اسیر کیا وائے کرم بوقت ستیز کیے تیغ سے کھنڈ نصرت تیغ ہوئی فوج ارچاپ شہ کی تباہ رہی جنت تاب ثبات و قرار بہت ترک کھینچے تیر تیغ کن ہو امہر بان دنیہ اسفندیار لگا کئے پھر شاہ فرخ تبار چھوڑ کر او یمن قید لایا کروں ترک نہا و دو وین یہ سکر دلا و نہ پناہ لفرمان شاہنشہ دین پناہ چھوڑا لاؤ یمن خواہر و نکوشت لگا کئے شہ سے پھر اسفندیار جہاں قصیدے یمن ن ہوا کیا قید سے تھکو ہمنے رہا پھر تاپوں سپہ قلم کی عنان	پھر آریا بے جنگ با تیغ و تبر نبرد کیا سجا پر کے گریز جہاں سر دیار کے بید و تیغ گریزان ہوئی چھوڑ کر زرنگار شہ چین سوار ہ نور و سدا ہوئی لاکہ گون ہو کن و انکی تین پھر آریا حضور شہ نامدار کہ لے میر دروین تن اسفندیار نہ تاج کر مہوشانی روان عبادت کروں سچو گوشت نشین سبارک تھے تخت و افشار شتابی ہوں ارچاپ سے کینہ خوا باقبال شاہ نر یا جناب کہ یون عرض کرتا ہر ایک گستا سجا لاؤ یمن شرط خدمت سدا اداکچو تو بھی رسم وفا اور آتا ہوں اب بر سر جہاں
--	---	---	---

رفتن اسفندیار جانب دروین براہ ہفتخوان برای ہائی ہمیشہ ہائی خود

رہا جب ہوا قید سے گر گسار کیا یون کہ صدق راو کج گر تھے ملک ترکاٹنے اک ملک و کروں صدق دل ہو پندگی بتا کوئی راہ ہوں روان تہ ماہر مسافت سکھے ہر وہ راہ دو ماہ مسافت ہوا ای نامدار اور اوس راہ کا نام ہفتخوان کسیر شہر و گرگ او کین از دیار گذرا و سربابان میں شوارہی	تو پھر دروین تن اسفندیار سے تو فری پاس شام و صبح تھے تیغ و نہ جہاں کر کن سجا لاؤن سیم درہ بندگی کہ ہو پوچھیں آرام ہی جلد و مخونی گذر جاؤں اسے سب نہیں کچھ بھی خوف خطر نہ کسے ہی قدرت کہ جاؤں وہاں نہو جنگ سے جبکہ کوئی ہا کہ ہر گام پر تیغ و آزار ہو	اوسے لیکے اپنے مکان میں گیا کہ عورت گوئی یہاں خشتیا وہ بولا کہ نہ رہستی نہینا لگا کئے اوس سے اسفندیار وہ بولا کہ اک راہ ہے خوبتر کم آباد ہے اوسکی راہ در سوم ہفت روزہ ہوا چار ہفت ہر اک منزل اوسکی ہر چہ تیغ زین ساحر و در و شوکت یہ بولا جو اندر اسفندیار	رہا او سپہ مصروف لطف و عطا تو درم فروں ہو جو غر و قوا نہیں کچھ مجھے کام لیل نہا کہ سو سے دروین ہو کر گستا کہ ہے کسیر آباد اے نامور وے میوہ و آب سے بیشتر وے سخت وہ راہ ہے پر گزیر جہاں جادو ان سے بلای غظیم بیابان و تیغ و سر کا سخت کہ مجھ کو نہیں کچھ خطر نہینا
--	---	---	--

شاہ بندہ ہونین سو ہفتخوان یہ کہنے لگا یوں کہ ای پہلو ان یہ گفتار سے گز خوش آئی نہیں کہا میں جو کچھ ہو باطل نہیں کنا راہ سے نو گزیران نہ ہو یہ کہہ گیا پیش شاہ زمین غرض کر شپوت کو سالار فوج گئے اپنی سرحد جس دم گذر وہ صحرایہ دیکھا تو سفندیار بلا آویگی آج در پیش کیا دو گرگان جنگی شکار میں سواروں کو زمین تن سفندیا یہ کہہ زوی دلیری وہ مرد لگے اس قدر زخم پیکان تیز دلیرانہ کہ مقابل ہوئے جوانوں نے پھر یہ اوس سے کہا ہینن آج کچھ اور خوف و خطر ہوے بعد از ان مال خواب ہوا مہرستان جو وقت سحر دلاور نے یوں راہ سے کہا کہ میں ہل سے بھی سطر و بنا پشوتن لگا کہنے ہم تم ہم دلیرانہ پھر کھینچ کر تیغ لکین سنے اوس نے لاور سے بخوف و بیم اقامت گرین کے جو با صد خوشی وہ بولا کہ اک اثر دہاے دہان ہوا سننے یہ بات اندیشہ مند نہ تاخیر کو دخل حسد گز دیا کیے بستہ سپان نازی ناز	کروں دفع ہر اک بلا کو ہون رہ ہفتخوان سو توست ہورفا کیے بستہ پست و باز و پین مے قید کرے حاصل نہیں مے دیکھ کر کشت و زور کو ہوا شے رخصت یں ملتین روانہ ہوا او دہن مانند بچ تو اک شست پر ہول زبا نظر	یہ کہہ بلائی سے خوشگوار دلیر و قوی زور سے گوہر وہ کہنے لگا ہوئے گریہ کنان وہ بولا نہیں تجھے خشم و غضب کو کیا کیا دلیری ہو مجھ پر سواران جنگی لیے دس ہزار کف و کتف بستہ جو تھا گرسا وہ تھی اولین منزل ہفتخوان
---	---	---

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

قوی ہو کر سخت خوشنوا ہون یہ بولا کہ جب گرگ ہوں آٹھ ہوا دشت پر خوف میں رہ دوڑ کہ خستہ ہو کر گ وقت تلخ سو فگے پیکار راسل ہوے کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا بعیش و طرب کچھ شب بسر	کہ ہنگام بیکار بخوف و باک تو پھر بارشیں تیر تم کجیو نمایان ہو کر گ خوشنوا جب و میں کھینچ کر تیغ زہر آبدار کیا قتل گزوں کو انجام کا وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو غرض ان فردا تو شکار شام	کرین پہلو میل دانتو نسو چا نہ زنا ز فرصت ذرا تو کجیو کیا تیر باران سواروں تب پشوتن جوان اور سفندیا ہوا دیکھ حیرت زدہ گرسا سو تو نے کیے قتل اور جنگجو لگے پیٹے مسکا گلگو کا جام بسی کجی بخوبی وہ آرام شب تو دلتور وادہ ہوئے کچھ پشتر دو شیران خوشنوار رہتے ہیں یا تا سفندیا راجوان و مین کیا آپ کو ہزاران دون ہوئی ہم نبرد جوان دلیر تو لایا بجاشکر پر درگا کہ فردا مجھے پیش کیا آٹھ دہن سے آتش فشان بدید کہ ہو وسان ارابہ رون رکھا ایک صندوق بھی اڑا کہ تھے تیز رفتار مانند باد
--	---	---

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ میرا ہن آج کیا کیا بلا مبادا تجھے اونسے پہونچ گوند کرین حملہ شمشیر کے علم دو بارہ کیا شیر ز کو پین کیا تیغ بران سوا سکودیم مے نہ شکوار اونسے انوش کی مقابل سے آٹھ لکھا لکھوان لگا کہنے پھر سرور در جہد شاشت ہر گزوں مرتب کیا	وہ بولا زمین گرسا لکھوان نمایان ہو جب ہ شیر غریں ولیکن ہوا او سکون فوج ہوا کشتہ جب ز تو پھر ادہ شیر منظر ہوا جبکہ سفندیا ر طلب کے پھر راہبر کو کہا دراز و سطر و دشت ڈرم کر واک طیار گرد و بران کیے تعبیر تیر تیغ و سن	دو شیران خوشنوار رہتے ہیں یا تا سفندیا راجوان و مین کیا آپ کو ہزاران دون ہوئی ہم نبرد جوان دلیر تو لایا بجاشکر پر درگا کہ فردا مجھے پیش کیا آٹھ دہن سے آتش فشان بدید کہ ہو وسان ارابہ رون رکھا ایک صندوق بھی اڑا کہ تھے تیز رفتار مانند باد
---	---	--

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

دم صبح گرد و نیل ہو کر سوار
 کیا در کو صندوق و قوس و دھن بند
 وہ گردوں صندوق و دھن بند
 زبون کیگو کہ وہ فکوا و گلا وین
 کیا زخم مشیر بران را
 بفضل الہی ہوا تندرست
 سے لعل گون نوش کی انجان
 زن سحر ساز ایک جتنی مردان
 ہوا پیشتر روز چارم ردن
 کہیں اہ مین ایک تہا نہور
 زن خوبرو ایک آئی و بان
 قلاب غول کی بند سے کر رہا
 وہ بولی گیا ہی برائے شکار
 دھن کر کے او سکوا کیسند
 کیا کھینچ کر تیغ او سکودونیم
 سو فوج اسفند یار جوان
 کیا غول نے زور ہر چند پر
 مظفر جوان دلاور ہوا
 کیا غول کو سینے کیونکر ہلاک
 کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر
 وہ بچے بھی مین او سکوا کیسند
 وہ بولا تباہید زنی و ان پاک
 روانہ ہوا صبح اسفند یار
 تب آیا وہ سب سے گردن فراز
 دے او سب سے کھنچ تیغ و سنا
 ہوئی کار کہ بیک تیغ و سنا
 کل و دھن صندوق و قوس و دھن
 جو دیکھا تو بچے ہر اسان ہو
 لگا کہنے یوں لہذا زان کر گسا

روانہ ہوا گرد و سفند دیا
 کہ تا اثر ہے ہی نہ پوچھ کر نوند
 لیا کھنچ او لٹ و بے نے ہم
 رہی پھر نہ طاقت جو ہو کر گز
 دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا
 تو انا و خرم دل چاق و حست
 لگا کہنے یوں ہر سے کہ ان
 اور اک غول ساتھ او سکوا کیسند

احوال منزل حیارم از راہ ہمتخوان

اقامت گرین دان ہونا
 کیا آگے یوں جیتن بیان
 حضور اپنے کھنچ تیغ و سنا
 دے آتا ہی جلد وہ ناہکار
 کیا بستہ مکمل زنجیر و بند
 غایان ہوا پھر غلب عظیم
 دھن چو او دھن آتش نشان
 نہ غالب ہوا او س تنوید پر
 معین بخت و اقبال یا دوار
 زمین کو کیا جسم ہو او سکوا پاک
 نہ جانبر ہو ہر گز تو اسے نامور
 درشت و قوی باز و دہر بند

غرض کے ترتیب نرم خوشی
 کہ ہوں خراک شد کی ایامد
 یہ گفتار سہکد دلاور جوان
 یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
 وہ جادوسی پھر بنگلی پیرن
 جہان جس سے ایک تہا ہوا
 نشان ہوا کھینچ کر تیغ مرد
 وہ غول سیہ کار انجام کا
 دلاور نے پھر اس پر سے کہا
 وہ بولا کہ ای آفرین میرا
 غرض ایک سیخ خون چاہر
 تجھے اور تیری ہی جتنی سپا

احوال منزل حیارم از راہ ہمتخوان

دلیرانہ گرد و نیل ہو کر سوار
 کیا آگے چنگال و دھن
 ہوا او چنگال سے خون ان
 ہوئی بارہ نقا و خلق و بنا
 ہوا غرہ زن پہلوان دلیر
 دھن آشیان کو گزیران جو
 شتم منزل ای سحر سازان را

دلیان جبکہ ہو چکا دلاور جوان
 کہ گردن او کیجا از نو سکین
 چہشتہ چنگل چو تلواریں
 ہوا او سکوا کیسند
 کہی زخم شمشیر بان لگا ہوا
 جو غرہ کے باز و دہر بند
 کہوں کیا کہ تیغ ہے کھنچ

پڑا اژدہا سے دھم جب نظر
 تو اسی سے تیر ہوا تاجا
 تو عاجز ہوا اژدہا سے دان
 خردشان ہوا مثل غرہ شیر
 تو کی نوشد و دھن نوش جان
 وہ لایا بجائرمی سے دھن
 بیان کر اور او سکوا کیسند
 علاج او سکوا آسان ہو کر ہوا
 وہ اسفند یار جوان پہلوان
 خوشی ہو کر مہر بادہ کشی
 بیابان مین لایا مجھے دیو سار
 یہ بولا کہ وہ غول اب ہو کر ان
 کہ یہ ساحرہ بہ زن نو جوان
 ہوا پر غضب مرد شمشیر زن
 سیہ غول کھنچ کر شکار ہوا
 ہوا غول کھنچ سے ہم نہر
 ہو کھنچ تیغ زہر آب دار
 کہ دیکھا تہا شامری جنگ کا
 دے پیش آدگی کل وہ بلا
 مکان او سکوا بالائے کسار
 کر گیا وہ سیخ سمکھو تباہ
 گردن تیغ بران او سکوا پاک
 کہ سیر عسکرن گزین تھا جہاں
 ستر قلعه کو ہر سار برین
 تو کیجا او س سے منقاسے
 زمین پر گرا ہر کے است و زبون
 کہ سیخ کو بس دو پارہ کیا
 ہوئی آفرین خدان سپہ سرسبز
 گزینا واپائے ہے دشوار تر

سہت بارش صرف و باران کی دہان لگے کہنے مردم کے نام دار وہ کہنے لگائیں نہ ہرگز بھرون نہیں فوج درکار کچھ نہ ہمار نمودین جدا تھے ہم زینہار بروز ششم سرور نامور	چلے با دند اچوان پہلوان خدا سے نہیں کر سکے کا زار رہ ہفتخوان دلور بہ بیت کردن دو گار میرا سے پروردگار کرین جان دتن تہیہ کیشتا	تہہ سو پہ سخت پہو پچ گزند مناسب ہی کر لیں پھر چلو مگر ایسے پھر جاؤ تم شوق سے یہ سنکر میران چاہ دلیہ وہ بولا پھر جان کر بفتح و ظفر	یہ سنکر پوئی فوج اندیشہ مند تن و جان و سر بیان نہ برابر شتابان سوخت نہ ہو ذوق سے لگے کہنے ایشاہ آفاق گیر تو بخشون تمہیں لگا شگنج و گھر وہاں نے ہوا عازم پیشتر
ہو اور ذہب رفتہ رفتہ تمام ہوئی بارش برن بھی ابدان سپاہ سپہدار اسفند دیا شتابان پوئید و نیہ تو جسم کر بجالاتے پھر شکر پروردگار بیان پیش آویگی اب کیا بلا زمین گرم ہو چوں تفت آفتاب غرض یہ خرابی عراسی کر وہ نہ نمود و فیروز دیون زینہا تو ہرگز نہ کیلا ب قدم پیشتر	کیا متصل کوہ کے تہ مقام سہی قین دن ایک انت و ہا رہ غنجر سے ہو کر وان شکار کہ ہو یہ بلا دفع اب میرا سپہدار بولا کہ لگے گر گسار وہین را میرا نے یہ پانچ دیا نہیں ہو کہ میرا ایک قطرہ آب سولے اسکے ایشاہ گر وہون دلیران ایران و توران دیا	لگی اچلنے جب تہہ باد ہفت نہان زیر کسار لشکر ہوا لگے ناگنے یہ دعائے ہین کیا لطف سکون دین شاد بفضل شہید جان آفرین کہ چراہ میں رگ تفتہ تمام نہ ہرگز کرے خاک پر سبز جا ڈر دین اتنا ہی حکم کہ بس میسر ہو غلہ و غلف و کماہ	کہ خاخر وہ لشکر ہوا کسیر تردو سے ناچار لشکر ہوا کہ امی خالق و آسمان وزمین ہوئی ناکب قلم دور وان رفت و بار بہی باقی اب منزل مفتین ہوا گرم چون شعلہ صبح و شام نہ طائر آوڑے وان برہو ہوا کرین ہمد کو شمشیر اگر کوسر سپاہ گران ہوو آخر تباہ سوخا نہ عطش عمان یاسک کر
دلیہ ہو جو نمر و اسفند دیا وہین را میرا سے یہ بولا جان ترا جنت ترخندہ یاد و ہوا ہوا پر غضب و کینک نامدار عبث تہہ پہو پچا کے ہم و گزند کہ با و صحت چہان رز و جفا کہے تاکر عطف عیان ہے تو تو فتح قوی ہو کہ میری خطا گنہگار زخا سے بعد از سپہدار جنگی یہ بولا و ہین اگر تم دو صد سال کو شمشیر کردن سر جدا شاہ اسب کا یگا بک ہوا تہ وہ شور سخت	نظر کر کے سوئے خدا ونگار نہیں رگ تفتہ کا بیان کچھ اثر برفت کا اس میں یہ ہوا کہا را میرا سے کہ لے نا بکار کیا فوج کو میری اندیشہ مند گرفتار تہیہ ہو چکوا گیا برا و عری دل کی پھر آرزو معاون ہو کہ میرا رو عطا کیا خیمہ باشوکت و نور شان کہ تدبیر تنخیر حصن متین دہرگز وہ حصن متین فتح ہو دلیہ نہ لون کینہ اہر سب کا کھی اوئے شوخی سے گفتار	ہوا عازم منزل مفتین سراسر تھی باطل تری گفتار وہاں جو لشکر گیا پیشتر تو کہتا تھا ہرگز نہیں قطرہ آب خجل ہو کہنے لگا گر گسار سخن آگے ترے دفع کیا رہائی ہو یعنی مری بندے ہنسنا پھر سپہدار عالیجناب وہاں سے وہ ڈرا بک فرنگ تھا تبار و در تہجک و ایگر گسا وہ بولا کروں فتح اک ان میں زن و دختر و خواہر شاہ چین ہوا پر غضب شکو سالار دہر	ہر اک کام پر سرد پائی زمین یہ سنکر وہ بولا کہ اسے نا مجو تو اک حب زخا را یا نظر جلا و گی سبکو تفت آفتاب کہ ہون تہہ آیزدہ آما دیا کیا نے اسوا سے آشکار غرض فضل و لطف خداوند اوسے بندے دی رہائی شتاب کہ تنخیر کا جسکے آہنگ تھا دیا اوسے پانچ کواہ نامدار میں گھوڑیکو دوڑا کہ سپہان میں کہ وہین گرفتار از روئے کین ہوئی شعلہ خیز آتش ششم و قہر

بیک زخم شمشیر ز سر آید باز بنایا و در زمین و آسمان سے بختا کوئی چارہ دیکھنا نہ تھیں سر کا ادھکار بہت رنج آیا بیان غرض ہر کے مایوس تھے پھر کہ کیفیت دزدان گریبان سدا غلہ پیدا ہو دکان بھیاب گزر مردم غیر کل دکان نہیں یہ سفاک سوار شاہ اسفندیار تور بنا خبر دار شام و بکاہ تو بے وقت لیکر سپہ بے خطر	قلم کی زمین گردن گر گسار نہیں نام تھا دکان گل خوشک نہ پایا و دکان کام تہہ سر کا دریغ کہ محنت گئی راہ گان غنیان طرودل پر آگندہ تھا دہ درویش ہولاکہ ای پہلو رنگین بہت ہمہ وجہ آب دلے یون ہے حکم سپہار چین کیا آپشن سے یون آشکار کہ تیرے سوا ہے یکسر سپا دلیرانہ آنا و رفتلہ پر	گیا شب کو لیسر کئی پہلو سہ فرنگ بالا و ہنار چل یہ ہولاکہ کشتا تھا سر گر گسار میسر ہوئی کچھ نہ رحمت مجھے ہوا ایک رویش و برین چا سپاہ گران ہو درون حصا نہیں ان کوئی غیر مطلق ہے کہ آوے کہیں جو بازار گان کہ جاتا ہو نہیں بے بازار گان نہو آ تو ز نارا اندیشہ مند ز دوشکست دکان آگاہ چید	سوقلمہ اسفندیار جوان ہوا دیکھ حیران جوان دلی کہ یہ ڈرہ تخیل ہوز ہنار ہوئی حاصل آفرین ہست مجھے یہ کہنے لگا اوس اسفندیار نہ در آیا آن خجہ سر گسار میا ہے اس زمین لہر کیا تو آنے دوا و سکون کیا بیان دردن در زمین ای پہلو دلے جبکہ ہو زمین آتش بلند جہان سے تیر کو کجاست چید
---	--	---	---

رفتن اسفندیار لباس اگران در زمین شستن ارجا و کم پش او فتح یستن

میا و دین کر کے کیصد شتر وہ ہشتا داشت کہ باقی رہے ہو ساربان صدیل کینہ جو سنا شاہ ارجا سپہ نگان جو پہنچا در قلعہ پر کاروان یہ ارجا چو جاکے بھیجا پیام یہ ہی خواہش بندہ خاکسار شیاع گران پیش کی و دین یہ پوچھا کہ اسے مرد بازار گان یل گر گسار ان خبر دوا کہ ایران سے عازم ہو این مہر کہ آو مرہ ہفتخان اسے ادھر وہ جہاد حضرت ہو ابدان غرض نیلے بازار دین اک مکان دلاور کی دو خواہر مرش	کیا جابہ کار دکان زرب سوہاک پہ صندوق و دو نہر و آریان پر خاش جو کہ آیا ایران اک کاروان نہ ہرگز فراحم ہو پاسبان کہ اس شاہ نام آور دزدان کہ آوے حضور شہ نامدار ہو اخرم و شاہ سالار چین تو ایران کی ہے خبر کرین سلامت ہو یا قتل و سکون کیا نہیں ہر دہانگی مجھے کچھ خبر ہنسا شاہ ترکان پیشکھر کیا شہ نے ہنگام حضرت یل لگائی دکان پر شیاع گران شہ چین مطیع میں چین آملش	وہ اشتہ و سیا و می سی صد و شصت گردان جنگاں غرض اسطرح سے کس حصا کہا جابجا ہر گندہ ان کو گیا پھر وہ سو دنا گرا جہنم رہ و دوسرے باشیاع گران دیا شاہ فر حکم آوے یہاں کہ نام کیا اسے باسخ دیا کہ میں صحت میں ہیں لیل و نوا دیا و سنے باسخ کدای بوشا ولیکن یہ ہتھارہ میں اشتہا کہا یون کہ کیا تاب اسفندیار کہ بیان آئیو چاہے جہوت تو لگے آئے ہر جنس کے شہری سنی ہر جہاں کہ دونوں دکان	وہ اشتہ سر ازل و مایا قوت و کے مرد جنگی نے او زمین دکان گیا مرد و زمین تن اسفندیار کہ ز نارا اس سے فراحم ہو خوشی سے درون حصا لیل سافت کو طر کے آیا ہاں گیا پیش ارجا بازار گان کہ جابا ہے نام میرا شہا جہاندار کشتا سپہ اسفندیار ہوئی منقضی مدت پنج ماہ کہ یہ غزم رکھتا ہی اسفندیار رہ ہفتخان اسے کہے جو گذار فراحم ہو و گیا دکان کبھو ہوا گرم بازار سوداگری کہ آوے ایران بازار گان
--	--	---	--



<p>تجھے کہ ہے معلوم کر لشکار وہ پجاریاں روتی پھر گئیں گئیں پھر وہ سیمین روم غدار طلب کر کے خلوت میں آئے کسا گئیں پھر وہ درمخ شاہ چین قبول دیکھ کر کی تھی مژدہ کنار یہ کشتی مقصد ملی کہ مغل میں آدینے ہم میگاہ یہ لطف شہی سحر ہوا امیدوار</p>	<p>کہ احوال کشا سہا سفندیا یہ بکر ہوا تندرہ شملگین ہنگام شب پیش سفندیا جوان بکھی پجاریاں دلو لیا وہ پجاریاں شاد و خرم ہو تباجی میں آیا تھا میراجاز عنایت سے پھر ایزد پاک کی یہ سکر لگا کہنے ارچا پشاہ نہایت ہرنگل و شہ نہا</p>	<p>یہ جاد سے آکر پیاں پتون نہیں تاقب مال شاہ دیاں لیا اوسکو پچان آواز سے کرین کچھ عیان از خلوت ہو کسی خونہ یہ راز کچھ عیان لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ کہ روشن تریب میں زور و غرض شہ ہر مجلس میں نفی فرا کہ مسکن گزین ہو جو جان ہر گنا</p>	<p>سوکا روانہ شایان ہون وہ ہوا کہ ہون مردانہ رگان سے دوہن تاقب ہون راک لگین اوس کہنے کہ جو نامور مختاری رہائی کو میں کیا بیان گیا ایک دن وہ جوان پیش شاہ کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر یہ چیمین سے ابنا ہر شے ادا کہا شہ سے جاد نے بعد ادا</p>
--	--	--	--

بلندی پر ہونے کی خیرین وہاں پھر سراپردہ کر کے بلند سوار و لقا افزاے نرم طرب شہ چین کی دست ترکان شتاب پیشوین فریڈیکیا تو لیکر سپاہ خروشدہ پھر سو کے مانند شیر وہ مجلس میں تھا بسکہ مست آب کہ لیکر سواران تو پنجہ ہزار سواران چین اور پنجہ ہزار تو لیکر صد و شصت مردان سب کشتہ بختہ ترکان ہو یہ لیکر گئیں بہر دلالہ عذار خروشان ہوا جا کے مانند شیر گئے خنجر آب گون کا قبیغ زبان فقر و خواہر و شاہ چین کیے قتل گردان چین ہزار وہ کرم پیر شاہ اوجا پکا کیا جبکہ کرم درون حصار ولیران توران و گردان چین زبون آخر کار ترکان ہوئے لگا گئے کرم سے اسفندیا وہ مرد توانا و چپت و دلیر کیا تیغ سے پھر سرا و کا جدا حضور اوسکی حاضر حوڑکان ہوئے سنان نواحی توران و دیار نکوئی رہا چین میں اکنام زمان پر ہوا راجا سپ شاہ لکھا ناسخ فتح گشتا سپ کو تو بفضل ہوا و ان اقامت گزین	کردن ایک تریب ان گھن خوشی سے وہ سو اگر اجنب گئے نامداران بھی تھے اوسکو ہوئے مست و محو سپیکر شراب در و زریہ اگر ہو اکنہ خواہ کما میں ہون اسفندیار کو یہ سنکر گیا سو خانہ شتاب کرا بکجا بخواہ سے کارزار لقین جا بجا تھے درون حصا جو اندر در زمین تن اسفندیا جو باقی رہے سو گزیران ہوئے سو منزل گرد اسفندیا اوٹھا خواب بہتہ شاہ دیر بہا زخم باہم کیے بید تیغ گرفتار تھے اوسکو دو چوین یک ایک بان یہ ہوا آشکار پشتون کے تھسا تھے جگہ ہوا گرم جنگ و س اسفندیا ہوئے بسکہ دان کشتہ تیغ کین سرحد وائے گردان ہوئے کھڑا کیا ہوا کرم نامدار ہوئے گرم پکا مانند شیر خوشی سے وہاں حکم پھر دیا تو وہ میر و لطف احسان ہوئے ہوئے اے محکوم اسفندیا نہ توران میں کوئی رہا شہریار رکھیں اپنے مشکوین باغ و چرا ہوا شادہ شاہ فرخندہ خو تصرف میں لا لاکہ ماجد چین	کردن وشن قش بفرط خوشی ہو محض اس کے عیش و نشاط طعام لطیف و می در و دھما ہوئی روشن آتش و بان ابرا وہاں جسکو پایا اوسے بید تیغ ہوا شاہ ارچا کو آشکار سیدار کرم کہ فرزند حق سپاہ گران لیکے کرم گیا سپہ پیش ارچا پو کتر ری کیا وقت شب کے یون کجا گئیں دہن میں جوش و انہ دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما لگے کرنے باہم دہن کا زما ہو کشتہ ارچا پو انجلم کار پھر ادا پھر وہ دلاور جوان کہ بدبو آہ ہوئے پر خاش جو سنی جت آواز جیران ہوا پشتون بھی دنبال کرم گیا در و ز ہوا غرق خون سرسبز ولیکن زہار کرم ہوا کے ساتھ ہوا کے گرم ہوا پکڑ کر کرم کرم دہن کہ جو کوئی حاضر ہو یاں انکر بہت دن رہا قلعے میں ناسو ہوا دان جو کوئی نہ فرمان نیک سپہ کو لطف جود و عطا وئے دختر و خواہر و شاہ چین یہ اسفندیار جوان کو لکھا سپہ اپنے بھکر لکھا بہ حوا	شہ چین نے پرواگی را و سکوئی وہ صبح شد از سر اسما سباط مسا تھا سامان عشرت تمام کہ فرنگ کا حکما بہو نچا دھان کیا کھینچ قتل بر بندہ تیغ کہ آیا در و زریہ اسفندیا اوسے شاہ ارچا پو کما ہوا جاپوشوین سو جنگ زما ہوئی جت لاور کو یہ آگہی دلیرانہ چین سی ہوا زرم خواہ دیا اوسکو مشکوئی شہ کا نشان سو خواجگا ہ شہ چین گیا سپہ دار ارچا پو اسفندیا مظفر ہوا گرد اسفندیا بسوے در قلعہ آیا دوان کیا کشتہ شاہ ارچا پو کو دہن جانب ڈرشتا بان ہوا کرم بازار پر خاش کا پڑی نقش پر نقش بدھار و دھر دلیرانہ میدان میں قائم ہوا یہ سنکر مقابل ہو آشیر و د دلاور نے چکار بونے زمین کردن اوسے لطف و کرم شیر مسخر ہوا ملک چین سرسبز تو مہل اوسکو گیا یا اسیر دلاور نے گنج خزاوان دیا ہر اک پور کے کی حوا کے دین کہ لے نامدار خبر و آژما کہ اسے تا جہاد فرمایا جہا
---	---	--	--

میں نے کہا ملک توران و چین وگر بارہ جب نامہ پہلوان رہ ہفتخوان سے پھر اسفندیار تو میں وہیں پایا تھا دم کمال نہر گکان ایران کے پیشوا کیا آفرین اور کی نیا دعا اے ہاتھ سے اپنے بھر لیے کیا کشتہ صلیح اس چپ کو کہ گفتارستان پر ہے اعتبار برابر تھا کسی پہ ہفت یا بطاہر موان خوش شہ اجنبہ جو دیکھی ہے میری شہر کہ میں کیا قتل رہا چپ کو اوتھائی بہت دانت و سخت کتابوں سننے کے اور ویند سبا و کرے پھر گرفتار بند کہ محکوم میں تیرے سر مارچ کر گیا تو شاہی کسیرک شاہ کہا انگین وقت مستی سے جو کچھ کام اس چٹنائی کیا بطاہر پہ سجونی پہلوان طلب کر کے چاہا کونچر پاس کہ ہر کسٹھ مرگ ہفت دیا زبردست ہر مرد اسفندیار میں پہلوان ستم نامدار بہت کر کے تعریف اسفندیار یہ کہہ دیوے سران سپاہ کہا میں یہ رستم گرد کو اطاعت ہے پھر اس سر اواب	بیان ہم و اندیشہ سرگزین آئین اسفندیار در ایران ملازمت کردن با پادشاه روانہ ہوا سو سے ایران دیار تلے برون کے دب گیا تھا چپا دہانے جو نزدیک یوان کیا کہ عالم شان بیو صبح و سوا کئی آپ بھی باوشہ نے پینہ تو کہہ مجھے تادل مل شاد و سحر کہ بفضل کردن آشکار جو ان حضور شہ نامدار ولیکن ہوا دل میں نہ نشیند ہوا سخت آزد وہ اسفندیار بفرمان شاہنشاہ نام جو کہ شاہ ہفتے مجھے قاج تخت کہا یوں کہ اے سرور اجنبہ روا کر کے پھر شاہ تجھ پر زند تو ہے صلیح حکم و سالار پیش کہ ہر وار تخت و تاج و کلا کہ ساری خدائی کو معلوم ہے نہ سرگرد کسی پہلوان کیا ہوا و وہیں حروف ہ جہا کہا یوں کہ اے در اختر شاہ یہ سنگ خرومند نے ایک بار کیونین طاقت کا راز کر گیا اوسے کشتہ انجام کا لگا کہنے اوس کے اپنے نامدار کہہ کر کے بولا شہ دین پنا کہ اب چلے میرا مدد گار یہ کتا ہی تخت سے سرور شاہ	میں نے شہ روز شام نگاہ چرخ شاہ نے تب کہا آہمان جوئی تھی جہاں بکشتن و شتاب تو وہ ہر جگہ شہر نامور ہنگلیہ ہو کر لفظ خوشے سے جامے ارزہ انبساط بیان کردہ قصہ ہفتخوان کہاں کیا میں شاہ گردون بنا سرخ زین ہوا جلوہ گر کیا ماحراجک کا سب بیان کہ تھا شاہ کو اوس دست حضور اسکے حاکم بولا جوا کہا کہ لایا میں ونگو بیان تو کہہ خاک انصاف ہے یہ دور کہ جو بگمان شاہ کشور کشا دے فی الحقیقت ہر شگبوشی کہ آئندہ شاہ شتاب پیر او چھٹا ہو کے دلگیر ہفت دیا رکھائے ناموس تیرا نگاہ نہ تو نے کیا اے شہر نیکور یہ گفتار آئی بہت ناگوار تو کہہ مجھے راز فلک آشکار کہا یوں کہ اے شاہ گیتی پناہ سحر کرے ہفت تسلیم کو وہیں ایک ترتیب کی انہیں کہ نہ یہاں ہے تحب کو کلاہ می ہوین دفتران و زنان بھلب نہی اتنی مدت میں میری خبر عطا کر وہ خسرو خدیم سرور
---	--	--

تہمتیں جو قصہ لیل و نہار میں دہلیں گئیں ہر اس بات کا جواہر کیا شاہ فرید از ان وہ ہوا کہ میں پہلے لے بادشاہ عوض اس کے کریم کے کہنے سے آہ کروں قصہ ہفتخوان یا در زن پیر جا دو وہ غول سیاہ وہ سختی سرا وہ باران برون گزر تھا جان سخت میں ان گیا کہ پیمان پھر تے تین زہا حوالے کیا پھر تھے تخت تاج اگر میں کروں فرشتا یہ ہے شہنشاہ نے پھر پاشخ دیا کہ سب حاضر تھے چون بندگان بڑا حیف سخت ہمارے رنگ نصف میں اب نصف ایران پھر شہنشاہ ہوں پھر سوستان شہنشاہ ہوں تو لیکے کج و سب زوارہ فرما کر کو بھی پھوٹ نہیں جا اندیشہ کچھ نہار کیا قتل ارجاسپ کو روٹ کر گیا تو اک دم میں او کو دلاور جوان دیا یہ جواب یہاں کانٹے تربیت کردہ ہے بہت اوسے کار نمایان ہے زبون تر ہے نزدیک زردانی مگر کج اندیشہ کچھ اور ہے نہیں خوش ہوئے پیمان بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا	شاہ گو کے کچھ نہار نہایت تر دو ہے صبح و سہا کہ جا لیکے لشکر سوستان ہوا شاہ ارجاسپ کو کینہ خوا کیا قید محب کو بجال تباہ تو پھر ہوں کو توں سب کیے کشتہ بینہ بفضل الہ وہ طغیانی و جوس و کثرت شہنشاہ کا حکم لایا سجا شان فلک رفعت عالی وقا پرنے ترے از سر اتہاج بزرگی مجھے آج بپتہ ہے کہ گفتار تیری ہے یکجہا یل زل اور رستم پہلوان کہ ہونا مور تو وزیر درنگ سر خلافت کا دعوا کرین کردن جنگ رستم میں بیکان تہمتیں سے ہو جا اب رنجوا بداندیش کے سر کو جلدی کہ فحش جہان میں یل نامدا فر رومین آخر لیا بیدنگ مجھے پھر میں دو گنا تاج و تاج کہ رستم کو گر نہیں ہے تاج ہمارے بزرگوں کا پروردہ زبون نامداران تو ان کے کہ ایسے دلاور کو کیسے ہلاک بھلا یہ بھی شاہ کوئی طور ہے یہ تہ کہ شہ قول کا سو دست انکوئی سے ساتھ اوسے کیا	براہ اطاعت وہ تانہیں میں سے اب یہ کہ ہندیا تہمتیں کو یا کشتہ کر یا سیر شہ چین کو وقت غادی کیا کشتہ اب میں ارجاسپ کو وہ کرگان جنگی و شیریان وہ سیرغ آیا جو بہرستہ کردن گریان میں توجہ بید بہانے کو مت کام فرماشتہ بھلا روم میں تو شاہ ہندشا کیے میں اب کار باے کلا نہا سب عیاور لائق مجھے وہ سخت غم ہے کہ ہر صبح اور اب سرکشی سے کی عتیا ترے لگے اسطرح شام و صبح لگا کہنے یوں گرد آفاق گیر وہ ہوا کہ تیرا جو بہرستہ گرفتار کر رستم و زال کو نر کھہر بگا لان کا نام نہشتا کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام نہیں تاب رستم جو ہم ہر دو قشر زند و ستالی اچھو ملین جو مجھے کرے لگے سید جنگ سنائی کہ رستم یل نامدا نہا پانیاں مجھے روئے سخت مخالف ترا تھا اگر پور زال مجھے بھیجتا سو سوستان یہ کشتا سب ہوا کہ سن پور نہ لا در میان عذر اسی نامدا	مجھے کچھ بھی خاطر میں لائیں کرے رستم کو دست کار زار تو پھر آگے لے مجھے تاج و تاج لیا ملک کی اسے کر کو دست کہ شادان ہوش ہفتہ نامجو وہ کا فر ملازدا کے دن تو کھینچا اوسے بھی تیغ تیز روان شل دیا دل خار رہ لطف سے کہ مجھے کا گیا کیا کشتہ ال گرد اکا خروبا ملا تے تہ خاک و خون دہشت کہ اور رنگ دیہم اب مجھے کہ کاؤں خسرو آگے گم نہیں حکم لائے بجا نہار کرین سرکشی رستم و زال کہ مجھے آج تاج و تاج نہ بدل ہوا سر و تکیخت نصف میں لالک درال کو کہ ہو پھر کوئی کینہ اور دن ملند اس جہان میں ہوا تانہ تو شیر کش گروہ ہر پیر کہ ہو کین نہ نہار پیمان کردن میں زبون سکرو پیمان ریا پان شب روز خد شکار تہمتیں نہ کرنا اگر کار سخت تو مہمان ہوا کیوں تو اسکا دیال میں حق میں ہر بدگالی نہا بلا سے اگر رستم پہلوان تہمتیں اور رنگ افسر سے گر
--	---	---	---

رہ سیستان نے بھوج گران کہ عبرت ہو اور ونگو بھرنیہ یہ مقصد ہی ہے کہ جو چاہے دو یہ کہ جو ان کے چین چین خبر لاکہ اور اسکا ارادہ ہو کہ جو کچھ صلحت ہو وہ مجھے بتا وہ بولا کہ بتر بفرمان شاہ کہ راضی ہو زمین تن اسفندیار کتابوں سے بولا شبہ نامجو رضاء سند ہے کہ چہ وہ نامو کتابوں ہوئی سکے اندون نہ جا او سطرٹ ہرگز لے ہو ولی قصد پیکار اس سے تھا نہیر کیا سچے اس بات کو	گز قمار رستم کو کر جا کے دن نہ کوئی کرے کشتی آتیا رہو نہیں نہ بہار تیرے حضور شبابان ہوا سو خانہ زمین یہ سکر وہ دستور دانا گیا خود شہنشاہ یہ پاسخ دیا سیستان ہو در و اند پکا سجنگ بل رستم نامدا کہ اسفندیار جوان گرد کو ولیکن متلی ذرا تو بھی کر جوان کے کہا جا کے اسے چین ذرا گوش جان توں میرا پ کہ ہے وہ نگو خواہ سہر کا اگر بعد اقرار اسکا رہو	پیادہ کو لاہان کر کے بند وہ بولا کہ لے بادشاہ بیان سبارک یہ اورنگ اسرے لگا کئے جا پاپ سے شہریار ہو جا جو بس سے بیان حال سجا لاسن شاہی سے حکم پر خود شہنشاہ کشتورستان ہوا شادمان شاہ گردون تھا گردون ہو چین خست سیستان کہ رستم کو جب لا کر کے ہر زبردست ہے رستم نامدا کتابوں سے بولا یہ اسفندیار گردون کیا کلاب یوں فرما تو پھر مردی سے نہایت ہو	ٹپڑی ہو گردون مین او سکی کند سہانہ تو کرتا ہے بس بیگان جہان ہو لیں ایک گوشہ مجھے کہ جازو در پیش اسفندیار وہ بولا کہ اے مرد فتح فضل نہر پھر زہار اسے نامدا کیا جا کے جا پاپ نے یہ بیان کیا پھر وہ پیش کتابوں شباب پے جنگ رستم بھوج گران تو بخشنہ نہیں پھر وہ مین تاج و ہر نہر قصد زہم اس کے تونہ ہار کہ رستم سے ڈرنا نہیں نہ ہار کہ ہوں بستم گرد سے کہ نہ خواہ بجالاؤں ناچار حکم حضور
---	---	--	---

رفتن سفند یا طرف سیستان بغرم قید گردن رستم و بیان سوال و جواب

سحر گاہ اسفندیار جوان وہ آشر و ان تھا چو شہنشاہ لگے کہنے مردم ہوئی خال بہ وہ بولا یہ موقع ہے اور چکا گیاتھل سیستان کے جب تو پھر زالی نے با فوادان ہر کیا ہے طلب رستم گرد کو وہ بولا کہ سوئے ہی پہلو ان اوسے پیش کشتا سیلانی کو وہ ہو چکا کہ سے پھر کیا یہ کہ گیا بہرین نامدا خبر سننے آئی کی تیری یہاں اور زرخ سے رستم پہلو ان	ہوا شبہ ہی خست سیستان کیا بیٹھے فلان اور پھر نہ ہار سادا کہ پیش آ کر کچھ چال بہ ولیکن جہاندار کشتورشا روانہ کیا اسے بہرین کج تب اوسے جب کا یا سر اس کے حضور یہ بہرین سے سکر بل نامجو ہے ہم کمر بستہ پیش کیا تکلف سے حاقی ادنی کو کر لگا کئے بہرین تھیں سے تب کہا جا کے یوں پیش اسفندیار مے ساتھ آیا ہے وہ پہلو ان جب کا کہ سر عجز چون بندگان	دیا شاہ نے لشکر گنج وزر نہ دانے اوٹھا اوٹلا درخت مناسب ہی ہو کہ اب ایک با کیسکا کہ لایا سہانہ چون کہ لے آئے یان رستم گرد کو لگا کئے یوں بہرین نامدا کیا پیش رستم کہا سہار تو جاشوق سے پیش اسفندیار کیا جبکہ یہ زال نے بیان توقف کنان ہو تو نامدا کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے کیا پھر سہار اسفندیار جو کچھ شرط حدت تھی لایا	ہوا وہ شبابان لبہد کرد فر کیا قتل او سکوز روی غضب سو خانہ پھر چلے اسے نامدا یہ کہ کروانہ ہوا سپہان کیا جبکہ وان بہرین نام جو کہ آیا ہے روئین تن اسفندیار لگا کئے وہ صلحت اب ہو کیا سجا لاکے رستم وہ انکار کیا ساتھ بہرین وہ پہلو ان گردون باپ اپنے جا کہ خبر مروت مین او خلق مین خود کر جدیدہ سور رستم نامدا پھر غازی کی یہ دغا و ش
--	--	--	---

کہ امی وارث تخت قباچ کیان وہ ہر نیک طالع جو تیرے حضور ہمیشہ جہان میں تو فیروز ہو فروہ آگے گھوڑے سے اسفندیار سزاوارتھمیں و صد آفرین وہ بولا کہ مجھ کو سہرا فرما کر وہ میں رستم گرد کو لے گیا بیل ب تو بھی راضی ہو بہا پ نہ اکدم رکھے شہ گرفتار بند کہ راضی نہیں ہے اگر بت پر سہاں شہنشاہ فرخندہ خو وہ بولا کہ آیا تھایان شہریار اگر میرے فرمان سے پھر جا تو تجھے ہند کر کے نہ لیجاؤں کر سہدا نے پھر دیا یہ جواب تہمتیں یہ بولا کہ رخصت ہوں اب جوان کیا یوں کہ آنا شتاب کہا اچھ سپہدار آفاق گیر لگا کہنے اوس سے اسفندیار یہ اب جھلکت ہے کہ اے نامدار ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند کہا زال فریوں کہ اے نامدار کس کو سپہدار عالی گسر وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر مے ساتھ پیش شہ ارجمند کہ میں کام تیرے بہت آؤنگا جہان میں سہرا فرما کر دوان نہیں مروت کر تا ہوں اب انکسار یہ چاہا زور و غضب بیدریغ	سہرا فرما کر دوان گیتیستان پرستش کنان ہوں فیروز طرح مہر کے عالم افروز ہو سہرا رستم گرد سے ہسکنا جہان میں تو اسکا ہوا در تو رونق خزاں چلے ہو پیکر وہاں کجا رستم سے کہنے لگا کہ دان لیجاؤں تجھ کو پابند نہ ہو پنا دی ہرگز تجھ کو پھر زند تو بس ہو کے رخصت تو جاؤں مے گھر تو صہان فرما چکے ہو بطور درگاہ ستودہ شہار سہرا جنگ زور و کین ہے تو تو کیا قدر یا وں حضور پر کہ پی اور د مجھ کو صہا ب کہوں ال سے جا کے احوال سہاں بھی خاصان در نہ جواب کیا کیوں نہ رستم کو تو نے اسہرا کہ پھر آدیکار رستم نامدار نہ ساتھ اوسکے ہونے ہو نونا گیا سوچ میں سہرا و ارجمند ملک زادہ اپنا ہے اسفندیار شتابان ہوا گرد و زگر قدم رنجہ فرما تو اے نامو روان ہو تو ہو کر اکسیر سدا تیری خدمت بجا آؤنگا گمہار شایان ایران نہیں نہیں در نہ تجھے خطر نہا نخن پہ کیجے رہا زخم تیغ	تیری قدیم زیبا قباے شہی کرے سرکشی تجھے خوش و رخت یہ آئین درسم دادے پیکر لگا کر نے رستم کی پھر یوں شہا قوی اوسکی ہوشیلت لیل و نھا نہ پرا نہ اوسنے کیا زمینار یہ جی حکم کتابت شہا دہر ہو پیکر حضور شہ کا مگار رہا سنے خاموش ہ پیلو یہ لایا زبان پر پیل پلشتن جو کچھ مجھے فرامیے تو لہذا ولیکن میں آیا لعنہ دم در تو میں طرح کھا کے کناں کمال وہ بولا کہ زہنا میں بھی ہیں طلب کے پھر جام مینا وین جو کچھ مصلحت مجھے نال سو خانہ رستم جو رخصت ہوا سہایت زبون رخت پچا کیا لگا کہنے لتوین کہ اے شیر گم سہادا کہ پھر کار و شوار ہو گیا رستم گرد جب اپنے گھر سحر اوسکی خدمت میں پھر چلا اوسے لیگیا لگے اسفندیار کیا اوسنے انکار اور یوں کہا کہا اوسنے اے گرد و فتح شہیم کیے مینے کار نمایان مدام کیا دشمنوں نے جہاں مینے پاک پل پلٹیں سے یہ سنکر سخن ولیکن تحمل کیا اور مہنا	ترے سر پہ شایان کلاہمی شتابی گرفتار غلامی ہوجت ہوا شادمان سہرا و نامو کہا میرا مور گرد زور آزما نہوے اوسے کچھ غم و رنگا وے اپنے لشکر میں اسفندیار کہ رستم کو لے آؤ کر کے اسہرا کر دینیں رہا تجھ کو اعزادار کیا پھر سپہدا نے یہ بیان کہ کیا رہے سہرا و نہیں سجالاؤں فرمان ترا لیجاؤں بھلا کیونکہ مہاں یوں پیکر کر دے تجھے پیکا نیر فلک لگھا اؤنگا اب سپہداران کیے نوش باجمعی سائین گزارش کر دینیں بیان آنکر تو تسوچ اندیشا و سر کیا کہ دشمن کو یوں کجا جانے دیا زبردست ہر وہ سوار دہر نہوے و گرد و در و وار ہو یہ قصہ کہنا زال سے سہرا نہ و سکوہل میں ذرا لایو کیا خوب رستم کا غر و قہا کہ اے پیلو ان تو بھی اپنے بجا تو کچھ مجھے مصروف و کرم کیے پست گردان تو دل کام کیا سہرا کشان جہاں کو ہلاک خوشحکین سہرا و نہیں یہ سنکر تہمتیں سے کہنے لگا
--	---	--	--

<p>یہ منہ لگا گئے اسے نامجو خفا ہو کے رستم سے بولا دین موا دیکھ کر سام او سے نا امید موا ایک سیمخ کا وان گذر کھانا تھا مردار سبج و سا اسے لاجرم پھر پڑا یکسا کہ اب فخر کیا ہے اتنا یہاں تو زہنا راچی نہان پر نہ لا نہیں تجکو زہنا کچھ آگمی زیران ہی تھا سام فرخ حصال کہ میں یونی یکدی تم اور ہم جہانگیر شاہنشاہ نامور تو کہ ملک ایران میں شاہنشی میسر نہ آتی یہ سر باندھی دلیری و گردی میں ہر نہیں نگدے جہان فیل و شیران کیا شاہ مارند ان کو ہلاک کسی کو تھی جنگ کی جسکی تاب مری تیغ بران ہے آفاق گیر موا پر غضب کئے اس بات کو یہ گرد آپ کے لئے آیا یہاں تو کیوں نکل آتش کے ہوتا ہر گم تو حاصل ہوا تجکو یہ غر و جاہ مردم کیا تازہ آئین و دین نہ تھا حصن ما زندر ان استوا کے تھے ساتھ جنگی سوار کہ شے کیے کشتہ تنہا وہاں گریزہ ہوتا تو بس بید رنگ کھا سر پہ لہر آپ کے تاج</p>	<p>کہا پھر سو دست چپ بیٹھ تو موا پھر سپہا چین جو چین سیہ جردہ و چہرہ ہوئے سفید کہ کھا جابین او سک کو چین وہیں پاس بچنے وہ لگی لیا پس ایک بھی سام رکھتا تھا تو پیدا ہوا زال سے بعد از ان کہ حرف پر آگندہ دنا سزا تو سر طعل متعل نادان ابھی کہ ہر شے سام کو گزرا سمجھ کے سپہا را ہم جنم کہ خاک تھا او کا پنجم پر یہ کہتے تھے رکھ سر پٹی وگر نہ پہنچتی تھیں کب شمی تو مانند میرے دلاور نہیں شکستہ کیا مینے وہ نہ تھو ان ملائے وہ دم میں نہ خون خاک سپہا تو ان تھا افسر سیا کیا مینے خاقان چین کو آہر سپہا رخاگ و رکینہ جو ولیکن یہ سو چاکہ ہو یہاں یہ بولا کہ مینے کہ حرف نرم جو کی بندگی تو نہ شام بچا کہ اگر ان تار و دم تو ان چین ہاں ڈور و بین ای نامدار وہ بولا سو ہفت خان وہ سزا وہ دیوان جو خوار خاک لڑا نہ ساتھ اٹکے موتی تجو تاج کہ کچھ سر و عدل گستر ہے جب</p>	<p>پس رام سے بیٹھ کر نوش یہ کہہ گیا بیٹھ ہر سنج و غم کہ ہر نسل سے دیو کو زال زر وہیں چھوڑ آیا بیابان میں تو سیمخ نے بھی کھایا اسے تب آیا وہ پھر جانبستان تو حاصل ہوا تہ سردری زبان پر تندی سی لا لاسخن سزاوار شاہان عالی گھر اور آگاہ ہے خوب تیرا پد زبون شیر زبکی تھا جنگ خداوند کلین و اعزاز و جاہ کیا چاہتے تھے مجھے شہر پا نہ خواہاں ہوا افسر و تخت کا کیا تو بکشتہ ارہاب کو کیا قتل دیو کو وقت تین کہ تھا گرد عالم میں شکا غریب بل کیو گستر اور طوس کو گیا پیش او سکا نہ کچھ ورد نکھو را یگان اپنی جان غریب تھن کو اب کچھ زیر تیغ تو لطف و مروت ہے دور پر تندہ بادشاہان کے شی مینے کی بلکہ پیبری کیا مینے گردن و ناز و کو پست کہاں استفہرتا تھا ہفت خان فقد پریشا و گزرا ابر تھا دلیران جنگی و مردان کار کہ ہر شے قیاس راقم جہا</p>	<p>مشقت بہت تو نے کی بیشتر سورہت بیٹھے مین پو ستم شائینے اسے رستم نامو رکھا زال کو پھر نہ دیوان میں جہا پاک و بد شکل دیکھا اسے وہ مردار کھا کر ہوا جب کلا بزرگوں کی سیر و جکی چاکری یہ سنکر سواتہ وہ سپین نہیں ہی گفتار کے نامو بزرگان تھو دانت سر سہر زیران جنگی تھا ہوشنگ مری مان بھی تھی ہر صراشا دلیران ایران زمین چندا پذیرا نہ زہنا ر مینے کیا دلیری پہ اپنی نہ مغرور ہو کئی شاہ کھینچے تیغ تیر وہ دیو سپہا اور کوان دیو چھوڑ آیا شاہنشاہ کا پوس کو کئی بار دمی مینے او سکوت نکر جنگی جو کچھ ہے تین یہ چاہے تھا او دم کہ ان سید ستم گرد و ار کھے مہمان پر فلک تہر ہر گرجہ تو کیس ہے تو تار ہار و زو شب چاکری کیا ایک عالم کو آتش پست غضب پر ہاتھ مرا ستھو ان مرا ان کوئی نہ کار تھا تھے مانتے تھے اگر وہ نہا کہ جو کیا زہنا راچی</p>
--	---	--	--

دلیران نہ ہرگز رضا مند تھے
 وہیں میں معقول سمجھو کیا
 نعمت نازک تاج لہر سب پر
 یہ مقدمہ ہرگز کسیکام نہیں
 کسی سے سنے میں اتنا نہیں
 سونہارے دشوار کمر اوٹھا
 مری کر کے دھجائی انجام کار
 سپہدار نے سن لیا یہ جواب
 مجھے جھڑپ قوت و زور ہے
 جو دیکھا یہ نیروی اسفندیار
 سپہدار نے یہ کہا لہذا ان
 سپہزادوں و معلوم تیرا مجھے
 کہوں جانشین ہے یہ ہے جھٹلا
 تو میرے زور آور و شیر مرد
 توکل دیکھنا کوشش کارزار
 کروں تخت زر کار پر جلوہ گر
 چلوں پھر تری ساتھ نزدیک شاہ
 سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
 طلبہ کے خوان چیکار لے رکھا
 کہ انجام سے سیر ہو نہ نہیں
 ہے دام حیرت میں مردم ہر
 جو ہر بندہ پر ارضی اسے پہنچند
 صاحب جویر میں آویں ذرا
 چلوں میں ترے ساتھ فرزند یا
 وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
 بھلا کیلے کام ایسا کروں
 یہ سنکر لگا کھینے جنگی سوار
 تری رزم سے کچھ نہیں خود جا
 سمجھ دل میں ای فرخ اسفندیار

نیرنگان یران فرزند تھے
 نہ زہن پر غاش ہونے دیا
 نکر فرائین گشتا سب پر
 کہ میری طرف دیکھے اس کے
 قیامت ہو کر ہو نہیں جینے پر
 ہوا یہ نہ مقدمہ وراک گرد کا
 فرزند کیا شہ نے سیر اوتار
 کہ امیر ستم اتنا نہ کھایا چو
 سکھے تھا کمان شاہ کا و کمان
 تو حیران رہا ستم نامدار
 کہ امیر کو تو آج مہمان پر یا
 بولا اؤں کی ایک دم میں مجھے
 کرو نہیں مجھے سب کچھ پر یا
 دل مجھے ہرگز نہ ہو ہم بند
 کہ اؤں جو میدان میں ہو کر
 رکھو نہیں ترے سر پر دیہیم زر
 دلاؤں مجھے تخت تاج و کلاه
 کہ اتنا گفتار ہی بہلوان
 تو ستم نے اکدم میں خالی کیا
 رکھا لاکے تاس کمان پھر چون
 مرض ہو پھر وہ گرد دلیر
 تو جان پر تری کچھ نہ آدی گرد
 ہم ملے اب تو بھی کہ شورا
 حضور جاندار کیوان لوار
 پذیرا میں کرتا پر اسے نامجو
 کہ اس دیر میں جس نے نامجو
 کہ دیوان تو خوار و مردان کار
 و لیکن یہ اندیشہ ہر زبان
 کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

ہی تھی تن سے خرو کلان
 ہو کر جبکہ ہم پا ورا سے نامدا
 کرے نہ مجھ کو یہ چاہے ہی تو
 ہوا کو دلی سے میں دنیا میں
 ہو تہذیب میں بش کاؤس شاہ
 کہ مجلس میں کوئی کرے مجھ کو
 غرض ساتھ سے نہ کوئی نہ جو
 ہوا بٹنا خوان کاؤس شاہ
 یہ لکھو وہیں کے خندہ کمان
 یہ سنکر کہا ہی بہ ترک ادب
 خوشی ہو کر لاؤں نوش کر
 سو شاہ لیجا کو نہیں کر کے بند
 مری مردی مجھ کو معلوم ہو
 کمان تو دیکھی دلیر دلی جنگ
 تو پس پشت زین اوٹھا
 رکھوں شمشیر گنہ تیرے حضور
 جو میں گردنوں اور تو شہزاد
 کچھ اب کھائے تاکہ جو میں
 ملائے تھے جسم کہ جام شراب
 کہ آتی تھی جبین شہزادین
 لگا کہتے پیسہ ورنہ نامجو
 ورنہ ہوا مادہ کارزار
 پذیرا کرے مہمانی اگر
 ورنہ کروں مسجد کو دنگ
 یہ سنکر لگا شہزادے اور گیا
 نہیں جنگ سے تری مجھ کو خطر
 جو میں نے کیے کشتہ ہنگام
 کہ ہو کشتہ گزرت بیکار تو
 ہوا سال خوار تو کشتا شہزاد

فرخ زور ہوا شاہ جهان
 ہوا شاہ لہر سب تبا شہزاد
 ہی ہے ترے باپ کی آندو
 و لیکن سونہارے ناولید پر
 کلا کو شہ تھا جھکا تا اوج ماہ
 اگرچہ وہاں تھے بہت زور مند
 یہ تندی و تیرائی مگر مجھے تو
 مے زور و سرخ پر کر لگا
 فشر وہ کیا پنجہ بہلوان
 کہ زور آزمائی کروں تھے اب
 شتابان ہو پھر شمشیر لے کر
 یہ ہو سچاؤں جان پر تری کچھ بند
 وہ بولا کہ اسے مرد پیکار جو
 نہ ہو چنے مجھے با در و خنک
 سو زل زور وہیں لائے مجھے
 بجا لائوں خدمت لفظ سرد
 نہ دنیا میں کوئی ہے تاجدار
 کہ اب درویشی گذرے دوپا
 تو دتا تھا ستم یہ اوسدم جو
 پیالے لگا پینے وہ پیل تن
 کہ کہ معلوم ہے ال سے جاکے تو
 دیا اسے پانچ کہ اسے نامدار
 قدم رنجہ فرما دے تو سر پر
 نہ لائوں تری خواب میں کچھ نیک
 نہ پائیدر ستم کو یہ کہ سکا
 کہ ہے باندھ لیا تراسل تر
 تو زہن ماروئے کے برابر نہیں
 تو ہوش شامان مراد زور
 تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

ترا دشمن جان ہے تاجور سنو کار فرما جوانی کو تو وہ بولا کہ دیتا ہوں تو کیا فریب میسر کو برا دیکھو اور باب کو لگا کہنے رستم کدب کہے گیا یہ لکھ سوخا نہ رستم گیا کے زال نے پھر خنایا پند نہیں صبر کی تاب زینبا کیے کیلے قتل دیکھ پڑا جو ہو کشتہ اسفندیار چون تو کہ اپنی خاطر سے اندیشہ دور لگا کہنے مسکروہ مرد کین زبون عسکے گے ہر غفورین یہ عقل سے دوری مرد کو	تجھے کیلے اوسے بھیجا ادھر نکر پہلوانی مرے روبرو نظر میں ہی میرے فرزند شیب تو آئیے میدان میں وکینہ جو نہیں چارہ گرا آئی تیری قضا صنور پدیون گراش کیا لگا کہنے تب رستم ارجبند کروں جنگ ساتھ اسکے اگے مال دیہ زال زرنے اوسے یہ چاہا تو سوزام بد پیش اہل جان کہ جتنا کپڑا لاون تیرے صنور کہ ہرگز زبان پر نہ لایہ سخن جان میں کوئی اور کا ہنسنے	کہ تو کشتہ ہر کوئے بات سے گر نہ اپنی جان پر تو کشت کھروا صنور پدیون بچاؤں باز حکم کہ آگھوچ وکینہ ترحال زار ہو قوت وفاق آگھوچ لفظ کہ ہے برسر کینہ سفند یا کہ نالائق و سخت لکھ مجھے یہ سنکر کیا چشم کو اوسے تر کہ گشتہ ہو تو ہنگام جنگ رکھیں ہر کون جیسے کینہ سدا کروں شکش اوسکے پھر گز وہ اسفندیار جان پہلوان تو کشتا ہی میدان میں جٹ پھیر	تجھے کیلے اوسے بھیجا ادھر نکر پہلوانی مرے روبرو نظر میں ہی میرے فرزند شیب تو آئیے میدان میں وکینہ جو نہیں چارہ گرا آئی تیری قضا صنور پدیون گراش کیا لگا کہنے تب رستم ارجبند کروں جنگ ساتھ اسکے اگے مال دیہ زال زرنے اوسے یہ چاہا تو سوزام بد پیش اہل جان کہ جتنا کپڑا لاون تیرے صنور کہ ہرگز زبان پر نہ لایہ سخن جان میں کوئی اور کا ہنسنے	تجھے کیلے اوسے بھیجا ادھر نکر پہلوانی مرے روبرو نظر میں ہی میرے فرزند شیب تو آئیے میدان میں وکینہ جو نہیں چارہ گرا آئی تیری قضا صنور پدیون گراش کیا لگا کہنے تب رستم ارجبند کروں جنگ ساتھ اسکے اگے مال دیہ زال زرنے اوسے یہ چاہا تو سوزام بد پیش اہل جان کہ جتنا کپڑا لاون تیرے صنور کہ ہرگز زبان پر نہ لایہ سخن جان میں کوئی اور کا ہنسنے	تجھے کیلے اوسے بھیجا ادھر نکر پہلوانی مرے روبرو نظر میں ہی میرے فرزند شیب تو آئیے میدان میں وکینہ جو نہیں چارہ گرا آئی تیری قضا صنور پدیون گراش کیا لگا کہنے تب رستم ارجبند کروں جنگ ساتھ اسکے اگے مال دیہ زال زرنے اوسے یہ چاہا تو سوزام بد پیش اہل جان کہ جتنا کپڑا لاون تیرے صنور کہ ہرگز زبان پر نہ لایہ سخن جان میں کوئی اور کا ہنسنے
گیا صدم رستم پہلوان زوارہ کو سالار شکر کیا شتابان ہوا جبکہ وہ یلپتن زوارہ سے بول لایل نامور یہ استوینے جانا اوسے دیکھ کر سوشہ لعل گونہ لطف عطا کہا اوسے شجک ہے غم تنہا ہوا سنکے پر درد دل مرد کا مے ساتھ گرجک جو غم جنگ مجھے بھی جواب زماں شیریں دلے دیکھنا جبکہ ہر وقت تنگ دلیرانہ شبنگ پر ہو سوار بہت بہن سواران ایران کہ جو ہر ہو ہر ایک کا آشکار مرد کو نہ اوسے کوئی زینبا	پے جنگ اسفندیار جان زوارہ سے یونان لڑنے لگا لکات دھارنے مرد کین کہ تو ساتھ لشکر کے زور کہ آتا ہے بہر صلح نامور تو لیجا تمہیں کو بے بند پا مادل تنہا سے ہر زریز دلے کچھ نہ نہا رہا رخ دیا تو ہو کر سوار اب تو ابید رنگ کہ جاؤ نہیں تنہا برے نزد کرو نہیں اشارہ تو پھر شبنگ گیا جانب رستم اسفندیار دلے چاہتا ہو نہیں یونان یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار ہوا عہد و پیمان ہم آوا	تمہیں خدیم کہ پنی زرہ کہ بروقت تو باوری کیجیو کہ یارب تو اسکا مددگار ہے یہ لکھ اکیلا وہ جنگی سوار لگا کہنے یونان پیش اسفندیار وہ بولا کہ لا جوشن ایو یکد دو مرد دلا اور جو ہون زنجو تمہیں فر پھر اوس جوانمرد کو یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار تو استاد ہو دو لیکر سپاہ مرد میری تم کیجیو آن کر تمہیں نے اوسے کیا یہ بیان کہ ایرانی اور سیستانی ہم کہ چون کشتہ کیوں لشکر بدو ہوے گرم کین ہر دو شیریں	تمہیں خدیم کہ پنی زرہ کہ بروقت تو باوری کیجیو کہ یارب تو اسکا مددگار ہے یہ لکھ اکیلا وہ جنگی سوار لگا کہنے یونان پیش اسفندیار وہ بولا کہ لا جوشن ایو یکد دو مرد دلا اور جو ہون زنجو تمہیں فر پھر اوس جوانمرد کو یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار تو استاد ہو دو لیکر سپاہ مرد میری تم کیجیو آن کر تمہیں نے اوسے کیا یہ بیان کہ ایرانی اور سیستانی ہم کہ چون کشتہ کیوں لشکر بدو ہوے گرم کین ہر دو شیریں	تمہیں خدیم کہ پنی زرہ کہ بروقت تو باوری کیجیو کہ یارب تو اسکا مددگار ہے یہ لکھ اکیلا وہ جنگی سوار لگا کہنے یونان پیش اسفندیار وہ بولا کہ لا جوشن ایو یکد دو مرد دلا اور جو ہون زنجو تمہیں فر پھر اوس جوانمرد کو یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار تو استاد ہو دو لیکر سپاہ مرد میری تم کیجیو آن کر تمہیں نے اوسے کیا یہ بیان کہ ایرانی اور سیستانی ہم کہ چون کشتہ کیوں لشکر بدو ہوے گرم کین ہر دو شیریں	تمہیں خدیم کہ پنی زرہ کہ بروقت تو باوری کیجیو کہ یارب تو اسکا مددگار ہے یہ لکھ اکیلا وہ جنگی سوار لگا کہنے یونان پیش اسفندیار وہ بولا کہ لا جوشن ایو یکد دو مرد دلا اور جو ہون زنجو تمہیں فر پھر اوس جوانمرد کو یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار تو استاد ہو دو لیکر سپاہ مرد میری تم کیجیو آن کر تمہیں نے اوسے کیا یہ بیان کہ ایرانی اور سیستانی ہم کہ چون کشتہ کیوں لشکر بدو ہوے گرم کین ہر دو شیریں



شکستہ ہوئی نیز سے بھر بیدار
 لیا پھر دلیران نے گزراں
 پکار کر دواں کمر بعد از ان
 پر اکندہ دل شیر مردان ہو
 جدا ہو کے دونوں پھر دم لیا
 کسو دلیران ایران گیس
 یہ شکر دہن پور پشیدار
 کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
 دلیرانہ اوس سے ہوا اگر جنگ
 نہ ایوان ہرگز بجمنا مجھے

لکے کرنے باجم رہا زخم تیغ
 ہوسے ز مجو شلی گل دمان
 لگے زور کرنے وہ جنگی دران
 زبون سخت اسپان و گردن
 نہ کچھ زور و ان پیش سر گویا
 وہاں جا کے کتے نگا نامرا
 جو اندر و نوستا در نامار
 وہ مجھے کرے آنک کا زار
 دے خاک و خون میں مابدیگ
 کروں غرق خون ایکدم میں

شکستہ ہوئیں تیغ بھی مسیر
 گریز گز بھی ماتھے سے لیکار
 کیا زور گریز کہین سے
 زورہ پارہ اور چاک بستوان
 زوارہ کو تھا جنگ میں کچھ
 کہ اے نامدار و اگر مرد ہو
 پے کینہ خواہی شتابان
 و میں گردایو ام زور آما
 زوارہ پھرتے تین ایما دون
 پھر لگ کر زار اچھا لاسے سر

نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر
 سے کام سے دست دامن کا
 ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
 ہو جو سست گردان جنگ دران
 خروشان ہوا شل غنہ ابر
 تو ہونے نابل سے پیکار جو
 طے شیر ز کے خروشان ہوا
 کہت اگر دھتارستم گرد کا
 لگا کتے بیدار تین کر کھان
 ہو کشتہ نو تار در نا مو

جوانمرد مہر پوش پہلوان فرامرز اس کے مقابل ہوا دوہین پیش اسفندیار جوان دو فرزند تیرے ہوئے کشتہ اب نیز دیک نام آوران تین کہ سو گند جان و سر شہریار کیا جنو اب جنگ میں ارتکاب انھیں شوق سے قتل کرتو پہلوان یہ کھڑ ہوئے پھر وہ مشغول جنگ وئے تیر اسفندیار جوان لگے زخم کاری جو اوٹل تیشی زوارہ ہوا دیکھ کر درمند مہو سے بلند ہی گیا نامدار جہان میں تیر زور کا تھا نہ ہو تو زور بازو گیا اب کمان پہلوان ہوا آپ مانند شیر یہ چاہے تھا اسفندیار جوان کہ رکھتا ہوں پھر غم بیکار کہ احوال معلوم ہو سب ترا وہ بولا کہ چار گزین سے خون غرض رزمگاہ سے وہ چلائے را کیا اوتکے تابوت کو بھیروان ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا سرت اسکی ہر آئینہ گستا ولیکن نہ کوئی ہوا اکاگر یقین ہے کہ جابر نہ وہ تیش گیا جبکہ اب انہیں نزدیک ال کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم کیا بابتہ زخم کو مرہم لگا	دگر پور اسفندیار جوان فرامرز نے قتل اسکو کیا کیا جاگے بہن نے کیسویان سپہدار سنگر ہوا پر غضب سزاوار نفرین ہی جان نہیں ہے مجھے آگئی زینہار کرونی سکوت قتل اور فیض خراب کہ تیرے گھٹکار میں بیگیان دلیرانہ لیکر کسان و خنک کہ آئے پیالے جو پہلوان اسوار دلا ورت آیا اوتر گیا دوہین پیش بل ارجمند لگا کہنے تب ہنسنے اسفندیار تیری تیغ بران کا ہر تھادیو کہان آرتاب وہ گرد گردان گیا ہر جنگ آدمائی دلیر زوارہ ہووے ستیہ و کان نہیں تجھے کچھ دست بردار سراپا ہے زخمی بدن اب ترا ولیکن نہن تن ہو کچھ زبون ہویشام کو سکو خانہ روان سوشاہ گشتاسب کی نشان خدا جان کل پیش کیا آئیگا مجھے اسکی اندیشہ ہر جنگ سے کسی سے نہ عاجز ہونا سو مبادار ہے زندہ گر غنیمت اور اسے تھمتن کا دیکھا یہ جا ہمارے نصیب نہن تھا غم تھمتن نے پھر زال سے یون	دوان کر کے شہر کو بیدار نکشتہ ہوئے صرف و نامدار کہ لشکر نے زابل کو چھوڑا تھمتن سے بولا کہ ایہ نشان ہو اس کے عکین و شرمندہ سخت پے جنگ میں نہن کچھ برادر کو اور پور کو باز دھک وہ بولا بفرمان زردان پاک خانک بل رستم نامدار ہوا اس کے مجروح و شرمندہ ہوا خوش چھوٹا خانہ رون یہ دیکھا کہ دین خستہ ہی پہلوان کہ افسوس ایہ گرد جنگ آوا کہان تیری تیغ زہر آوار زوارہ نے کھڑ ہوئے پیہ ختام کا کہا یون کہ ایہ گرد اسفندیار کہ اتنے میں رستم نے اسکی کما مجھے کیا نصیر کیا تو نے آ اگر اب بھی راضی ہو تو بیدار ہوا روز آخرا بے نامور ہوا غصے بیون کے اسفندیار لکھا یون کہ انحرس و پاکدین پشتون سے کہنے لگا بعد از بہت زخم شمشیر و گرد گردان کیا تیر سے اسکو آخرو زبون اور تھا تو دین اسفندیار کہ مجروح خستہ ہی ستر تاجا برادر پدرا د و پور وزن کہ روین تن اسفندیار	نشابان ہوا اس کے میدان جنگ ہوئے قتل ایرانیان بے شمار کیا گے ایرانیان کو ہلاک نہن ہی یہ آئین گرد نشان لگا کہنے پھر رستم نیکست نہن بہر چاش میری رضا حوالہ کردن تیرے نامور کر دھکا عوض اونکے تھکوا پاک منو تا تھا کچھ کارگر زینہار تن خوش و جسم دلا ورسوار پہلوان رہا رستم پہلوان ہوئے تھمتن کے خون ہر جوان زبون کے مہلوان تو بول گیا کہان ہے ترا تیر سپہلو گزار کیا رستم نامور کو سوار تو سار کھڑا ہو غم کمان زوارہ سے موت ہو خبر دآوا تھمتن سے بولا کہ پیدار تیش تو بہتر ہے اے رستم نامور کردن جنگ پھر تجھے وقت سحر سنایت پریشان دل و بقیار توے حکم سے مجھ کو چارہ نہن کہ آدم نہن رستم پہلوان رہا تھے او سپر کے ایچوان ہوا جوشن کالبد غرق خون اور دھر پہلوان رستم نامدار حراحت پہ اس کے تاسف کیا لگے رونے سب مردم انجمن مقابل نہن جسکے عفریت و شرم
---	--	---	---

قوی بازو و سخت چوڑی ہونے مرا تیر سندان سے کرتا گذر اگر زور کرتا مین کسار پر نہ وہ جنگ جو پشت زین ہوا سہوئی جنگ موقوف ہنگام کہ پھر ہاتھ آئے نہ میرا نشان تو پھر آگے ایوان مین اسفندیار جو ہوتا میان آج وہ شیر مرد باؤن مین ناچار سیرخ کو تو پر کوئے تو جھانا ضرور توسیرخ حاضر ہوا آن کر ستمگار کبخت اسفندیار ہوئے گرم پیکار انجام کار یہ سیرخ بولا کہ ہے کیا خطر پیا خون کو اور ملے اپنے پر لگا کہنے سیرخ سے نامجو وہ بولا کہ ہے وہ یل چنبد سو بھفت خوان یہ جوان جب تو گراوس جوان ہے دور تر کہین دور جاوے تو اسفندیار وہ بولا کہ اے رستم نامدار غرض نخل گزاک نیتا نہیں تھا بنا اسکا تھاک دوشا خاندانگ کرے جو کوئی کشتہ اوس مرد وے کو کر نیے اوس کے ضرر وہان پیشے جس حکم دیا وہ سیرخ رخصت ہوا بعد از لگائے دو پیکان زہر آبدار کہ میدان مین آیا سوار دلیر	تو نمند مانند نخل لمب نہ سرگز ہوا اوس پہ کچھ رگر تو رکندہ کرتا اسے ای پیر کہوں کیا کلاس قسار دکا وگر نہ مرا کام کرتا ممت کہے جتنو گر چہ جنگی جوان کرے ہنگو کیس گر قمار و خواہ تو بدخواہ کو ساتھ کرتا بند تے سٹا اوس سہون چارہ جو کہ فی الفور ہو چو نچا تیر و خواہ گزارش کیا یوں کہ تو مال سہو آگے پر خاش کا خون نگار بہم رستم گرد و اسفندیار کردن چارہ اسکا مین تیر ہوئے زخم آچھے وہین سب کہ اے شاہ مرغان مددگار توانا و گرد نکش و زور بند مراجعت ان اکاب سیرخ تھا تو بہتر ہے اے رستم نامدار کر گیا ہمین باندھ کر سخت خواہ کے ساتھ چل خوش رہو ہوا ستھن سے سیرخ زبون کہا سحر جاکے میدان مین ہو کر جنگ وہ پنج دہلا سے رہا پھر ہو نہ پونچے ذرا شو قے کو کر یہ سکر ہوا خوش وہ زور آوا گیا سیستان سو آشیان ہوا فتح و نصرت کا اسید و یل نامور رستم شیر سیہ	مری تیغ بران تھی غار شکار نہ مغلوب آیا بد اندیش کا پکڑ کر کمر بند اسفندیار کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار بس تاب پیکار محکوم نہیں کہا زال نہ رہے سکر سخن کردن کیا کہ ہے اندون غور نہین سقد فرست ایوان کیا اوخو وعدہ یہ مجھے کہان بلندی پہ کر آتش افروختہ مجھے کیلے اب کیا تو فریاد نیاز اوس سے نہ کیا بیشتر ہوا رستم و خوش و خوش طلب رخ و رستم کو کر و ہوا ہوا رستم و خوش پھر نہ رست یقین ہے اگر تو مر آہو و یار مجھے اور تجھے سے یہ قدر کیا مقابل جو ساتھ اوس کے اگر ہوا یہ سکر ہوا زال گر یہ کنان بتا کوئی تدبیر بہر خدا گذر کے دریا سے پہنچ و غم کہ اک شاخ لیجا تو اب فوج کر پھر اوس تیر کو اسی مل نایا نہین خوب ہے قتل اسفندیار یہ خاصیت آتش کی ہو کہ پھر آو وہ دونوں مین خیزاں جوانہ رستم نے پھر سید جنگ نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب ہوا فرہ زن مثل میل دہان	سان تو تھی تھی دل کوہ چٹ کچھ در بازو گیا پیش کا کیا زور ہر چند پر زینہار کیمین نے دیکھا نہیں زینہار نخل جاؤن ناچار سیرخ کیمین کہ گر تو نخلجا میرے پلین یل نامور بر زور سے مل و کہ اوس پہلوان کو گردن کاٹ جو پیش آئے شکل کوئی ناگنا جو سیرخ کا پر کیا سختہ وہ بولا کہ اے سیرخ خنہاد نہ آیا سر حرم وہ کینہ در بلا وقت پیری پہ آئی پیش جو دیکھا تو ہی خون جگر دیا توانا و زور و درو چاق و پست تو ہو کر زبون گرد اسفندیار کہ سہو تھے لیسے ستیرہ کنان توسیرخ ہرگز نہ جان رہو کہا یوں کہ گر رستم پہلوان تو دام غم و رنج سے کر رہا گئے اک بیستان مین دونوں ہم اسے بہت کر کھلے تو لگ پر رہا کہ جو چشم اسفندیار خرابی جو قاتل کی انجام کار تساؤنا و ک فلن کی جان ہوا زال سرور شادان کمال مرتب کیا اک دوشا خاندانگ حریف جفاکیش تھا گرم خواہ کہ امیر و ہفت یار جوان
--	--	--	--

<p> فرخا خواب نوشین سے بیدار ہو سے زمین بکنا و تپ بیکان ندادی کہ احوال اسکا ہر کیا بسوی تھن پیش تن گیس سوا اسکے اک زخم کاری تھا دلیری سے اسکی مجھے ہر خطر خفا ہر پیش تن پیغند یار سنیں زخم کا اب اثر زینا تجھے آج خستہ کر دے اس قدر مجھے جسم پر اے بل نامور کہ مت در مجھ سے صلح آ مٹم سے نہ پھر عذر ہرگز کروں وہ بولا کہ اب آشتی دوسرے مجھے قید کر لیے اب در گرد تجھے پیشکش ہوں نہ رو نیاز خدا کو بھی فداں سے حکم شاہ وہ بولا کہ اگر دافاق گیر تو ہو گرم پیکار سے پہلوان تھن ذرا دوسم یہ بانگی دعا پذیرا ہو کر تا نہیں زینا عقوبت نہ کھجھ تو مجھ پر روا رکھا سحر کو زین پر گاون ولیکن نہ ہرگز گرا اے جون یہ دیکھا تو نسوین و مہین کیا چارہ چشم اسفندیار نہ تنہا ہوا زال زرشاد کام کہ دنیا میں خونریز اسفندیار جہاں آن فرین ہر زمان یار ہو ہر روز گر پیش اسفندیار </p>	<p> کہ کیا پھراب رستم جنگ کہ جانبر نہو و بکا یہ پہلوان مگر ادسنے زخم کو کوسہ کیا تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہو کیا پیش تن ذرا کہ جو ان سے کہا مناسب ہے اب یوں کہ اسی ناہو گیا دو مین میدان میں ہو کر تراباب شاید کہ ہے سحر کار کہ ہو نوہ گزراں زر دیکھ کر نہ ہرگز کہے تیر تیرا اثر تو بخش از سر لطف میری خطا تری ساتھ پیش شمشیر چلن اگر زندگی تجھ کو منظور ہے عوض سکے مجھے تو گنج زر تو کر جم لے سرور سرفراز زیادہ ترای رستم کینہ خواہ نہ می جان بامید تاج و سیر یہ کہ کر دین لیکے تیر و کان کہ کرتا ہو مین عاجری یا خدا کیا چاہتا مجھے سخت خرا نہ کہ مجھے نہایت گناہ خطا روان اسکی آنکھوں تھی بچون ہوا مین نہ زہار نا کہ کتان ہوئے سخت غمناک داندوین ہوا کچھ نہیں فائدہ زینا مجھے خرم و شاد و مردم تمام نہ زندہ رہے دیر تک زینا شب روز تیرا مدد گار ہو کیا زال اور رستم نامدار </p>	<p> اوٹھا سکے آدرا سفند یار کہوں کیا مین کاری ز رستم وہی رخس ہر یا خوش گو رکھوں ہو مین ہ دارو جان کہ دیر دور چاق ہے پہلوان تو پر خاش کو لے کر اپنی دو تھن سے بولا کہ لے پہلوان کیا اونو جا دو پھر مندرست وہ بولا کہ چیم کھہ یہ ہوس کر دنگا تجھے کشتہ انجام کا مرے گھر ذرا چلے مہمان ہو کر لطف قاتل یا مجھ کو بند تو پابند ہو کر مرے پاس آ دوسرے ہاتھ گوسہ رنگار کہا اوسے یہ وہ گوشت نہ کر تجھے لچا ہوں دیا پابند حکم ہوا پر غضب سرور کینہ جو کیا سو رستم روان ایت زر و گوہر و تاج گنج و کینر تو یا و سو میر کہ ہون بیک یہ کیا کیا تیر گز کو روان پکارا تھن کہ ہنگام جنگ تو اک تیر کھا کر مواد و نہ کیا اپنی آنکھوں کو غمے پر آب تھن گیا پھر حضور پر پر دے زال بولا کہ لے نامور تری جان کا ہر خطر مجھے وہ بولا کہ میری نہیں کچھ خطا مجھے دونوں جا کر و بان خواہ </p>	<p> پیش تن سے بولا کہ لے نامدار تعجب کہ ہو ہو شمشیر و لیسر شتابی سواب جلد لا خیر سر کہ ہر زخم کی بل مین ہو چارہ ز ہوا تھا تو کل خستہ اسی نا توان تھن کے ساتھ آشتی ہر ضرور ہوا تھا تو کل خستہ اسی نا توان کہ آیا تو میدان میں پھر چاق و دست اوٹھا یہ خیال اپنے دل سے تو بس گزراش یہ کرتا ہو مین بار بار کہ ایوان مرا شکستان جو چاہے کرے خسروا جیند تھن ذرا دوسکو یہ پاسخ دیا کینر ان سے طلعت و گلندار مین چاہے مجھ کو یہ گنج و زر کہ تجھے مجھے سخت دوا ضرور کہا یوں نہ کر اور کچھ گفتگو بطر پسند نہ دے و پسندیر خوشی سے مین قیام ہون ہر ایک چیز مخالف کی آنکھیں پیش کشنگ سو چشم اسفندیار جوان شخصیت کھاؤ تھے مینے تنگ رکھا مین پر سے تو ذرا ہی جیند اسے لیا کے سو ہو نیمہ شتاب یہ دی زال زر کو فوٹلیف یہ آخر شناسون نے دی تیرے رکھے رنج سے دورا زید تجھے کیا جو کچھ اوس کینہ جو نہ کیا وہ بولا مین کچھ تھا گناہ </p>
---	--	---	---

لکھا تھا یہی ملک تقدیر کا سکھا پہلوانی کے سارے ہنر رکھوان اسکے تارک پانچ کلاہ روانہ ہو تو سو گشتا سب ہوئی باری اب تیری حاصل مراد مری مان سے کیونکہ کہ پوچھو کہا پھر وہیں کھینچ کر سر دم لگے رونے تلوین وہیں وہاں اودھ آئے بہن کو داغ کھر کیا باپ کو اسکے تو فی ملاں مناسب نہ تھی تربیت آگیا جو ستون حضور شہ نامدار نہ رستم نہ سیم غ نے زالی در خجالت سے تھا بادشہ سرفرو لکھا نامہ رستم فرخیشہ کو بہت اوسکو دیتا تھا یقین نہیں چارہ تقدیر سوزیناں جو کچھ حکم ہو محکوم لاؤں بجا کہ یہ ماجر اگر بفضل بیان اوسے ہندی میو بھی چند بار اجل فر اوسے سخت حاصل کیا بیان آئیو جب کروں طلب ہوا دیکھ کر شاہ فرمان دا	تھے کیونکہ لوح جمین کا لکھا بتا رستم دولت اوسے سربہر کردن اوسے بعد گشتا سب یہ کہہ کے اپنے خسرو دین پناہ تو کہ سلطنت شوق شاہ کہی دے اپنے غم و رنج دو کہ گشتا سب محکوم ہو گیا رستم ہوئے رستم و زال گرم فغان پل نور رستم و زال زور دل اسکا نہ ہو گیا کہ نہ پناہ کہ بدخواہ اپنا ہے یہ بیکان گیا لیکے تابوت ہندیار کشندہ ہی تو پور کا اسکے پر کہ نفرین بھی سیرت کشا کہ ہوں بیخدا ایشہ نامجو یہ کہتا تھا ہر دم کہ اے نامو ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کا کہ ہوں بندہ شاہ کشور کشا وہ بولا کہ اے بادشاہ جان اثر کچھ نہ ہو گز سہا زینہاں یہ کہتا تھا کہ نامہ لکھا روان کرو تو بہن کو نفع اب ولیعہ بہن کو شہ کے کیا	مرا پور ہے بہن نوجوان تہمت نے دوہن پذیر کیا یہ ستون بولا پھر سفند یار مجھے تو نے بھیجا قتل یا ولیکن برادر خراب کیا نہیں فائدہ گر یہ سے زینہا کیا طار جان نے پروا کھر اودھ لیکے تابوت اسفندیار زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار برادر بھی اسکے ہو قتل مرد زوارہ کو رستم نے پانچ دیا ہوا شاہ گشتا سب نا کہ کنان روا رکھے جان پسر رستم پشیمان ہوا شاہ عالی جہا حضور پیدار غنہ یار چلوں پیش سلطان کشور کشا کیا تربیت پور کو اسکے اب جونا پڑھا شاہ فرسہر تہمتن و اس امر میں دھنڈا نہ آیا وہ ہرگز جہا سے باز کہ رستم جمع خاطر تو اچھا نامدار تہمتن فر بہن کو بیاہ دو قمار یہ قصہ تو بہن کو بچا اب بیا	اسے اب تو اے رستم پہلوان زروی نشاط و مست گشتا کہ گور و کفن کا ہوں اب شنگار ہوئی تیری دست سے برباد جان کرے داوری داوردادار قضا کیسے کا نہیں خستیار ہوانہ و گریہ آغاز کھر وہ ستون گیا سو ایران دیار یہ بہن ہے فرزند اسفندیار عجب کیا جو وہ شے ہو ہم ہنر کہ لاوین صیت نہ کیونکہ بجا لکھن کئے ورکے یوں خواہر عبث ہی یہ پھر محکوم اندوہ و غم کیا فاش کو دفن آنجا حکم کا کیا مینے چون بندگان انگار نہ ہرگز جوان نے پذیر کیا ہنر و آداب سکھائے سب تو ستون سے کہنے لگا تاجر درست و بجا ہے جو اونٹ لکھا لگا کہنے پھر شاہ گردن فرار نہیں تیری قصہ کھر زینہاں روانہ کیا سوے ایران دیار شفا و عین کی لکھن وستان
--	---	---	---

تولشدن شفا و پسر ال از رطین کنیز کو کشتہ شدن رستم از دوا و خرابی خانمان

لکھے ہر یہ فردوسی بنیظیر اوسے قصہ خسروان یا دختا کہی بعد از ان کوستان شفا کہ زالی اسکے کنیز کہ یہ مال ہوا	کہ آزاد سر و ایک تھا مویہ کہا اوسے مجھے یہی ماجرا کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد اور اک اوس سے فرزند حاصل ہوا	یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ کہ رستم سے اسفندیار جوان پھر اوس قصہ کو نظم ہو گیا کہا زال فر نام اوسکا شفا	کہ سام و زریمان تھے میرے بزرگ ہوا اسطر سے ستیرہ کنان غرض اسطر سے یہ ماجرا نجومی یہ بولا کہ اے خوش نہا
--	--	--	--

یہ طفل نگون بخت جب ہو جا
بدی اسکی طینت نہ ہو در
وہاں جا جو تھا شاہ نیکو سیر
اوسے ایک ہی دفتر دستان
سپہدار کابل سے بولا شفا
قرابت پہ سیری کی کچھ نظر
یہ بولا کہ مجھ کو ذرا اب بتا
کروں کہ رسم سے تیرا کلا
وہاں کھٹکے تیغ و سنان و تبر
غرض شاہ کابل سو وہ شور بخت
سپہدار کابل ہوا تند و گرم
کہے یہی رسم شیر زاد
برادر جو تیرے ہیں دہرشم
کہا یون کہ لائق و نہا سزا
چلوں شہر کابل میں لیکر سپا
سو شہر کابل شتابان ہوا
برہنہ سر و پا ہو کر یہ کنان
سر ہم آیا بل نامدار
شفا و نگون بخت فی مہمان
لگا کر نے تعریف نچھ گاہ
دوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
سو چپ گیا رسم نامور
نئی خاک کی دان جو کچھ کی ہو
ہو اگر ہم پھر خوش جو تیرے دست
دوبار کہ آیا جو پھر باد پا
وے رخسار بخت کی دان بھی
ہو بار بار پارہ سردا پا بدن
ہو و دشمن جان پہ چھٹا
تیرے کام کے خاطر آیا بیان

کری خانان سب تہہ بگیان
بسوی رنگونی تو ہو ہوا سیر
قرابت وہ رکھتا تھا بالال
کیا کتھا اوسکو باغ و شان
کہ امیر بادشاہ تجھ سے نہاد
سحاط اوسے بس کم کیا سیر
کہ تیرے قتل کی اسکے تہہ سیر
غضبناک ہو کر بیان آجیگا
سر جا جس پوش کر سیر
لگا کر لے اک ڈگھٹا سخت
وہ بولا کہ آتی نہیں شجکو شرم
کہ سیر ارادہ نہیں ہو شفا
تجھے جا کر دوشی تجھے ہن کم
سپہدار کابل فرج ہو کما
کروں قتل اوسکو بجاں تبا
سپہدار کابل ہر سان ہوا
یہ بولا کہ اے نامدار جان
کیا شاہ کابل کا افروتن تا
کہا یون کہ میں چاہ کدہ کجا
کہا پھر کہ امیر گرد باغ و جاہ
شفا و سپہدار بھی ساتھ تھا
کہ خرچش تھی چاہ کدہ کجا
سو شہر خوش صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ میں کر گرجا
تو پھر دوسرے چاہ میں تبا
نہ آیا نظر پھر بھی روکے ہی
سو سخت در اندہ وہ پلٹن
و غاسر بیان قتل مجھ کو کیا
کہ سو و فزون تیری تو قریب

مناجات کی زل زل زل زل
ہوا جبکہ قصہ جدم ہون
ہوا جبکہ کابل میں قتل شفا
حضور بل رسم کینہ خواہ
ہوا میں تھن نہ شاداب
ہو چھین رہے تھن سے ہون کینہ خواہ
کہا او یون کہ شہ نیکو
تو بیان ملک طیار کر چکا
نگون بخت فرج طرے کما
کہ میں ہون سپہدار عالی
نہیں یاد کرتا تجھے نال زر
نہیں نسل سو سام علی کو
ہوا سنگد لیکر و پر غم شفا
دیا اوسے بوسہ سر و چشم
کروں شجکو کابل کا پھر شہر بار
ہوا آکے حاضر کرو نیاز
ہوئی مجھے مستی میں و خطا
اوسے شاہ کابل فرمان کیا
وہاں لیچلو رسم گرد کو
کہ مشغول صبا گامی چلو
ہوئے جلا ساز سی لیکر دان
غرض شاہ کما پاس جدم گیا
ہوا رسم پہلوان شہر میں
ہوا خوش و خوش خوش و سوا
وہاں بھی لگے زخم تیغ و تبر
کنوین شاہ اسطر سے تھو ہوا
یہ سمجھا تھن کہ بے شتابا
لگا کٹے نہ کہے سو شفا
مے ساتھ کیون تو کی دینا

کہ یا کر دگار جہان آفرین
کیا زل زل زل زل زل زل
تو اوس شاہ فرج مجھ مراد
سدا باج بھیج تھا کابل کا شفا
نہ آئی اوسے شرم نہ غضب
کروں قتل اوسکو بجاں تباہ
دل آزر دو ہون تجھے میں لیکر
اور اوسے ہن کدہ کچھ
سپہدار اوس طرح ہو گیا
تری ذات مجھے نہیں خوشتر
نہیں پوچھتا گاہ تیری خبر
نہیں کچھ تیری زینہا رابر
حضور تھن گیا بد نہاد
کہا اوسے اندیشہ کو دور کر
یہ کہہ کر وہیں رسم نامدار
پا دہ حضور بل سدا
تو عرفان راہ لطف عطا
سجا بندگی لا کر شادان کیا
غرض ایک دن وہ شہ کینہ جو
یہ سنکر وہیں رسم نامجو
سو بہت دونوں شفا و شفا
تو پھر خوش و خوش کیا
خرا خوش و خوش و خوش
کہ تھے چاہ میں خجہ آبدار
ہوا چاک و خستہ بدن سیر
کیا گر وہ آخر ہونا توان
شکر شفا و اور کابل کا شاہ
کہ تھا بھائی تیرا میں آبرو
مجھے کیلے ہاے ضائع کیا



وہ بول لاکہ تیری سزا تھی یہی
 تھیں یہ بول لاکہ اے سید گے
 کہ کاؤس و کیشہ و کیشہ
 جو پوچھ تو میں یان رہا دیر تر
 شفا و کون بخت سے پھر کہا
 تو بہر حال او خدنگ و کمان
 پس نخل گر چھپا بد نہاد
 تھیں سو پھر جان رخصت ہوئی
 و لیکن سوار ایک باقی رہا
 گئی رو رستم کی مان زار زار

بہت تو فخری زری خلق کی
 تنگ نوشدار و کو تو ان پر سر
 کئی بادشاہان فرخ نہاد
 ہر اس نے کرتا مہم جوئی
 ہوا وہ کہ چاہے تھی جو کچھ نہاد
 کہ امین رہو نہیں رہو یان
 ہوا اسنے لیکن خست و شفا
 توقف کی اکدم نہ فرست ہوئی
 سو وہ سیستان میں آئی کیا
 یہ بولی کہ دنیا سے انجام کا

سپہد کا بل فخریوں کہا
 سد کون قائم عزیر فلک
 دلیران و گرو گروں و نامجو
 فرامز جنگی دلاور جوان
 وے تاج بکش نہیں رہا
 دیا اسنے ہر کمان جنگی
 کیا و وہیں تھیں لشکر خدا
 زوارہ بھی رسا و مہر اسیان
 کہا اسنے یہ ماجرا سرسبز
 ہزار و صد و خیر دہ سارا

کہ انے شہار و شہجے و ان پلا
 جہانین رہو نہیں بھلا کتب
 گئے اس جہان سے رو برو
 مرا کینہ لے تجھے آکر یہاں
 و نہروں سے چھوڑا بھلا کتب
 و میں اوتے مارا و سو سید گے
 کہ بہ خواہ سے اپنا کینہ لیا
 ہجے چاہ میں کشتہ خود و کمان
 یہ سنکر ہوا زال ز رنہ گر
 گیا اور باقی رہا بیخ و دود

فرامرز نے سخت ماتم کیا فرامرز جنگی ہوا پھر روان فرامرز کو جب ہوئی آگہی بیان کیے کیا کشتگان زوارہ کے اور ستم گرد کے ہوا گرم پکار کابل کا شاہ فرامرز کے اوسکو آروکین	غرض ال زاروس پھر گویا سو غم کابل بفتح گران کہ ہوا شاہ سیر شہر کابل تھی نقح نام کو گوشت خراشوں وہ لیکر گیا آتھوان و شیش ہوئی فوج کابل سرستیا کیا ماتم سے قتل پے پین	کہ جاکو کابل تو لیکر سپاہ رے شاہ کابل ہران ہوا گیا لاجرم جانب صید گاہ دود و دم کھا تو تھے ہر صبح دم کیے دفن نابل میں جاکو پین گزار پھر شاہ کابل ہوا سو شاہ گشتا سب آتا ہوں پھر	سیدار کابل سیر ہو کینہ خواہ سو کوہ و زمین گران ہوا ہوا ہیلوان سب کھو تھی تباہ بیابان میں گوشتا و کھاکام پھر گرا دہ کابل میں آروکین منظر سیدار نابل ہوا خبر شاہ ایران کی آتا ہوں پھر
--	--	--	---

رحلت شاہ گشتا سب بکاک جاودانی و جلوس بہمن سپہنہدیار تہجنت سلطنت ایران لشکر کشیدن طرف سیستان بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمود

کہا شاہ گشتا سب ایک وز ہو کشتہ اسکا پدر بے گناہ کیا پھر شہر توں کو اوسکا وزیر جان میں وہ شاہ ہا یونان لگا کرنے دا دوش من و شام ایا چاہے کین اسفندہ یار یہ پیغام بھیجا سوے زال نہ فرستادہ ز جاو کب پیش زالی ہوا اب جو رونق فراتاجور یہ لکھ بہت مال اوسکو دیا کہ جرباعت حسد و نامدا ہوا جانب شہر بہمن روان یہ پوچھا فرامرز اب کہاں کیا پھر وہیں ال لکو اسیر نہیں زندہ اب رستم نامدا کہ میں گج جون کہیں زندگ ہوا بہمن ۳۰ بات سحر گاہیں سواران ایران و ہا سیستان	کہ یہ نامور بہمن نیک روز اے جانت تخت تاج و کلاہ کہ تھا دلش و فہم من بنطیر رہا حکمران کیستہ سال ہوئے فرم و شاہان ص عام سواران غرض لیکر کھینچا کہ آیا جو نہیں بہر کین پر کہا یہ تو سکر ہوا پر مال کردن شکیش اوسکو گنج و گمر فرستادہ پھر تو کے خست گیا نہیں کچھ ارادہ اوسنے نہا وہن مشور زال آیا دون وہ بولا کہ اے بادشاہ جان لگا ہا جری کرنے وہ مویہ کہ تو جس سے کہیں اسفندیا پیادہ ہوا تیری آگے دون رکھا زال کو بند آروکین ہوئے اسیر کین ستیرہ گناہ	کلاہ مہی کے سزا داسے یہ لکھ ٹھیا یا دوسے تخت پر ہوا پھر روان سب ملک عدم جاودا بہمن شدہ نامور ارادہ کیا پھر رو غنضب ہوا عازم سیستان باوشا بیابان میں اب لکیر تھ و شام کہا زال تو پھر جیت ہی کین مرا قتل منظور ہے اب اگر ہوا عیش بہمن ثنا خوان ال ہوئی آتش قہر شاہی فر گیا زال کے گھر شہ نادر گیا ہے فرامرز بہر شکار کہ اے شاہ میری یہ تقصیر براہی خدا مجھ پاب رحم کر روا رکھ نہ بیدا و ہضاد کے یہ سنکو فرامرز جنگی سوا رہا تین دن گرم بازار جنگ	سو اس کے شاہی کا تھا داسے رکھا سیر بہمن کے دیہم زر شہنشاہ گشتا سب کیوں ان علم ہوا تخت شاہی چہب جلوہ گر کہ زال و فرامرز سے چلے اب جو نزدیک دریا کے ہوئی سپاہ کردن بہر خون از سر کین و دلا کہ رستم کی تقصیر مطلق نہیں تو حاضر ہوں پھر تیرن ز نہا ر مفصل کیا شاہ سے عرض حا کہ سرکش بنایا ز زال کو زر و گنج وان سے لیا ہ شمار ہوا پھر غنضب سنکے یہ شہر یار اگر ہے تو رستم کی کچھ ہے خطا مری عافری ز زار کر لطف کہ رستم نے کجاو سکھا لے نہر سب لکے آیا ہے کارزار بشمیر گرز و سنان و دندان
---	---	---	---

بروز چهارم جلی باد سخت دلیران ایران تنه فیروز شای وایکن فرامرز جنگ آزما او تنه یار نگا در سوخته خیلگاه سیاه بسو سوار و سیر دلیران پیکر کهنه تیغ کین رہا موش و سگوند چرخ زینهار کیا حکم پیر یون شکر غضب نہنن مردم سیتانکی خطاب بجالی شمشیر پروردگار بہرستور پیر او سکو باغ و شان شبتان میں ایکدن رات کو پڑا تنہا کہیں راہ میں اثر دہا یہ سجھا دہن بہمن نامہ وہ تھی حسن میں رشک شمشیر غرض وں پچھو کہو کھل تھا وحیت یہ کہے بسوی عدم ہما دخت بہمن بجائے پر کیا اوسنے آغاز خود دخت سپہ کو دیا گنج وزربے شاہ کسیوں کہ لیا کہیں اسکو دہ سہوا لغرض ہفت ماہہ جب مبادا کہ دقت ہون یان مان کما محراب سے یہ ہنگام شب وہ صندوق دریا میں تھ سحر وہ مال در وہ طفل فرخ نہاد ہوا فوت دیروز تیرا سپہ یہ دولت جو اسکو سپہ ہونی کہ وقت ہوا سبکی کوئی کر	ہو تیرہ گردان ابل کشت کہ اوتنے پس پشت تھی تنہا دلیران میدان میں قائم رہا کہ تاشاہ بہمن سے کوئی نہ ہوا دلیران ایران برکت تیر کیے قتل گردان ایران میں نہوا پھر گرفتار انجام کار کر و مردم شہر کو قتل اب روا رکھ نہ زنا را و نہ پرخا کہ چھل ہوئی فتح امی شہر پکا کیا شاہ و خاکم سیتان رہا زال کو بھی تو کر نیوے یہ گفتار سن کر زور و عطا افتخ و ظفر خسرو دین پنا رہا زال کو بھی تو کر نیوے یہ گفتار سن کر زور و عطا افتخ و ظفر خسرو دین پنا رہا زال کو بھی تو کر نیوے یہ گفتار سن کر زور و عطا افتخ و ظفر خسرو دین پنا	ہوئی چشم تیرہ پڑی نہ پہکا ہوئے حمزہ اور جو ایرانیاں ہوا شیر جنگی نہ زو بہ مزاج مے پہلو انکے تھے بخت یا ہو خستہ تو سن فرامرز کا فرامرز خستہ بہا عبدالزان سر در کینچا او پچھو تین وہ تہوین کہ و تو تھ تاشاہ کا رہا زال کو بھی تو کر نیوے یہ گفتار سن کر زور و عطا افتخ و ظفر خسرو دین پنا رہا زال کو بھی تو کر نیوے یہ گفتار سن کر زور و عطا افتخ و ظفر خسرو دین پنا	کیا خلق میں لہل نہا تو کر پرورش بافتا و تر کیا پھر اوسنے اکدن طلب خلل میری شاہی میں چل بہا دوسے جا کے دریا میں آ کہیں ایک گاڑ کو آیا نظر جو دیکھا تو گاڑ ہوا شادنا عوض اوسکے طفل شکرت تو پھر زوہ مسرور خوشتر سبادا کہ کچھ مجھکو پہنچے خبر	ہوا بد نہ ماہ سپہا سپہ وے پیش مردم یہ غلام کیا یہ سوچی ہاپنے دل میں کہ اوسے ایک صندوق میں بند بجامر دمان لائے حکم تھا نخال او سکو گاڑ درون خوشی سے اوسے پیش لگایا دیا غیب ہکوانہ و فرج رکھا طفل کا اوسے در ظلم تو اس شہر سو جای دیگر گیا	ہوئے پہلو انان جلی ہلاک گر زبان ہوئی فوج زباستان یہ سمجھا کہ بس روز آخر کج دلیری نہ کام آئی کوئی نہ ہمار بیادہ ہوا وہ نہ بد آزا یہا تک ہوا خون بدرون شہنشاہ بہمن از رو کین شہ نامور سے یہ کہنے لگا کہ کینہ تھا رستم فرزندے رہا بندے زال زر کو کیا گیا سیتان سو سخت کا گیا تھ شہ بہمن نامجو نہ زنا چارہ ہوا کارگر دیا او سکو اورنگ نام شہی کہ محبوب کر فرخ و دختر کبھی کلاہ شہی اوسکے موزیب سر شہ شاہ بہمن نو کی ہفت سریشی پر ہوئی جلوہ گر فقیر و لکو کیسے تو کر گیا حوالہ کیا دایہ گوڑ و تر کہ جوتے ہی سپہا سپہ کیا سے شہر میں یہ ہایوں پر کئی شکے باقوت و عمل و گھر دیا جلی صندوق کو پھر بہا کنارے پہ لائے اوسے داکیا کما اوسے لاسکرانہ و بجا تو ہوا مل ہیبت و اہماج کیا دل میں از نشہ خاص عام زن کو دک و بال لیس گیا
---	--	---	--	---	--

وہ دیکھا خوشی خوشی کھل نہ گازی کا کڑا تھا کام کہے تھا کہ مجھ کو خدا نے دیا لے لے لے لے یہ خبر کچھ نہیں اچھے فہم دار اک تھا اس قدر نفرط خوشی آنکر ایک روز وہ بولا کہ ہوں بھلے سمند زین کا ذرا دم ہوئی تھیرا مشقت لگا کرنے وہ بیچ دم زین کا ذرا کہ روز بٹھیں تھی شا حقیقت ہر صندوق درالکی دور و محل جو کچھ تھا اسے لیا کہیں قیصر روم از رو زمین ہاں کیا حکم اوسکو کہ ہاں ارادہ جنھیں چاکر کیا ہوا وہاں جبکہ داراب فرخ گیا تو کہنے لگی دلیمن اپنے ہا لکھا یوں کہ اوسکو تھر تھو شتابان پہ جنگ قیصر ہوا جو داراب کے پاس خیمہ تھا کہ اس طاق رہیو ذرا ہوشیا سہ پارتی آوانیا نے یہی کہا کہ پھر یوں کہ اوسکو نہ نہ ہار تھی مردان کی صدا جو داراب اوٹھ کر دھاک لگا کہ وہاں گا ذرا کہ ہاتھ لگا نہ صندوق میں سر کچھ نہیں اچھے خلعت و سپ و خیمہ دیا سپہدار نے قصہ داراب کا	دلیر جوان مرد و زور آزما گر نیند اس کام سے تھا دم عجب طفل نالائق و ناسزا کہ ہو چکا یہ شاہ سحر زمین کہ اوستا دجیران رہا بھیکر لگا کہنے کا ذرا سوہ نیک روز کہا کہ میں کون براق و سمند دیا ایک قوت انجام کار نہ پہلو الی کے سیکھے تمام وہاں آکر داراب فرخ نہا سخی جب ہوئی اوسکو دلو تھی تصرف میں بے بال اپنی کیا شتابان ہوا اسے ایران زمین فرام کر دشت کے بیکر ان تو حاضر شتالی سی دن بیکر تو وہ لیکھا اوسکو پیش جا کہ یہ عجب شوکت شان کا موجب بھی اسکا زیادہ کر خود اک بیابان میں لشکر ہوا تو یہ زیر طاق شکستہ گیا کہ خفتہ ہے یان شاہ ایران کا سخی سرشود دلاور نے بھی تے طاق کو خفتہ ہر اک ہوا یقین ہے کہ تھی غریبے پیدا تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا لگا ایک صندوقی نیکو فر کئی محل و یا قوت تھو بے ہوا کیا اوسے مہر و لطف و عطا جو پوچھا تو اسے مفصل کہا	زبون تھے تمام اوسے خود دیکھا نچھو تا تھا اک پارچہ ہاتھ سے کہ پیدا نہیں کرتا ہر ایک دم بٹھلا چو بکتب میں ارب کو جو کچھ علم تھا یاد ہوتا کو خدا کی کیا علم میں بیکہ لاف ہوا اسے دلگیر وہ ذوالکرم اوسے بیکر ایک گھڑ لیا نہ ٹھہر تھی تھا گھر میں را نو جوان یہ بولا مرا جا کر بیان یہ سمجھا جو اندر فرخ نہا سہم کیا دل میں غم سفر حضور کہا ہے خفتہ نہا یہ بھیجا پیام اوسے پھر جا ہوا اسے داراب سپر درشا کہ رکھتی تھی چاکر ہا بھیکر عیان کچھ سے ہر فرکان ہوا جبکہ لشکر فراہ ہوا ہوا نازک سے دزاران و ہا گیا خواب میں جبکہ داراب ہا نگہ دار اسکا تو رہیو بیان یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر کہ وہ طاق شکستہ ہر سر ہوا وہ بولا کہ لاؤ جو انکو بیان حقیقت لگا پوچھنے شنوا جو کھولا تو اوسے بیان مجھے کیا جا رہا ہے مفصل بیان کہا پھر کہ کا ذرا کو لاؤ بیان رکھے پھر وہ یا قوت پیش نظر	تھا اوسے ہر ہر کوئی نو جوان وہ گا زرتھا دلگیر اس بات پھر ہر ہر یہ بازی کسان ہر دم کہ تا سیکھ کر علم شناسیت ہو شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو وے اب ہر سلاو سار و براق نہ پھر اوسے دور ذرا کہنا یا لعل جو کچھ چاہیے تھا مسکایا بیابان میں پھر تھاتا طغیان کیا اسے راز نہفتہ عیان کہ ہر زمین سپر و عالی نزا کہ حاصل ہو جیت کر دفر سپہداران ہی تھا اک رشتہ کہ مردان جنگی و جنگ آزما روانہ ہوا پھر سورشت نواد پڑی جبکہ اوسے سپر ہا کی نظر نزا کیا کسان ہے یہ نو جوان تو پھر رشتہ زاد دلاور جوان گیا ہر کوئی خیمے کے دریا تو آئی نرا غیب سے ناگمان کہ بہن کا فرزند ہے یہ جوان کہے مردان میں دیکھ دو گھر جے دیکھ کر دلیمن گھر و نظر اوسے آگے تب لگے زبان لگا کہ داراب فرخ نہا خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے سپہدار سنکر ہوا مردان اوسے جاکر لے آئے پھر مردان سپہدار نے اوسکو پہچان کر
---	---	--	--

کسانے دل میں کہ ہے بیکان خورد و درگزیست کینہ خواہ توقیر سے اب کیا ہو گرم جنگ سرم سیدان وہ تاجور بہت آفرین کی جوان مرد ہوا پھر گرم بازار کین گیا نیزہ لیکر جوان جس طرح ہر اسان ہو پھر سرد میان جد جرحہ آور ہوا کینہ جو سوروم پھر چلیے ناچار اب بفضل خدای پادشہ کے ہم ہو آ کے میدان میں گرم ستیز ہزاران دلیران کیے غرق خون کہ یان آنکے میں شیمان ہوا غرض صلح کرنے وہیں پھر گیا ہما کو لکھا قصہ ارباب کا کیا پھر طلب اسے داراب کو جا نہیں بعد جاہ و شہت ہما ہوا بعد از ان جلوہ گر تخت پر بہت خلق پر طفت جوان کیا کسا پھر یہ اسے بلطف و طر شعب دلاور سپہدار تھا ہوا وہیں لیکر سپاہ گران رہی جنگ قائم بہر درویش ہوا لشکر ناریان سب خراب سہ لیکے آیا شہ فیلاوسر دلیران ایران ہو سخت کوش نتہنا ہو کشتہ تیغ و تیر پذیرا کیا اسے دینا سلیح	پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان سہ لیکے آیا سورزم گاہ یہ سن کر گیا وہ جوان سیدنگ سوخیمہ آیا بفتح و ظفر ہوا جلوہ گر جبکہ روز در گلستان ہوا خون رنگین لسان شہادہ دیکھی مصداق لکے کینہ باہم یہ پیر و جوان پریشان کیا لشکر و دم کو کہ سرگز نہیں تاب یکا رب نصرت میں یہ ملک و بیگم ہوئی ایک بر پا و بان بستیز ہوا لشکر و دم آسرد خون پریشان ہوا سخت یل و زلزلہ سوروم فرما زوار دم کا وہ یا قوت بھیجا حضور ہما حضور اسے آیا جو وہ ناچو	خود تیر کیا رتبہ داراب کا تو پولایہ داراب سے شہنشاہ ہوا روپیوں سے خبر دار دلیری یہ داراب کی رشاد تو لیکر سپاہ گران پھر گیا خود از داراب ہر چارو سرم قاتل ان رہی کارزار عجب نوجوان آج تھا ہم عمر وہ ہے بچہ فیل پیشیز لگا کینہ قیصر کو سیدل نو ہوا جب بحر مہر جلوہ گران جہانگیر داراب مرد دلیر تختنار و میو خانہ زہار گام جو کچھ چاہے مجھے اب بھیجے منظر ہوا داراب فرخ نادر ہما فریاد بھیجا کہ ان سیکان تو وہیں ہمارے بعد تیر	وہ رتبہ کہ شایان ارباب تھا کہ لیکر سپاہ اسے خجستہ بہت فوج کو قتل اسے کیا ہوا و کچھ دل میں سرور شد سورزم کہ مرد جنگ آزماد طرح شیر زر کے ہوا زرمجو کے پھر سوخیمہ انجام کا مقابل نہیں سکیاں کوئی مرد کہا پھر یہ قیصر سے اسے تاجو سحر حاکم یکبارگی تم کرد تو پھر رو میان اور ایرانیان ستیزندہ میدان میں تھا شہنشاہ یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام نہ پر غاش بہر خدا بھیجے جب آیا تہ شان دان ہوا شہنشاہ مرا فور دیدہ ہر یہ نوجوان حوالے کیا سخت زمین تان رہی سی و دو سال فرما زوار جہاندار داراب فرخ میر غایت کیا خلعت و اپوز شہان ہوا بی سواران میں یہ سنکر جہاندار گردون قار نیاز دم تیغ کین سر ہو سپاہ لشکر کا غارت کیا کیا جانب و دم لشکر و ان ہوئی بحر خون کی تہ سلم زنگار گریزان ہوئی فرقت و کھلا کے میدان میں تھا اسے جو کچھ زر و گنج و دراز رہ دنا
---	--	---	--

جلوس اسپر بہمن تخت ایران

سپاہ و رعیت کو شاہ ایران
تو کر پیشہ گا ذری تر کباب
سپاہ و حرب کا وہ سالار تھا
شہان سویش کربستان
بروز چارم شعب عرب
دلیران ایران ہو فوجیاب
خروشان ہو سرد و سو و کوا
کیے روپیوں پر آگندہ پیش
زن و بچہ بھی اسے لایا
کہ تمام ہے ملک و ملک و ملک

طلب کے گا ذر کو پھر زور
یکایک سپاہ گران پھر
سواران تازی تھے کیستہ
ستیزندہ پھر ہر دولشکر ہو
ہو کشتہ میدان میں قتل غا
شہنشاہ داراب کے بعد از ان
بہم ہر دولشکر کو کینہ خواہ
شہنشاہوں کی سر سپاہ
ہوا فیلقوں کے قلعہ بند
دیا شاہ داراب کو سب دنا

کسی نے کہا اسے شہنشاہ واکرام گیا وہ بن پیغام شاہ جان جہاندار گیتی ستان بعد از ان	شہ روم کی دشت ناہید نام کہ دیکھے دشت و لستان آزردہ شدن دارا شاہ از بوسی	سزاوار ہمہ نری شاہ ہے کیا دخت کو شاہ سے کتھا ہوا روم سے سکا ایران روان
--	---	--

دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخاند پدشہ پیداشدن اسکندر

ہوا شہ جہا نہید سے ہنکار ہوا اوسے ناشاد و دارا ب شاہ غرض حالہ تھی وہ رشک تہ ہوا جبکہ دختر سے پیدہ ہوا سکندر تھا مانند ستم دلیر سزاوار سکندر کیسکے تھو خوب یاد کہ تھا عقل و دانش میں شہنشاہ	تو آئی نہ بوی دہن خوشگوار ہوا پھر نہ زنا رنجو اب شاہ ولیکن نہ دارا اب کو تھی خبر کیا اوسکو قیصر نے اپنا ہوا جوانمزد و آ و آفاق گیر وہ علم و نہر میں ہوا اوسنا سکندر کا ہمیشہ تھا صبح نما	ہوئے چارہ گر اوسکے دشو رہا شہنشاہ میں بننے نہ گز گیا شہ روم فرزند رکشت تھا سپاس خداوند الایا ہوا علیہم کا وہ تربیت کردہ تھا ایسکو دانا کے فرخ سیر یہ قصد بیان کا یہاں پھونکا
ہوئی دور لیکن نہ بوسے دہان سو فیلقوس و سکندر حضرت کیا عیان حمل اوسکا نہ سرگز گیا سکندر رکھا نام اوس لٹل کا کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا لقو جس نامور کا پسہ سمند فلم کی عنان ہوڑیے سوشاہ دارا ب مسخ سیر مرض سو فیلقوس نام جو ہوا بطن سے اوسکے پیدہ ہوا فلے جبہ ہ بارہ برس کا ہوا نگہبان عالم شہ دین پناہ درستور دارا ب ہر شاہ سے اوسے تخت پر اب بٹھاتا ہوں میں	رحلت شاہ از نیم جان و جلوس ابرحلت ہوئی وہ جہاندار سے باز ملکہ اوسکا نام دارا رکھا روانہ ہوا اوسکے دارو تھا سرخ ت بیٹھا سجاسے پر دیا وہ سکندر تاجہ رنے خراج	دہن ناہید سے ہنکار ہوا اوسے ناشاد و دارا ب شاہ غرض حالہ تھی وہ رشک تہ ہوا جبکہ دختر سے پیدہ ہوا سکندر تھا مانند ستم دلیر سزاوار سکندر کیسکے تھو خوب یاد کہ تھا عقل و دانش میں شہنشاہ

نشستن اسکندر بر روم بجا فیلقوس لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر ایسوی دانشور سے نظیر بافرونی لشکر و ملک مال جہا بیک نہیں تو فی بھیجا خراج سکندر نے سکر پہ پاخ دیا خدا نے دیا جھکو جاہ و چشم مجھے غم یہ ہے کہ ای جہا	سکندر فر سر پر رکھا تاج نہ ہوا شاہ کشورستان کا وزیر سکندر جہا نہیں تھا فرخندہ حال مناسبت یہ جلد ہو چکا خراج شہ فیلقوس اب جہا ہی گیا سرخ ہو چکا ونگا میں علم سخر کردن ہفت تسلیم کو	فقط روم میں چھ تھا حکمران ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا فرستادہ دارا ایران گیا ندی کا قہ سیراہ و رسم پر جو دیتا تھا سرسایاں جھکو خراج مے پاس ہی لشکر بیکران یہ لازم ہی جھکو تو بھیجے خراج
---	---	---

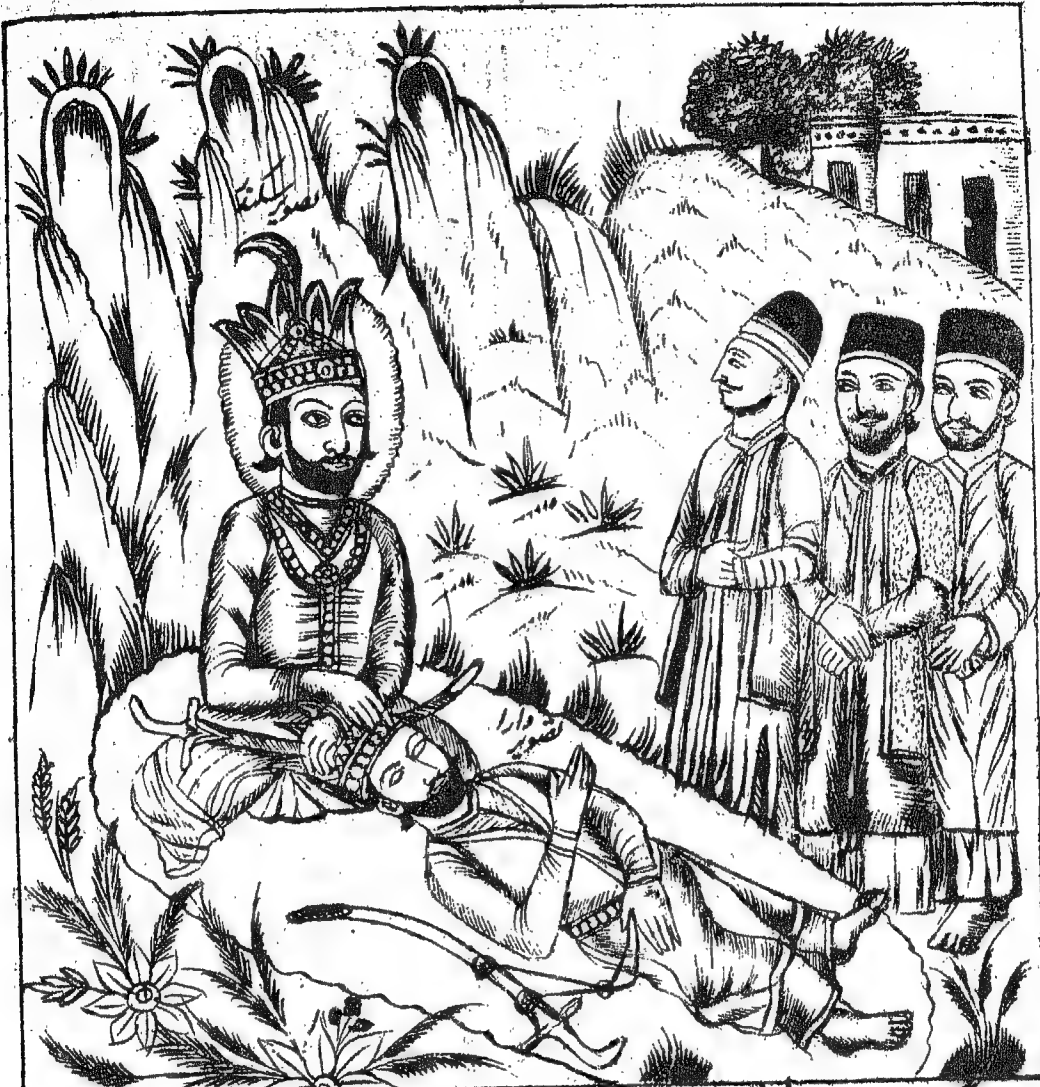
<p>سکندر ادھر سے سپاہ گرگ وہ حجابہ بھی فوج کو جمع کر کہا جاکے دارا سے اسے شہر کا سہ و مہر سان گرد عالم بھرون کہ گذشتہ شتابی سی لیکر پنا تو حیرت میں دارا ایران گیا جہان میں رکھو کون خبر کیا بہت مجھے مہن چاکر شہر بار فرستادہ کو بھجے کے ساغر دیا مٹی کر کے ساغر تو فر کھا فرستادہ کو دیکھ پھر سائگین ہر اک جام زرت تھا حواس ہنگام جھکا باطن گوش اراکلی سر طون انچ لشکر کے آیا دون وہ ناکام تاپیار کیسر گئے یعین جو کہ دارا سے لون لگے میسر مجھے فتح بہمید رنگ نہ ٹھہری بہم شستی زرتیا</p>	<p>مواپچی لیکے نامہ رون یہ دارا کو جس وقت پہونچی خبر گیا پیش دارا کے فوج تیار ارادہ یہ ہے سیر دنیا کرنا خدا ملک سو اپنے سے بچا رہا جو خوشی ہو پیغام اوستے کھا یہ چہ وہ یہ قاست نہ سوکٹ شان وہ بولا کہ میرا وہاں کیا شمار طلعت نے پھر جام وینا کیا یہ دارا پوچھا کہ باجی ہے کیا کہ پھر باز لیں و سکوت نہ دینا غرض سے وہاں سے بے باجا کیسے سکندر کو پہچان کر شتابی سی اوٹھکے میرا من شب تیرہ بھی راہ گم کر گئے کہ حق میں جو تیرہ مبارک یہ جا مے ساتھ میری زمین تین تہا غرض جنگ پیکار پانی قرار</p>	<p>سپہ لیکے آیا بعد کروفر جلے شیر جیسے نیشا کی ست ہنگر لباس فرستادگان کہ تھکے نہیں ملک جو تیرہ کا نہیں ہو نہیں کچھ شہرے لہان تو تین بھی جو جو فتح و شک تر نام کیا اور کیا ہے تیر کہ آیا ہے یاں شکے پناہ کہ اس طرح آوے فدا کر گھر مے پاس اپنے رکھا جام کو یہ ملک میں اپنے آئین نام کہ ال جام تم لاکے ان رو سکندر بھی کھانے لگا دینا یہ سمجھا کہ راز اب ہو آشکار دلیران پر غاش جو یک نہر نہیو گادو کھلا تو اور یوں کہا کہ دارا ہے پاس فوج گرگ شبے روز میرا دگلا ہے</p>	<p>خبر دار کرتا ہوں تجھ کو خبر چلا لیکے اقصای ایرا کی ست سکندر جہاندار گیتی ستان سکندر نے بھیجا یہ تجھ کو پیام تو آیا کیوں کر کے سامان زم اگر خواہ ناخواہ ہے غم جنگ لگا کہنے دارا سے فوج مناد مگر ہے تو اس سکندر زنا مور سکندر نہیں بے خرد ہست پیا اوستے صبا سے گلغام کو وہ بولا کہ ہے منہ و نیک نام لگا کہنے ہنگر شہ نامجو رکھ لے لاکہ خوان جب اوقت نام مے دو میں اسکت زنا مدار عقب اسکی دارا نے بھیجے سوا سکندر نے چاروں ہ جام طلا کیا میں معلوم یہ جا کے دان کہ میرا جہان آفرین یار ہے</p>
---	--	--	---

جنگ کروں ارا با سکندر سے مرتبہ شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

<p>ادھر تو سکندر صفت آ رہا جیسے زر مجو کینہ خواہان ہم رہا سات دن گرم باز لہین گر زبان وہ دارا فوج صفات میسر جو نیست و لغت ہوئی سپہ لیکے آیا سوم بار پھر ہوا آ کے ہر بار داغ زبا</p>	<p>ادھر گرم پیکار دارا ہوا کیے تیغ تیز نہ نے سر قلم گئی موج خون تاب جب پنج جزا گیا تاب رود بار فرات تو حاصل سکندر کو فوج ہوئی ہوا آ کے گرم پیکار پھر سکندر تو اتر ہوا فقیاب</p>	<p>دو لشکر مقابل ہوئے آنکر گیا ہوق کا آسمان پر فغان ہوے غرق خون مرو و جگر ورن پریشان ہوئی اوسکی کیسر پاہ ہزاروں ہو گشتہ ایرانیان سکندر سے دارا ہوا کینہ خوا تباہ و پراگندہ لشکر ہوا</p>	<p>سوا مہر خشان جو روز درگر خوشان ہوئی نایزگی وہاں ہوے سینے وقت خذائے کمان موا آ کھنوں روز دارا تباہ گئے ہر میان بھی تعاقب نہاں دگر بار کر کے فراہم سپاہ ولیکن اقبال یاور ہوا</p>
---	---	---	---

روح دادن سکندر کہ خود در ایران سیدان مرتبہ چارم بار جنگ باز تباہ شدن

<p>موجب مطلق بفضل خدا کیا شہ نے اپنا نیکو تمام سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے نہیں غیر میں وراثت تخت میں مغضیہ لطیف و شفقت و شاولی جو دارے ایران دیکھا وہاں اور اب یوں ہوا کی شہر دیر فریب اس کے مت کھائیو نیشا وہ مزہم موافق ہو دارا کے جہاندار دارا پھر آیا اودھر ہوئی تیغ رانی وہاں اس قدر سواران ایران وقت و غا لفضیب کے پھر بھی نہ ہوئی سکندر جو دنبال اس کے کیا ہو آتا تھا پیش شہ داد میں تو دون ملک ایران سرانجے بزرگان و گردان ایران یا وہ ہوا انہیں لائق سردری لکھا فریادی کو یوں بعد از یہ دارا کو اسے لکھا پھر چلا جو پہونچی خبر پیش شاہ جہاں</p>	<p>سکندر جہاندار کشور کشا لعبہ گونہ لطیف و گرم شاد کا کہ بیگانہ تم مست سمجھنا مجھے جو اندر ہوں در جان نہت ہو شب روز ہوں احسان کون لگے جانے ہر روز ایرانیاں نہیں گردش چرخے کچھ گزیر وگرنہ کر گیا تھیں سخت خوا یہ دارا سے اس وقت کہ کون پہ جنگ سکندر نامور کہ معلوم ہوا بحر خون مسرور دلیرانہ جد فراوان یک قرین تھے ایران کی تھا ہوئی تو وہاں بھی نہ ہمارا دارا دن و بچہ ملتے تھے پھر اسکو مبارک تر تخت وافر کچھ یہ دارا بولے کہ اے شہر پار کروں جو سکندر کی فرمانبری کہ ہوں میں تہیدہ آسمان</p>	<p>ہو اما لگ تخت و تاج کیاں نکرتا تھا دارا یہ لطیف و عطا تھا راہوں شہزادہ ای مردان رموشا و تم جمع حاکم طرطو یہ سکندر حضور جہانگیر شاہ یہ بولا کہ ای مردان ہشت تھی کر سے یہ نہیں گفت گو زن و بچہ ہونے گرفتار بند کہ ہم رویتوں ہوں پھر زخم سکندر بھی آیا بھوج کران نہشیر و خنجر سے دکھارتھا وہیکہ تھے دارا گشتہ سخت گر نرندہ ہو کر بھال خراب زن و بچہ و طفل ایرانیاں سکندر نے بڑھ کر یہ پانچ دیا سیاکہ میں جاؤں قرین ظفر سکندر سے جا کر ملاقات کر غم جان نہیں تجھ کو نہ رہا ہے کوئی یار میرا جہاں میں نہیں</p>	<p>کیا سکندر ایران میں اپنا روں سکندر نے ہاتھ اڑکے جو جو کیس کہ ہوں پشت اراک بگیاں اطاعت مری جان و دوس کرو ہوے آگے حاضر سران سپاہ زبون ملتے تھے ہر میان ہر جو کرتا ہی سکندر کی بندہ جو بہت نکو پہونچ گیا اوس گزند کہ میں جہاں سے شاہ لیتی پناہ تو سے گرم پیکار جنگ اودان قیامت کا وہاں گرم بازو تھا ہوا وہ پراگندہ و خوار سخت کیا سوی اسطیغ دارا شتاب ہوئی قید سر نیچہ رویان اگر تو میرے پاس آدمی شہا کروں ملک گیری ہوے دگر کہ پھر ملک قائم ہے سرسبز ملے طاعت رو میان عار کر تو بہر خدا ہو مسد و معین کہ ہو چاہیاں آکھو تو شتاب کہ دارا کو ہے غم نہ ہوتا</p>
<p>سواران جنگ آذنا بھیج کر اور اوس سر کچا تھا جا بوسا کہ اب پھر گیا اس چرخ بلند قر و نتر ہمارا ہو غر و قفا جدا اپنے لشکر سے تھا شہر یا تو کچھ لک بفرشاہ کو سینے پر گرا پشت بچ وین خاک پر مقتل شاہ دارا شتاب</p>	<p>سواران جنگ آذنا بھیج کر اور اوس سر کچا تھا جا بوسا کہ اب پھر گیا اس چرخ بلند قر و نتر ہمارا ہو غر و قفا جدا اپنے لشکر سے تھا شہر یا تو کچھ لک بفرشاہ کو سینے پر گرا پشت بچ وین خاک پر مقتل شاہ دارا شتاب</p>	<p>سواران جنگ آذنا بھیج کر اور اوس سر کچا تھا جا بوسا کہ اب پھر گیا اس چرخ بلند قر و نتر ہمارا ہو غر و قفا جدا اپنے لشکر سے تھا شہر یا تو کچھ لک بفرشاہ کو سینے پر گرا پشت بچ وین خاک پر مقتل شاہ دارا شتاب</p>	<p>سواران جنگ آذنا بھیج کر اور اوس سر کچا تھا جا بوسا کہ اب پھر گیا اس چرخ بلند قر و نتر ہمارا ہو غر و قفا جدا اپنے لشکر سے تھا شہر یا تو کچھ لک بفرشاہ کو سینے پر گرا پشت بچ وین خاک پر مقتل شاہ دارا شتاب</p>



<p>سکندر نے گھوڑے دوہن پر سکندر کو دیکھا جو بائیں پر کہ دیکھوں تجھے اس طرح گھوڑوں کروں چارہ سازی تری زخم کی سنائے مان سے کہ یعنی بہم کشند و نکو تیرے کروین ہاں سکندر سے دارا یہ کہنے لگا خدا لے گیا تجکو شاہ جہان آرام جاتا ہوں سو سے عدم سکندر یہ بولا زور سے صفا مری دختر اک روشتہ نام ع</p>	<p>رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر تو سینے سے کی آہ دارا سر تین چند ہستہ پیاغوق خون جو حالی شفا ہو تو با صد خوشی پیر اک پدر کے مین تم اور ہم ملاؤں ہر اک کو نہ خون و دھا کہ زاری دگر یہ سے کیا فائدہ تو کہ بادشاہی بصد فروشان تورہ اس جہان میں بجاہ و ہم کہ لاؤں ترا حکم کیہ سب بجا پر پھر ہوش گل اندام ع</p>	<p>کیے چشم سے اپنی آنسو رو ہاں سکندر یہ بولا کہ لے تا جہاں ہیڈے مین ایماؤں اپا پو تھا تجکو ایراکے پھر سخت پر مجھے ایسے درد و غم ہے بڑا یہ کہ لگا لگائے پھر زار زار گزار گیا چارہ سازی گم شہا تیری گفتار شیریں و لب وصیت کروین تجھ کو کچھ لک لگا کہنے دارا کہ امی ہوش اوسے عقد مین اپنے لانا ضرور</p>	<p>ہوا درد سے اوسے ناکہ کنان نیستی یہ تنہا مجھے زینہار تجھے ہمدرد مین کہ جلہ کر شہا بان بیان ہوں سو دگر کہ تو ہے حقیقی برادر مرا ہوا درد و غم سے بہت بیقرار مرا کام لینے ہوا بس تمام غم و درد لے ہوا و راب نیز بزد ہو تو لے تاجور مرا تنگ و ناموس رکھتا گاہ اگر لظن ہوا کسی میدا ہوا</p>
--	--	--	--

تو اسفند یا لڑو کا رکھو تو نام کہ قائم ہے دین اس پشاہ کہہ نیچے کو میں پیکر کا ہات ہوئی چشم دارا کی جھوٹ بند پیادہ سو آپیش تابوت شاہ بزرگان ایمان ثنا خوان ہو سودا درویشک بعد از ان روان او اوس ماہوش کیا جہاندار بر طبق آئین دین	ہری روح کو بچو شاد کام رہ درسم قائم گشتا پشاہ لگا کئے دارا مرغ صفت لگا روئے اسکت دراز بند کیا لاکے مدنون سودن گاہ دل و جان محکوم سلطان کیا نامہ بر دیکے نامہ در حضور جہاندار کشور شاہ سودا کتھا ساتھ اوسکے دین	نہ بہم کوئی رسم ہوزیندار سکندر سو دارا فی جو کچھ کہا کہ نصحت ہوئی جس جان خیرین کیا جاک جامہ ہو الفجر گر سزدار بھینچا پھر از رو کین سکندر نے مرنبوں حسان کیا لکھا روشنک کو بیان بچہ پرستار ساتھ اوسکی تھیں گند رہا شہر ایران میں بچہ شاہ	یہ بلخوڑ رکھنا تو بیل و نہار سکندر نے یکسر پند بر کیا لکھا در تیرا ہو جان آفریں اوسے مہد زین میں پھر ڈالکر کشند و نکو دارا کے شہ فرہین باطلف واکم سبکو شادان کیا کہ چون شمع روشن کریم کو زرد گوہر دلی تھے بیشمار سو بند پھر دانے کیسی سپاہ
--	--	---	--

رفیق سکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کی مہندی

شہ بند تھا کیداک نامور کہا مردان فر کہ درویش ایک حضور اوسکے پھر کید بند ہی کہا یون ملند اور درویش کا دو شب یہ دیکھا کہ چلوہ گر اھے کھینٹے ہیں بہم مرد جاہ تو پھیلایا مہی ہوئی جلوہ گر شب پنجم اک شہر آنا نظر ششم روز سو باجو ہنگام شب سوار وہ جان میں لیل دنیا شب ہفتم امی پیر مرد کن سہم شہین شب کو آئے نظر نہ کم آب ہوتا ہے اکا ذرا وہ کھائی کھتیر بھی لاغری بیان کیجیے مجھے تعبیر خواب تو زنا رست ہو جو گرم خاک خردمند واداعا قلم طیب ایک گری آتش آفست	افسے خواب پر ہول آنا نظر خردمند و صاحب دل مردیک کیا اور کہا اپنا کید است خواب اور اک خرد سوار بھی ہو گیا کوئی نوجوان پیر اورنگ پر دلے پارہ ہوتا نہیں رہا گزیراں ہوا اوسکو وہ دیکھ کر کہ میں کوروان مردان سرور نظر ایک آیا مجھے شہرت شب روز پنجم میں رنجور وار نظر آپ آیا کہ میں دروہن دو باب میں اک تھی کھیر نہم شب نظر چلو پھر پڑا دلے فرہنگو سالہ کا چہرین کہ دلے مرغی دور ہو خطاب غرض تھی کیمو بیہ رنگ قدح ایک تھہ عجیب غریب ہے سرد گر نہ گرم آب	حکیمو پوچھی جو تعبیر خواب بیابان میں تہا ہر مان ہوا کہا یون کہ ای پیر فرخ سیر اور اک پیل ست کو اوسکی خیر سو شب مجھے خواب آیا نظر شب چارم اک شخص خوش لب عقب اس گزیدہ کو کھیر لبان بصیران میں حضرت کا کہ رنجور میں کیت سلم ساکنان اور میں لیکر کسکند ان دوسرا وہ کھاتا ہر دو نو آٹ گیاہ تھی کو وہ بھرتے ہیں خیر کہ اک گا وادہ ہر گوسالہ آ دھم سبکو اک چشہ آیا نظر وہ بولا کہ اسکندر نامدار وہ دھت پر چھوہ اوسکا دیکھ کہ گرا اوسکو کر کے لباب ہو غرض پیر پاس ہر جا خیر	کسی نے کچھ بت آیا جواب کہ گکا وہ تعبیر شاہ تمام شب اول آیا چھبکو نظر کیا پھر نکل ہو کے سوراخ میں کہہ کر پاس جو اسے خستہ سیر وہ آیا کنارے پہ دریا کر جب روانہ ہوئی دکان باجی آب نہیں غم کو ریسے کچھ نہار در اچھو بھلے ہیں جو بے گان خبر لینے آئے ہیں سرال کے پاس ولیکن نہیں اوسکو سرگین کی راہ نہیں آئے اوسکے کن رنج بھی تر کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار کہ لب کی میں خشک اطراف تر تھے ملک میں آئیگا ایک بار کہ آخر شناسی میں ہو نظر تو نہار آب تدرج کم نہو کہ میں طرفہ اسے شاہ والا تیر
--	--	--	---

تو دنیا سکندر کو یہ ہر چار دیا مرد درویش ذریہ جواب وہ ہاتھی ہوا سکندر نامدار سیان سفید اک بادشاہ آئیگا اوسے کھینچتے ہیں جو وہ مرد چار جو وہ لاکھ لاکھ بیکار بیکار حکیموں کا مذہب کرے آشکار وہ تشہ جو آیا نظر پھر تجھے گر زندہ خلق اوسے بیان ہوئی زمانہ اک آوے کہ سود و زیان خوش شہ جو خبر آئے نظر زمانہ اور بخین سخت حیران کرے کرتے زمانہ اب اس طور کا دہن میں ہر اک چیز کو پیچھے زمانہ کوئی آوے اس طرح کا تبدیل کو تو بھی سیری نہ حلیص تو دنیا میں ہوں عیان جو اوس چشم سے آب چشمہ کو لین بڑی عقل و فرنگ سے سرسبز کبھی فیض اسکا نہو گایان یونین تازہ اک عہد پھر آئیگا سکندر سے اس عہد کا بادشاہ کیا شیشہ ہندوستان میں گذر ارادہ نہیں اور خبر چاکری کہ ہر ایک نیامین ہی ہشال غرض چار چیزیں کہ تھیں بے نظیر سکندر نے دیکھی جو وہ دلدار گیا کہید پھر تاجور کے حضور سکندر سے پھر کہید رخصت ہوا	تجھے ملک بخشے گا وہ جاہل کہ ہر پہلے دیکھی یہ تعبیر خواب ترے شہر سے جو کرے گا گوار خزانی ترے ملک میں لائیگا کروں اوسکی تعبیر میں آشکار کرے گا وہ آئین موسیٰ زدن کرے گا اوسکا آئین خستہ بیا گر زندہ ماہی ہوا اور آب یہ خواب چارم کی تعبیر تھی نہ زمانہ بخین ذرا مردمان کہ پوچھے تھی اچھے بھلو کی خبر تسخیر نہ ورسے نادان کرے کہ لطف و مدارا نہو ذرا نہ اک جبہ محتاج کو پیچھے دو حصہ تو انگرہ پیچھے شہا ذو نتر ہو خوش تبدیلی کہ مسکین ہی خوش کھین لین تو آئے نہ پیمانہ دوست میں رہیگا وہ سلطان عالی گہر نہو نیگانی کی دوسرے نشان کہ ہوگی ہی فوج اسدینا کہ ہو وہ شہنشاہ عالم پناہ ملاقات بہتر ہے اے تاجور کرو میں دل و جان کفران نہیں دوسری ایشہ تو شخص قدح اور دفتر طبیب وزیر کیا ساتھ رہے اے کتھا شہر بارور نیلے باعد سرور قرن نشاط و مسرت ہوا	کہا کہ ہندی نے یہ بعد ان کہ وہ خانہ دنیا ہے اسی نام یہ پھر تو نے دیکھا جو زور سوم شب جو کر پاس آیا نظر کہ دیمقانی نقش پرست آئیگا پھراس ملک میں دو ایک پھراس ملک میں اہل دین آئیگا رسول خدا ایک آئیگا بیان شب نجم آئے جو کوزان نظر کرے کورشم کسان رنگا زمانہ اک آوے کہ دانشور جو دیکھا شب ہنرمند اپ دو چندان ہو ہر ایک کو حیران جو دیکھا شب ہنرمند امیرونیک تبدیلت اک حصہ ہو وہ جان نہم شب کو دیکھا جو تو نشا دشمن جو آیا نظر تجھ خواب زمانہ جو بعد اسکے ہو گا عیان رعایا نیکی اوس سے پناہ زمانہ کر گیا یونین انقلاب مال اسکا ہو گا یہ اے نوجوان سکندر کا نام یہ ہو چکا دین لکھا کہید ہندی نے پھر یہ جواب کروں مشکیش تیرے اب چار ترے پاس آؤں سرور نیاز سوشاہ بھیجیں غشی و شتاب پایا تھہ سو دل کے وہ جاہل دیکھا جب سکندر کو گنج و گہر سو فور ہندی ہوا پھر دین	کہ تعبیر ہر خواب کیجے عیان اور اوسین وہ سوانح ہی تیرے کہ اک مرد بیگانہ ہی تخت پر سمجھ تو خدا اسکو ایمان رواج اسکا دین بیلچیان آئیگا حکیم خرمند یونانی ایک رہ حق پرستی وہ پھیلائیگا کر گیا ہدایت بلب لاشکان کہ محفوظ کوری ہیں سب نہ فہمید ہو کچھ او بخین زینا سر سر ہوں محتاج بیدارشان یہ تعبیر اسکی سے اے نامور یہ چاہ کہ سب سے کر دراز کہ پرین وہ خم اور خالی ہوا زرویم برساتے گر آسمان کہ کھاتی ہے وہ شیر گو سار کا کہ اک چشمہ خوشگ گردا و گلاب اوسے عصر میں ہو گا اک حکمران جہان ظلم سے اوسکے ہو گاتا رہیگا اس طرح عالم خراب نہ لاشہ سلطان کا گھوڑا نشان کہ ہو انکے مورخ و آئین کہ اے بادشاہ خریا خراب تو رکھنا او بخین جان و دین تسے لطف سے تاکہ ہوں سر فراز سوشادمان شاہ عالیجناب ہوا واصل سے اوسکا دلشاد ہم سکندر نے خوشا اوس سے سر سکندر جہاندار گیتی ستان
--	--	---	---

رفتن سکندر و قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ تنوج بجنگ سکن روکشہ شدن او و فتح باب شدن سکن

سکندر نے تماشہ لکھا فور کو لکھا کیا ہوا کیا ہوا اتنا غور نہیں تھے مجھ کو خطر نہ ہمار دلیرانہ میدان میں ہوں نہ خواہ سواران جنگی تھے اسی ہزار سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار غرض تھے حضور شہ نامدار سواران جنگی تھے ستر ہزار نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار سکندر سے مردم یہ کوہن ارسطو کو کر کے طلب زودتر شکم او کا یک دست خالی رکھا وہ اسپ و سوار اس قدر کیا نواب خوب سی اس میں کش لگا کچھ سپہر زین ایک بار بنائے پھر اوس طرح کیگز جو دیکھا وہ گردون و سپاہ وہیں مردمان نے کیا آشکار حقیقت سے اس کے ذرا نہینا او دھرے جو انوں کیباری سواران ہندی و پیلانست رہا شام تک گرم بازار جنگ سحر گاہ کچھ فور جنگی سوار او دھر توئی جنگ آرو پیلان جو پھر فوج ہو گرم بازار گین مناسبت ہوا عیشہ سر فراز	کہ تو ان کے حاضر مری پاس ہو تومت آپکو اس قدر کھینچ دو مے پاس ہر لشکر پیشہ ہار گردن لشکر و میدان کو تیار از انجملہ ایرانیان سی ہزار نبرد آزمایان خنجر گداز سواران ہندوستان ہ ہزار جوانان جنگی و مردان کار کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار کہ پیلان سرکار جنگی نہیں ہوا چارہ جو خنجر و نامور سر اسراو سے نطفہ سے کیا کے لبتہ گردون پھر باویا ارسطو کا وہ حکم لایا گیا اڑا و وہیں گردون و سپاہ نہ تاخیر کی جنگ میں زمینار ہوا پس وہیں فور حیران کا کہ یہ تو بچانہ ہے اسی نامدار نہ واقف تھے از سکندر کی عقبے جو گردون کے وان گدی گر زبان ہو سے کھا کر گریب سر وینہ تھا وقت تیغ و خنجر سپہ لیکے آیا پے کار زار او دھر میں ہوں مردد لیر و جا تو ہو و ملک ایک عالم دین کہ ہم تم ہوں تنہا ہر زرم ساز	لکھا اوسے پاسخ کہ اسی تاج ہو نہ کھتا تھا مردی و مردانگی منو مجھے خواہان فرما ہری یہ سکندر اپر غضب آہو دلیرانہ مصر و سواران روم سوا کرتی ہندی فوج بھی نخل فور ہندی بھی تنوج سے پے کینہ خواہی تھے کیل تھا یہ پیلان جنگی جو انے نظر حنالے کے باقی میں جنگ آنا مہر و وہیں اوسے کیا آشکار ذیر خرد مند نے بعد از ان ہوا جبکہ میدان میں گردون وہ آتش لگی او میں جہم ہوا ہوا تیرہ رو سپہر بلب ہوا گرم بازار پیکار و ان خبر لایو الو نے پوچھا کہ ہا حکیمونج اوسکو مہیا کیا ہو سو گردون و حاکم لانا جو پھر سر بر نطفہ روشن ہو فراہم دیا کر کے پھر فوج کو ہوئی جنگ موقوف بہ کام سکندر نے اوسکو بھیجیا سپاہ ہزاران سواران پیکار جو بل بچھو اپنے دلیران کہ جسکو میدان میں نہ فروخت	کیا کشتہ دار کو تو نے اگر اطاعت تری کید مندگی کی کہ رکھتا ہوں غم جنگ درمی گیا سوی تنوج لیکر سپاہ کہ فولاد ہو جنگی ہیبت موم شہنشاہ عالم نے چاکرشی مقابل ہوا شاہ کی فوج سے نبرد آزمایان جو باے نام تو فوج سکندر ہوئی پر خطر بھلا کس طرح جنگ کیے شہا بنایا اک آہن کا اسپ و سوا کیا ایک طیار گردون کلان ارسطو نے لولا جھانک کہ ہا خروش عظیم اک اوٹھا ناگمان ہوا دیکھ کر خوش شد اجنبہ لگے کشتہ دختہ ہوئے جون یہ کیا ہے کر و میرے آگے یان یہ سباب ہے رزم و پیکار کا نہ ہرگز کیا دل میں کچھ خوف جان زمین کی قتل گلشن ہوئی سپہدار ہندی ہوا زنجو دلیران لگے پھر سو خیمہ سب کہ توئی شجاعت میں مشور عام ہوئے کشتہ دختہ کل ہر دو کہ ضائع ہوں کیوں نہ جان وہ ہوا ملک کشور و تاج و تخت
--	--	--	---

<p>شاہنشاہ</p> <p>کہتا ہو میں تجھے جنگ لڑا روان کی سو بادشہ بدین رہ فور پر خیم شمشیر تیز کہ تھا یا اقبال وخت بلند کہ اندیشہ مست کہ جو تم ذرا بسو دگر ہو نہیں یا نسے روان وہیں لیکے قلم میں شاہ کو عنایت کیا اور کوہ گنج زور کیا مینی قسوج کا تاجور</p>	<p>۱۶۳</p> <p>جہاں ہو کے لشکر سے پناہ وہیں کینچر فور خودی تیغ کیا شاہ نے جبکہ وقت ستر نظر ہو آخر وار حید دلا سبیت دیکے اور سے کہا ہوائے تھیں کر کے ہندوستان سمتھا سے شیریں تیرسرو تہ زروی گرم شاہ نے سرسبر تجایا اور سے جھت زور کار پر</p>	<p>کہ بہتر ہو اسے شاہ عالیجناب اور سے گیا فور ہندی دلیر نگہار تھا شاہ کا کردگار گرا فور ہندی نگوں خاک پر طلب سے لے اور کو کیا لہذا مرعات و الطاف لہر یک پر تھا غران شامشہ کا مگار نشان غم و داؤد کو دیا کہ سالار تھا خود کی قیے کا</p>	<p>پس ہندی کے پیچھا جہاں اور سے سکندر عرض مثل شیر ہے لیکن ہونی کار گر زینوار دوبارہ ہوا کف سے تا کر جو تھے نا مداران ہندوستان کہ دن فور ہندی ہو میں پیشتر یہ سنگر ہو سرسبر نا مدار در گنج و لعل و گمر و اکب سہرک ایک سردار کا نام تھا</p>
--	--	--	---

رقن سکندر زیارت مکہ معظمہ آمدن و مصر و مصر طرف ملک اندلس رفتن

<p>ینا یا خلیل اللہ نے ان کان رہانہ ہوا خیمہ و نام جو شریف اور کان کا تھا و خوش بست اور کی تعلیم و تکریم کی کنسل جراحہ کے اسے بادشاہ جراحہ کی اولاد کو قتل کر لا ان کے بادشہ مصر کا سچ ملک اندلس آیا دان رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی تو پھان او سے لیا شاہ کو شہنشاہ پانچ یہ پولا وہیں سکندر کے دی ماتھ میں اون یہ بولی کہ اسے بادشاہ زن نخ بادشاہان عالیجناب تو فرما کر اپنا لیکم اب بٹھے تجھو سے تو رسم و ریت کوئی تو کہ جمع خلک کو اسے ناز نہیں مرے گھر تو کر آج شب کو سر</p>	<p>کینچہ کیا شاہ سے پناہ زیارت کی سنگر ہوئی آذر بنیرہ تھا اور سکا جو نصیب سکندر نے نذر دینا اور سکا ساحیل بیان چھوڑ دیا خواہ شہنشاہ علم نے پھر زور و تر سیر کشمیر مصر و ان سے یک روانہ ہوا مصر سے بعد ان سپہدار اقلیم اندلس تھی گیا جبکہ اسکندر نام جو مرے جنگ ستارے ہالی نہیں شبہ جہاندار کر کے طلب دلا سبیت دیکے وہ سین کہ پناہ نہ ہرگز برا آفتاب نہ آسیب ہو پناہ نہیں کچھ کہ ہرگز نہ تجھے کرے کچھ بد ترامین بد اندیش ہرگز نہیں یہ قید اف بولی کہ اسے تاجور</p>	<p>رہا شہر قنوج میں تین ماہ پر تشنگہ خلق بیت الحرام کہ گذرا ہے پیغمبر نامور وہ نصرتیب او کے آچھوڑ پیادہ جہاندار کشور گشت تو ہو داد رس زیر جرج کن دیا اور وہیں بادشاہ زن ہوا لشکر شاہ آسودہ حال پیر پھر و رشک ماہ تمام گیا لہ لہی کے وان بادشاہ تو ہر شاہ اسکت نہ ہمار سکندر نہیں ہوں متواضع ہوا رنگ چرکایاں وہیں بلا سر پہ اپنے تو مت لایک نہ ہرگز کروں راز تیرا عیان تو سو گند گریاد میرے حضور کہ دین اور ایمان کی بھاکو تم کروں تجھ کو مرہون پلف و عطا</p>	<p>سکندر جہاندار عالم سپاہ کہ کب سے نام اسکا مشہور عام ساحیل مر و خستہ سیر سکندر جو پونا تو با مدد سرور زیارت کو پھر ساتھ او کے گیا لیا چھین جسے مجاز و مین ساحیل بیان کو مجاز و مین سکندر رہا مصر میں ایک سال زن ہوشمند ایک قیدانہ نام فرادان تھا اور سکا ختم اور جاہ سکندر سے بولی زن ہوشیار کہ مین بدشاہ آزادہ ہوں سکندر ہوا دیکھ کر سہلین لہیں اور اس طرح مت جانو مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یان اگر کینچہ ہو کچھ تو کر دے دور لگا کینچہ پھر شاہ کیوان علم خودن ماتھ سے رسم و رواج</p>
--	---	--	--

سکندر پسر اوس شتر غصبت طلب و در آن غرض باد شاه و زمان	روان نه زمار شکام شب دستان قصد نمودن سکندر بر	سکندر نه کیسری نیکو چرا پایا سوختم شاه جهان
--	--	--

سیر جهان و رفته رفته رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا و طیار نمودن سکندر

<p>یہ تھا لیکن قصہ شدہ نامور کیا غریب شاہ سکندر نہ گشت میں جہ طرف شاہ کشور گشت عاقبات مجھے گرد آن کر بہت تعلق کی راہ پست و بلند پھر ہفت اقلیم میں بادشاہ کن رہ تھا عالم کا یہی بھان گوئے لڑش جو کوئی چشمہ کا آب سپاہ عدو سوز سے دو نہار خضر سے ظلمات تھا سر تھا عیان گر کر دین دوست لیل کو رکھا وہ شتر لعل کو اپنا پاس دو درو درو شیبہ تو نہ پر سنی پڑی نہ نہ ہرگز صدا اندھیر پھینک کر تر تھا زار کھینچ میں اک سہ کو اور اونکو اور دھانسنے پھینک کر پھر آٹھ دن شاہ کیسے کہیں شاید چاہیے بگو آب بقا سو سگر زہ پیری جیب تو سہ پہر تھے جو غورم کیو دیوان ہوئے ساکن شہر حیران تمام بیان آئی گسراہ سے پد سپاہ کہ رونق ہوئی تیرے آئینے پا وہ بولے کہ اسے شاہ نہ فرخت</p>	<p>بہت دیکھئے معورہ کوہ و دشت یہی دان کے فرمانروا کو گھا کوہ طاق کیسی کو نہ پوچھ کر کئی پیاہوئی شہ کو ہم کو نہ کہ تھا یاد را قبل از نقل آں کیا ہر دمان تھیں یا گریبان تو خراب سے ہو وہ کاسیا یہ ساتھ اپنے دلا ہزار خضر سے شہ نامور نہ کہا تھی پھر مار و گزوم گزیدہ پھر اگر دم و مار سے یہ ہراس سوم روز آنا دورا نظر خضر چہ شہ تھیں تہا گیا یہ ایک ہوئی روشنی آشکار یہ کوہ ستوان کی صدا تو وہ پڑی پشیمان ہو بیشتر اچھٹے آب حیوان نہیں رہائی ہو ظلمت تو آب یا خدا تھی اوقت و گور تھو وہ سیر کے سے پانہنے اوٹھا کر یوں لکے کہنے یوں وہ دم خاص عام یہ نہ سیر زنگان گئے پیش شاہ یہاں یوں تو رہ جب تک ہر جان ججا ہیں اس شہر میں و درخت</p>	<p>ایک ملک کشور میں شہر میں کہ ہرگز نہیں مجھ کو آئینک نرم بہت شاہ حاضر ہو پیش شاہ تہ شہ کا لشکر ہوا پیشہ جوئے کر چکا سب و شک تر پس کوہ ظلمات ہو سیر شہ نامور نے سنی جیت بات سرخ جام چل روز کا تو شہ کر مرے پاس دو لعل ہیں اخضر دیا خضر کو لعل انجام کار خضر نہ تھائی کنان لعل پیش جدا ہو گئے خضر سے ناگہان دمان سبجا اب لعل نوش کر پھر لہنے میں خلعت نمایاں کہ افتادہ ہیں سنگریزے جو نا کسیٹہ لیے سنگریزے اوٹھا ہوا سخت حیران و عاقل نورین دن ہوئی روشنی عیاں لکے کہنے ہو کہ پشیمان بہم جب اوس روشنی میں کیشتر کہ اتناک نہ یارب ہوا زنیار غرض شہر طختہ کی لاکو بجا لگا کہنے یوں شاہ شعور گشت کہیں عالم غیب کی سب خبر</p>	<p>کر سیر جهان کیجئے سیر کی سکندر اپنا روان دہرین ہر اک سحر و سحر و دلا کا نو جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تیار عجائب غرائب بھی آئے نظر تو پوچھا وہاں خسر و نامور دمان چشمہ ہی اسے شہ نامور کیا پھر وہیں تصد آب حیات روانہ ہوا خسر و نامور کہ ہوا ایک سے روشنی جلور کہ اک نور حبش ہوا آشکار عقیق و سبک تھا شاہ فرختہ بکا را بہت نفرت نہ گردان پھر آیا سو لشکر شہ خضر بہت خاطر شہ پریشان ہوئی نہ لیمین تو چھتیا بہرین کسیٹہ کہا دل میں کیا نادر لگا کہنے تب شاہ فرخ تھا ہوئے شاد و خرم دل و جان کہ افسوس آدھ لکے یکم تب اک شہر آیا دآیا نظر بکھی فوج بیگانہ کا بیان گزار لکے کہنے کیسے دعا و ثنا عجائب ہر اس شہر میں خبر کی اور احوال آئینہ کا مہر</p>
--	--	--	--

سیمینا نہیں کوئی اور کوئی نہ بان
 وہ دونوں چہرہ میں پر گزیدہ ہنجر
 یہ سکر طلب کر کے دانائے شہر
 تو اس روز کو مجھ سے کرا شکار
 طے چارہ سالانہ تاج و تخت
 لگا کئے ولین کہ نیر فلک
 ہوا شاہ حیرت سے گر کینان
 جو پوچھا تو دانے یہ آیا جواب
 کہ باقی رہی عمر کتر شمس
 سکندر یہ بولا کہ اسے ہوشیار
 غر و مند نے مدعا شاہ کا
 نہ خوشبو نکو دیکھے نہ مادر کو تو
 بتائی جو تھی اون درخونہ راہ
 حضور سکندر ہوئے داد خواہ
 وہ پہاں لاتے ہیں لشکر اور
 سکندر نے پوچھا کہ وہ کس پر کیا
 زبان تیز دندان مثل گراز
 جو سو دین کو اک گوشہ سیر کرین
 یہ کہہ لگے کئے اسے بادشاہ
 کہ نہ پادشہ ہم اس سے بخت
 یہ سنکر ہوا دان اقامت گرین
 بنا ایک دیوار کیجئے بلند
 بنے ہر دو سو سداک استوار
 وہ سید سکندر بنیا جب ہوئی
 شتابی سے خاقان گیا پیشوا
 جو یونان میں پہونچا شہ ملک گیر
 حکومت تھی اوش شخص کی سہین
 نہ ہرگز ہوا دان تو قہر کنان
 بیابان میں تھا ایک کوہ بلند

وہ سکندر بنی تھو کی آواز کو
 سختی سے ہوا تیرا شام
 درختوں سے جا کہ سنی یہ صدا
 کہ ہے یہ سکندر رشید نامور
 کہ ہے پھر سفر سو ملک بقا
 کہ مجھ کو میرے ہے سخت شعی
 کہ پوچھا ان درختوں سے آواز کو
 شے میل سیر جان اب نہ کر
 ست تھا جو عالم نے دھار سیر
 کہ اقلیم میں روم کو جاسیے
 یہ آواز آئی کہ اسے شہر پار
 کہ ان کو شہر میں پادشاہت
 جو اک شہر میں تھا پہونچا دن
 وہ دیوان میں بنایا جیجے
 بڑو گاؤہ مردم میں اکی خوا
 کہ چون چہرہ ماہ تابان ہو رو
 و چشمہ آؤنی ہیں یک نام آواز
 کہے کوئی کس طرح اوز کا شمار
 تو بیچارگان کا ہوا چارہ گر
 و گزیر ہم اس شہر کو چھوڑ کر
 حاکموں کی تدبیر پوچھی وہین
 ایسا نہ کیو آہنگران سخت کو
 دیا چونک پھر کوہ کو سرسبز
 پھر اس شہر میں رہے وہین
 کہی دن رکھا شاہ کو اپنے گھر
 پھر آسوسو سند شاہ جہان
 بہت پیشکش مال آؤ کیس
 ہوا وشت باطل پھر خیمہ زن
 کوئی حد اک پیر آنا نظم

دے جو فرد مند و عالم ہیں
 آہ غم میں تراک مارے اور ایک شر
 گیا وان سکندر شہنشاہی ہر
 وہ لوگ لڑا کئے ہیں آجا و دار
 سہے اس ہاتھ میں یہ قہر و تخت
 ہوئے منتضی تن کر جنگ
 یہ عالم سے کئے لگا بعد از ان
 فلان راہ سے جا کہ پہونچا شتاب
 شب و روز کو دے یا و خدا
 یہ ولین تھا ہوا ایک بار
 درختوں کی دیرت ظاہر کیا
 آواز سے نہ تر نہار پیر آرو
 روانہ ہوا وسط کو کشاہ
 گئے کئے اسے شاہ گیتی چار
 بہت اونے ہوئے پھر کو ضرر
 بیان مردان کی یہ شدہ سکر کیا
 قدا و کھاسے چون بلبل غی لان
 وہ گوشہ گھر سے چادر کرین
 تو شاہ جہان ہو فضل اک
 ہماری رہائی کی پس تیر موات
 سکندر جہاندار آفاق گیر
 کہ ہوا راہ یا جیجے و ما جرج بند
 فراہم تھے کاریگران دیار
 خلاق کو آسودگی تب ہوئی
 زر و مال نعمت بہت لیگی
 کوئی دن ہوا دان اقامت پیر
 کہ تھا فور کا جائیں بہین
 پہونچا ہوا سو سے باطل روان
 وہاں جب گیا وہ شہ ار خیمہ

کرن آتش کا دہن راز کو
 جو تارے کر تارے شیب کو کلام
 سکندر نے دانائے پھر کو
 چھرا گر و عالم اجد کہ و فر
 ہوا پرالم کے فرمان روا
 کہ دن چار سال اور فرما ہی
 کہ پوچھا ان لشکر میں ان نہیں
 پس اک گوشہ میں نہ کی کسیر
 کیا عرض پیش شہ نامور
 غرض جا کے وان مانا کو کچھ نہیں
 نہو سے گذر مردم میں زینہار
 ہوا اسکے عکین شہ کی کثات
 تو یا خندہ شہ آئے وہاں
 کہ سخت اونے عاقر میں ملام
 غرض اک جا کو کرین پہونچا
 در را شاہ کے کسیر دے کے ہیں و
 سزا و پچھنی حسام خون
 کہ خیمہ ہی ہر ماہ بیچے ہزار
 برائے جد اکوئی تدبیر کہ
 چلیں ہمرہ سرور نامور
 وہ بولے کہ اسے شاہ رکھو زمین
 کرن طرف دیوار میں بوقت
 ہوئی بند یا جیجے کی رہ گذر
 رہاں کیو پہونچا سو ملک چین
 رہا نہ ہوا دان شہ روا جہر
 گیا پیشوا سند کا حکمران
 اپنے سے یمن پھر سکندر گیس
 دیاں بھی دیکھو وہ شاہ زمیں
 سفید اونے تھے تن پہو سیر

<p>بیان کر حقیقت یہاں کی ہزار کہ ایک سکا بنیں نقش و نگار سودا گئے گزرے جو نام اور یہ پاخ وہ لایا ز مایہ و ان اوسے کھا کے جاتے ہیں کچھ کرین تاکہ سبط او کو اس پر حقیقت سے اونکی خبر اور وہ بولے کہ اسے فاش شد کشا یہ سکر شمشاد نے جاکے مان کہ تعابر تر از وہم و نہ خیال کیا گنج لشکر کو کیسے عطا لگا سکنے اس طرح سو ایک نور رہون شاد با جاہ و اقبال رہا دہرین خوش گنج و گہر بہت تھے ملک وادہ تاکہ ان کہ میں آپ کو بادشاہ جهان اور سطوے دان کو کیسے کھا اور خیرین طغیا و خفقت سے کشا بد ہنگامہ ہر دواز ہونہ سار وہ کھم کے فرمان ہرک کے نام تھے او سپہ قاضی ہر اک نامور ملوک ظوا لف رکھا اور نگانا اور سطوے دان بھی آبادان جو پیدا ہو تو یہ بیٹہ شک تو جہر او سکو بر طبق آئین دین سکندر جہاندار انجمن شرم جمل روز نامہ ہا شاہ کا جہان میں نہ و ام سے نہ</p>	<p>سکندر نے اوس شخص کو کجا عجائب ہیں دیوان رنگ بہار ولایت نشان سے ہم ملوان کردہ خیر آباد ہے یا نہیں پکا سکا ہیں اس شہر میں آنکر سکندر نے سچے سچے سار دین موتے سے ساخوڑ اور شہر پر کما یہ کو با جہرا شہر کا تہ ہر مکان گنج زر ہونہ لگا اس قدر مائتہ سیدان سکندر نے دست کر دیا وفات یافتن اسکندر بادشاہ کہ شاہی کروں چارہ لہ تن گئے سیر و سال اب تک گزر حضرت شمشاد عالمستان کہ جتنے ہیں شہزادہ کجا سکندر کو جو چم کہ مرکز تھا مناسب نہیں قتل شہزادہ کا سے پر سپہ سالار شہر کا کیا ملک تقسیم شہ نے تمام کہ جسکو ملا ملک اب جسد سے بادشہ ناہاراں تمام ہو جبکہ بیار شاہ جہان کہ سپہ سالار اندون شہر کا تو لہ ہو کر خوشنمازین کہ کمر ہوارہ نور و عدم بہت کر پڑو شور ناہ کیب گدا یا شمشاد علی تبار اب آتا ہوں کجا کجا</p>	<p>کلاں لگے اوسکو ہر زمان اگر اک شہر کنتہ ہر نزدیک یا وہ اندر سیاب شہر نامہ یہ سنکر لگا پوچھے تا جو وہ لگے ہیں ہر مہم ہا جے روز آتے ہیں یاں کیا گر قرار آئے وہ شہر و دیا او کو از رکا الطاقاں کہ محکوم تھے جسکے شاہان ور وعل و خیشہ وزیر یا وہ ان اوسکو گم کردہ شکر ملا یہ آئی تھی جھکنا و اکتے کہ سو خلیل نیم سے دور تر فرین تر و دولت کا ہر حال یہ ناچار شہ کے ارادہ کیا کہ تھنے سے عالم شہر پاک کہ اسے ناچار تر یا جناب کہ تا ملک میں شہر و شہر سے بے دخل روم صبح ہوا چراک عہد نامہ روم و ان رہین ملک میں آج بادشاہ جہاندار اسکندر راجہ یہ بولاشندہ روم زمین اطاعت سے مت چھڑا اوس اوسے بادشہ روم کا بھو ہو سکے فوج کہ رب صفر و کیم نہیں ہر فادار او گئے گنج سکندر کی آخر ہوئی شہان</p>	<p>سودا اوسکے تھے کان و دونوں لگا سکنے وہ پیش شاہ جهان شہنشاہ کیخسرو خوش سیر کچھ اونکی صورت ہو دیوار پر کہ ہیں مرد آل آتے یہاں وہ رہتے ہیں یا نہیں ہیں نہاں حضرت شمشاد گیتی نور و سکندر نے کی مہربانی کمال یہ کیخسرو نامہ کہ سہ شہر محارت کو سہار یکسہ کیا وہ حجابہ و حوالتے آگے چلا سکندر جہانگیر گیتے فروز کہ پیش در حقان کیا تمام کروں جہانداران اس جانی گد مر ہاریت میں باقی اب یکسال شہنشاہ فرزند ر رکھتا تھا وہ کیجیے اور بسکو ہلاک اور سطوے نے پڑھ کر لکھا یہ جوار کہ ہر دیک کو ملک تقسیم کہ ارادہ نہ کوئی کرے رزم کا جہاندار ہر اک کو سلطان کیا تہ ہا م کرین قصد کین و ساد ہو اندازان ناگمان سکندر وہ روم اپنے دم واپس تھمنا نا اوسے روم کے تخت پر کیا فی لشکر اوسکو کو فوج سپاہ و حکیم و امیر و وزیر نہیں جا و دانی سرک سینج</p>
--	--	---	---

<p>لکڑاڑا ہا سے حبسہ نہا سکندر نے اونکو دیا ملک جب امین اونکو اشکانی خان میں لگا لکھے جو کہ خزانہ اشکانیان کہ یعنی دو صد سال باقی بخت کیا اونکو ساسانیوں نے تباہ</p>	<p>ذکر سلطنت اشکانیان لکھنے وان اوتنا بان د ملوک طوائف بھی ہوا اشکانی نہیں سے کوئی چین تھیں بیان سب اشکانیوں نے وہ فرزند لیا چین ونگ تاج و کلا ہوئے ملک ملک ساسانیان</p>	<p>کہ تھم کیان سے تھی جنگی نژاد ہوئے جلوہ گردہ بخت شہی سخن سنج فردوسی پاک دوت سرا تباہی شہ نامی میں جو لکھا نہ ہرگز ہاتحت و ملک مال کردن کے احوال اونخانیان</p>
--	---	---

دستان بیان احوال ساسانیان ولادت اردشیر باجگان فرزند ساسان

<p>کوئی پوڑا راجھا ساسان نام گزیران سو ہند ساسان تھا وہ ازبک مسکین چارہ تھا سپہدار کا بل شہ نامدار خوشی سے پر پیل ان پر لگا پوچھنے بابک ہوشیار دگر روز پھر خواب آیا قطر کہ میری بزرگوں کا آئین ہر سپہدار بابک فریاد کیا کہ سکون گزین یہ جوان کیان شبان کے جوہر ساسان خطر سے نہ ساسان پانچ دیا کوئی گردنیں تری ساتھ آ جو نام و نژاد آشکارا کیا ہوئی حاملہ خستہ سیمبر قضا آئی ساسانی پھر ناگہان سپہدار بابک با صبر دلیر و قوی نام ہے اردشیر سپہدار بابک فریاد کیا خداوند غفار ہے دریا لکھایوں کہ یہ نامدار</p>	<p>پرستار زاد اوتھا ساسان نام ہست و لہین سپہ ہرسان شان نے اوسے وہیں چار کھا جو اندر بابک خستہ شعاع یہ کتا ہر شہ سے کہ اس شہر یہ کتا ہر شہ کیا نام اسی نامدار کہ آتش ہوا فروختہ سیمبر یہی اپنی رسم درہ دین ہر کہ ہے اس جو اندر کا نام کیا وہ ہو کہ کابل میں پیش شہان تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا لہو کو نہ ہرگز دوان واکیا تو اٹھا کر مجھے احوال سب تو بابک نے لطف مدارا کیا ہوا اوسے پیدا پر پوش سپر ہوا اس ملک عدم وہ رول سہرا و شاہانہ سکھ لے سب کہ دارا کی پر نسل سے وہ سپر کہ یہ اشتیاق اوسے دیا کہ میں اوس جو انکو کھوٹا وہ کیجو کہ ہوا لائق خستہ</p>	<p>جہاندار دارا ہوا شہ گیا شہر کابل میں پیش شہان لگا کر نے اوقات ساسان سپر کہ اک مرفوشان عالیجناب ہما یوں مجھے تلخ فرماند ہی کہ ساسان جو نام اس جو اندر کا کہ آ کے آتش پرستی بیان ہو کر گرم آتش پرستی وہ لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام کیا شاہ بابک نے اوسکو طلب تری ذات کیا ہر ترا کیا جو نام نہ اندیشہ کوراہ دے ایچوان مر نام ساسان ہے اسی نامور کیا کتا اوسکو با صبر خوشی رکھا باجگان اردشیر اوسکا نام خرومند دانا دلاور ہوا خبر اوسکو پہونچی کہ اک نو جوان ہوا اسکے شتاق سلطان کردن تربیت اوسکی شام و صبح سکرتے جوان کو روانہ کیا کیہ طبع اوسکو نہ پہونچے گزند</p>
--	--	---

<p>کیا جب ہاں اردو شیر جوان شہ اردوان کے پسرخچے چکا یہ بول لاکھ سینے یہ مارا شکار تو حامی ہوا اپنے فرزند کا بے بدخ و اندوہ و غم ناکر گل گلشن حسن گلزار نام گئی وقت شب پیش مردوان بہت آخر از اوس جوان کیا موا اوس مجھو اب انجام کا لگی کہنے اکدن کہ عوام جو موا دیکھ کر شاد وہ نامدار سحر اردوان نے سنی جب خبر شائبہ ہوشل باد صحر نمایان ہو غیب سے مردو پرسکر ہو چکر واک روان کہ تھکر سے تھی ان سوارا کر فرود آئے ناچار اوس چہر ہوا اردوان سخت اندوہین شہنشاہ عالم ہو با کرو فر سپہدار بہمن بچا پور کلان سپہدار مصطفیٰ کو ناگمان دندہ کا نام ہزار ہشیر تو لہا شہر خدمت بجایا کہ اس نام کا کدلا ورجوان خدا دیا اوسکو نیر و بخت سرزمین اقامت گزین تھا جوان منادی جو القہر پہنچا دیا جواہر کو اپنے گھر لیکھا وہ بولے ولی دیکھا خیر</p>	<p>تو شادان ہوا دیکھ کر اردوان وہ جاتا تھا ساتھ اونکی ہر شکار خیانت لگا کر نہ وہ آشکار ہوا اوس جوان پر ہمت خفا طلوع مین رہنے لگا رطلیم حوالہ تھا اسکے خزانہ تمام کیا ماجرا عشق کا بے بیان ولے باز آئی نہ وہ دلربا برائی مراد دل بے قرار مجھے یاں سے لیکر گزیدو دو پ صبا گام پر ہو سوا موا دل میں اندوہ گزین ہشتیر گزیدہ ہو چکر تھا اک شہر پر یہ بولے تو وقت نہ ان تم کرو گئے سوئے صطرح پارس دان روان ملک سے ہوئے شہر باندوہ و غم رات کی دان لہر یہ آخر شناسو گے پوچھا وین تجھے ہاتھ سے اوسکے پہنچو کیا سوئے صطرح اوسکو روان ہوئی خواب میں یہ بشارت سزاوار و سیم وزین سرور بہت اوسکی تعظیم و تکریم کر غریبانہ آیا چرے سے لینا نصیب اوسکی ایران کا تاج تخت بتایا تھا ہر اک کو نام و نشان بتایا ہر اک نے نشان جوان بہت غور و کلام اوسکا کیا کرین اسکی فرمانبری یک فلم</p>	<p>لگا کر فی الطاف شام و سہر تو بوس و مہین پور شد اردوان کہیں اردوان لٹے یہ پائی خبر کیا سمحت بقیہ درو میران آکر بہت ناز مین و لہر و نو جوان ہوئی دامن الفت میں اوسکی ہوئی اوس خواہاں ہم بستری وہ لائی زبان یہ کہ وہ ماسور صنوار اوسکے ذی عنین عز خزانے سے لائی وہ شکام غرض شل صرشت تابان ہو کیے انکے دنبال و مین روان فراد و پھر مین بکھر جاسیے وہاں آکر جو جلد پہنچا کو تم گئے تب یہ ادا کو ہوا آشکار نہ دانت تھی ادا کو کہ موہن و دا کہ اجا کے احوال کیسے بیان وہ بولے کہ شایا یہ مرد و سہر موا اسکے غلین بہت نامجو شباب و سکو لے آئے کہے آہر ولیر جو اندوہ دار انرا د نصیب اوسکے تخت و تاج منادی یہ کی شہر مین اوسو بت کہ اوترا کمان ہے وہ عاجز اطاعت گزین خلق ہو یک قلم ہوئے تھے تمام اوسکے فرمان پذیر وہ آیا حضور اوسکے مہرب کہا یوں کہ طاعت کرو اسکی کہ چاکر مین ہم تو جو فرمان روا</p>
--	--	--

جلوس اردشير يکان بن ساسان بر تخت سلطنت مطبخ پارس

بیان نامہ ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت ایشان

[illegible]

ازان بعد شاه پور اور فرزند نام پدر اک بجائی سلطان پور کا پسر شاه شاه پور کا بعد از ان سوا پور شاه پور پسر بادشاہ پیدا و سکا پسر بزرگ در جوان موا بادشہ پھر جو بہرام گور پیدا و سکا پسر بزرگ در جوان دو سال کی سلطنت بعد ان ربا پادشہ سال دہ حکمران پیدا و سکا ای شاہ منشی بعد عشرت عشرت جہاد و سکا سوا ملک ساربان کا بادشاہ موا جلوه فرما کے تخت نشی شاہ شیر دیہ کو ہفت ما گرادنگر اور فوسل مسور سپر دشت آرم تا جاہ راہ پیدا و سکا فرزند پسر پیر ویز حسن و کا فرزند متقا کیا ہے ختم سخن اسب پنا سپاس خدا جان آفرین کہ نشی تنہا سوا بارور مرا و دل بخشی مسند نہ فرزند نظم و کس فیہا القام الشی شہنشاہ و راہ مسند سرتاجداران گردن فرار	جہان جگر انصاف کا شاد کا شہ ارد شیرنگو کار عفت کہ شاہ پور تھا نام مرد جوان جہاندار بہرام باغ و جہاد پیدا و سکا رابعد فرزند خداوند گشت خداوند زور اٹھارہ برس تک با حکمران برادر ہوا شاہ کا حکمران موا بادشہ پھر بلاش جوان چل سال کی اور فرزند ہی پیدا و سکا راجل دشت سال ولیکن با حکمران چند ماہ شی دشت سال او کی نسو سپر ربا تاج و تخت کلام رہا حکمران تا بہ پناہ روز سپر ربا تاج و تخت و کلام نصیب و سکا کیماہ شاہی ہی جہاندار سلطان کشور شاہ کہیں گئے نام ساربان	سرخنت بیجا سجاد و جلال ہوا زینت افزا و تخت ہی سوا ملک مشر و ملک مال جہانمین جہاندار فرزند تخت سپر شگفت سجاد و جلال دہا شصت سال فرزند سوا بعد از ان جانشین پد سپید اسطمان فرزند نام نصیب و سکا کی سلطنت چار ازان بعد کسری شہ دادگر ازان بعد نوشیر دان کا پسر پیدا و سکا پسر خیر و ذوالکرام سوا بعد از ان جلوه کر تخت پد موا بادشہ آخرش ارد شیر سوا بعد اسطمان پوران دشت ازان بعد فرزند نوشیر و دل سوا ملک مملکت بعد از ان غرض بزرگ و خستہ خصل جو شمشیر خانی میں تسلیم تھا	ہوا زینت اور ملک و مقام و سال رکھا سر پہ دہ سال تاج ہی نصیب و سکا شہی ہی شمشیر دہا چار دہ سال با تاج و تخت پیدا و سکا و سکا و سکا و سکا رکھا کام عدل و گرم سے سا دلیر و جوان ہر فرزند مسور جوا فرزند فرزند خود ذوالکرام قباد و جوان پھر سجاد و جلال سرخنت بیجا سجاد سے پد سپید اسر فرزند والا گھر جہاندار پر وزیر حسن و مہنام سپید اسر و سکا پسر رہا تخت پر چند مہینے دلیر دہ شش ہدی زینت ہی مہنام شہ زاد فرخ خستہ جوان شہ نامور بزرگ در جوان رہا دہرین کران است سال دوہ سبکم و کاست و کھلا برآرند آسمان و زمین موا بند محنت سوا آزاد دل ہوئی بہت و شادمانی نصیب یہ نامہ جہانمین حسن و با نگار شہ نامور بادشاہ زمین جہان میں جہت جنگلک جوان
--	--	--	---

خاتمہ کتاب

احمد تہذیب و کلاس زبان ہینست تو انان ہین کا نامہ رسم و اسفند یاد داریخ سلاطین ایران و توران و یار و جزیر شمشیر خانی
نہا پیر معنی شہا شہنامہ اردو و ہر قصہ تمام داستانہ ہا کا نام در مطلع اقبال مطلع معروف و مشہور شمشیر خانی قوی کشور
واقعیہ نامہ زمین با تمام شرح بالکل مشہور و پیاں صاحب بجاہ و زوی شمشیر خانی بطریق خاص و عام ہوا
۱۰۰

۸۹۱۵۲۳۱
 سنہ ۱۳۸۸
 ۲۲/۱۱/۱۳۸۸
 ۸۹۱۵۲۳۱
 ۲۵۴۴۴
 ACC. NO. 25444
 سنہ ۱۳۸۸
 ۲۵/۱۱/۱۳۸۸
 Date No
 1967
 TIME



Maulana Azad Library
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

R U L E S :—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Rs. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

